مکمل و مدلل

حبیب الفتاوی

جدید ترتیب تعلیق و تخریج

جلد ششم

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی

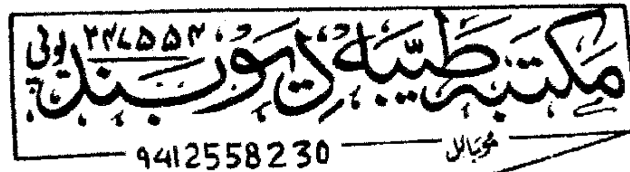
خلیفہ و مجاز بیعت

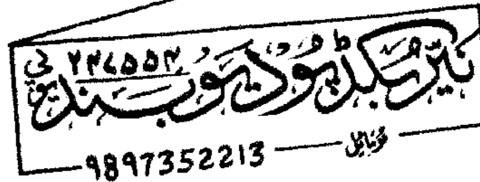
ناشر: مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی

تفصیلات

نام کتاب	:	مکمل ومدلل حبیب الفتاویٰ (جلد ششم)
نام مصنف	:	حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
باہتمام	:	محمد طیب قاسمی مظفرنگری
کمپوزنگ	:	سیّد عبدالعلیم۔ 7017984091-6396271354
سن اشاعت	:	ستمبر 2020
ناشر	:	مکتبہ طیبہ دیوبند۔ 9412558230

ملنے کے پتے





whatsapp: 9897352213

Mob: 9557571573

عرض ناشر

دیوبند جوعلوم وفنون کا مرکز ہے یہاں کتب خانے ہمیشہ سے دینی کتابوں کی اشاعت میں پیش پیش رہے ہیں۔

انہیں کتب خانوں میں ایک **کتب خانہ مکتبہ طیبہ** بھی ہے جس نے آغاز سے نہایت اہم موضوعات تفسیر، حدیث فقہ وفتاویٰ پر منتخب کتابیں شائع کرنے کی تاریخ رقم کی ہے۔

مکتبہ طیبہ آج یہ اطلاع دیتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے حبیب الفتاویٰ مکمل مدلل جدید ترتیب تعلیق تخریج کے ساتھ شائع کرنے جارہا ہے۔ یہ مجموعہ فتاویٰ اس شخصیت کے قلم سے ہے جو نہ صرف دارالعلوم دیوبند کے فارغ، بلکہ حضرت مفتی اعظم مولانا محمود حسن گنگوہی صاحب کے خصوصی شاگرد ہیں بلکہ آپ کے معتمد خاص اور مجاز ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ فقہ وفتاویٰ کی دنیا میں، اس مجموعہ فتاویٰ سے ایک گرانقدر اضافہ ہوگا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ جب اس نے اس کی اشاعت کی توفیق دی ہے تو اسے زیادہ سے زیادہ قبولیت سے نوازے، آمین۔

محمد طیب قاسمی مظفر نگری

21/اگست 2020

مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی ۲۴۷۵۵۴
موبائل 9412558230



JAMIA ISLAMIA DARUL ULOOM MUHAZZABPUR, P.O. SANJARPUR
DISTT. AZAMGARH Pin: 223227 (U.P.) INDIA
Mob: 0091 9450546400 Email: muftihabibullahqasmi@yahoo.com

محترم المقام مولانا محمد طیب صاحب قاسمی زید مجدہم!
مالک مکتبہ طیبہ دیوبند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوگا۔

مختلف زمانوں اور اوقات میں دین وشریعت کے مسائل ایک عرصہ سے مجھ سے معلوم کیے جاتے رہے اور ان کے جوابات بھی قرآن وحدیث اور بزرگ فقہاء کرام کی تحقیقات کی روشنی میں دیے جاتے رہے۔

میرے ایک دوست نے انھیں مرتب کیا اور پھر یہ فتاوے "حبیب الفتاویٰ" کے عنوان سے شائع بھی ہوئے اور بحمد اللہ مقبول بھی ہوئے۔

یہ معلوم کرکے بے حد مسرت ہوئی کہ آپ اپنے کتب خانہ "مکتبہ طیبہ دیوبند" سے اس کو شائع کرنا چاہتے ہیں، میں آپ کا شکر گزار ہوں اور بصد خوشی آپ کو اس کی طباعت واشاعت اور اس کے مالکانہ حقوق کی اجازت دیتا ہوں بلکہ اس کی اشاعت کی مقبولیت اور محبوبیت کے لئے دعا گو بھی ہوں۔

والسلام

۱ ربیع محرم الحرام
۱۴۳۴ھ



من كبار فضلاء دار العلوم ديوبند الهند، شيخ الحديث و صدر مفتي المؤسس ورئيس الجامعة الاسلامية مهذب فور اعظم جراه اتر ابراديش الهند، ورئيس دارالافتا والقضاء والبحوث الاسلاميه، و صاحب الفتاوىٰ المسمى "بحبيب الفتاوىٰ" والمقالات العلميه والفقهيه والتصانيف المتداوله، وعضو المجمع الفقه الاسلامي الهند، وصاحب الدعوة والارشاد المجاز من كبار مشائخ الهنديه

اجمالی فہرست

✪✪✪

فہرست مضامین

✪✪✪✪

کتاب المساجد

مساجد میں نماز نہ پڑھنے کی پابندی لگانا کیسا ہے؟

سوال: بہت سی قدیم مساجد اپنی تاریخی اہمیت کی بنا پر محکمہ آثار قدیمہ کے زیر نگرانی ہیں، ایسے بعض مساجد میں حکومت نے نماز کی ادائیگی کو منع کر دیا ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ کیا حکومت کو اس طرح کا کوئی حق ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

حکومت یا کسی آدمی کو یہ حق حاصل نہیں کہ مساجد میں نماز کی ادائیگی سے روک دے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''ان المساجد للہ'' اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے ''ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ''۔

چکبندی میں چھوڑی ہوئی زمین پر مسجد بنانے کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) ہمارے گاؤں میں چکبندی شروع ہو رہی ہے ہم لوگ مسجد کے لئے کچھ زمین چھڑوانا چاہتے ہیں اگر وہ زمین چھوڑ دیں تو اس پر مسجد بنائی جا سکتی ہے یا نہیں؟ جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

(۱) جائز ہے مسجد بنالیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) للمالك أن يتصرف فى ملكه أى تصرف شاء۔ (الفقه الإسلامى ج۸ ص۶۰۲۵)
دار الفكر المعاصر
للبدل حكم المبدل۔ (الفقه الإسلامى ج۴ ص۲۷۱۴) دار الفكر المعاصر

مسجد کے نیچے دوکان بنانا

سوال: شریعت مطہرہ کا مندرجہ ذیل مسئلہ میں کیا حکم ہے؟
دو شخصوں نے اپنی زمینوں کو جو متصل و متحد تھیں مسجد کی تعمیر اور اس کی دوسری ضروریات کے لئے وقف کیا ہے۔ تصریح کردی ہے کہ دوکان اور مسافر خانہ بھی اس میں بنایا جائے تاکہ مسجد آئندہ اپنی مرمت وغیرہ میں کسی کی محتاج نہ رہے چونکہ اس زمین کا جائے وقوع بازار اور پختہ سڑک ہے دوکانیں اچھے کرایہ پر اٹھ جائیں گی بلکہ پیشگی کئی ہزار روپیہ فی دوکان کرایہ ملنے کی توقع ہے اس لئے تعمیر میں بھی زیادہ چندہ وغیرہ کرنے کی زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی واقفین کی رائے یہ ہے کہ:

(۱) نیچے دوکانیں مارکیٹ کی شکل میں بنادی جائیں اور ان دوکانوں کی چھت پر مسجد بنادی جائے صورت مسئولہ میں مسجد اس طرح بنانا بلا کراہت درست ہے یا نہیں۔

(۲) اگر اس طرح بنایا جائے کہ چند صفوں کی جگہ نیچے ہی مسجد بنادی جائے پھر اس کو دو منزلہ کر کے چھت پر دوکانوں کی چھتوں کو بھی مسجد کی صحن میں شامل کرلیا جائے کیا اس صورت میں تمام صحن چھت کا مسجد کے حکم میں ہوگا واضح رہے کہ اس طرح بھی دوکانیں کچھ زیادہ نکل آئیں گی۔

(۳) یا یہ کہ نیچے ہی سے سائبان و صحن کی بنیاد رکھی جائے نہ ان دونوں کے نیچے کچھ ہو نہ اوپر اور دوکانوں کو بالکل الگ بنایا جائے اس صورت میں دوکانیں چند ہی بنیں گی اور مسافر خانہ کی جگہ بھی بہت مختصر نکلتی ہے۔ تینوں صورتوں کا وضاحت سے حکم تحریر فرمائیں۔

نوٹ: یا ان صورتوں سے بہتر کوئی صورت ہو تو بطور مشورہ مطلع فرمائیں کہ مسجد بھی ہو دوکان بھی مسافر خانہ بھی۔

(۴) نیچے مثل ہال کے بنایا جائے مسجد کی شکل نہ ہو اور اس حصہ میں مسجد کا سامان رکھا جائے یا بوقت ضرورت نماز بھی پڑھی جائے زیادہ تر اسے بند رکھا جائے اور اس کے اوپر چھت ڈال کر اصل مسجد اوپر بنائی جائے اور محراب امام کی جگہ ایک جانب کنارے نچلی مسجد کی حد کے سرے پر بنایا جائے تاکہ دوکانوں کی چھت پر ایک طرف صفیں قائم ہوں یعنی محراب کے ایک جانب مسجد کا حصہ ہو اور دوسری جانب دوکان کی چھت ہو محراب بیچ میں ٹھہرے اس ہیئت کی تعمیر کا کیا حکم ہے۔

(۵) جو آلہ قطب نما یا قبلہ نما سوئی والا ایجاد ہوا ہے قبلہ اس سے متعین کرنا شرعاً کیسا ہے عام طور پر قدیم مساجد کی سمتیں اس کے مطابق نہیں ہیں جہت قبلہ میں دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے ان مساجد کو معتبر مانا جائے یا قطب نما کو اور نئی مساجد کی بنیاد ڈالنے میں پرانی مساجد کی سمت قبلہ کا لحاظ رکھا جائے یا قطب نما اور قبلہ نما کا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

(۱) جائز ہے (۱) پر بھی عمل کر سکتے ہیں حضرات فقہاء کی عبارت سے بلا کراہت جواز معلوم ہوتا ہے کراہت کا قول نظر سے نہیں گذرا لیکن مسافر خانہ کی جگہ الگ کریں مسافر خانہ دوکانوں کی طرح مسجد کے نیچے نہ ہو کذا فی الدر المختار ج ۳ ص ۳۷۰ وإذا جعل تحته سردابا بالمصالحه أی المسجد جاز كمسجد القدس ولو جعل لغيرها أو جعل فوقه بيتًا وجعل باب المسجد الى طريق وعزله عن ملكه لا يكون مسجدا الخ۔ (۱)

وفی رد المحتار قوله أو جعل فوقه بيتا الخ ظاهر انه لا فرق بين ان يكون البيت للمسجد او لا الا أنه يوخذ من التعليل أنّ محل عدم كونه مسجدا فيما اذا لم يكن وقفا على مصالح المسجد به صرح فی

الاسعاف فقال واذا کان السرداب او العلو لمصالح المسجد او کانا وقفا علیہ صار مسجدا الخ شرنبلالیہ۔ (۲)

قال فی البحر وحاصلہ ان شرط کونہ مسجدا ان یکون سفلہ وعلوہ مسجدا لینقطع حق العبد عنہ قولہ تعالیٰ وان المساجد للہ بخلاف ما اذا کان السرداب والعلو موقوفا لمصالح المسجد فھو کسرداب بیت المقدس ھذا ھو ظاھر الروایۃ۔ (۳)

(۵) حضرات فقہا کرام نے سمت قبلہ کی تعیین کا جو ضابطہ بیان کیا ہے اصل تو وہی ہے لیکن اس کا سمجھنا آسان نہیں ہمارے اکابرین بھی سمت قبلہ کی تعیین قبلہ نما قطب نما سے کرتے ہیں جیسا کہ اس ناکارہ نے بہت سی مرتبہ اس کا مشاہدہ کیا ہے جس سے مزید تقویت حاصل ہوئی اس لئے آپ بھی سمت قبلہ کی تعیین قطب نما سے کرلیں اور اسی کے مطابق بنیاد ڈالیں باقی پرانی مسجدوں سے صرف نظر کرلیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (الدرالمختار ج۴ ص ۳۵۷ کراچی)

(۲) (شامی مع الدرالمختار ج۴ ص ۳۵۷ کراچی)

(۳) (شامی مع الدرالمختار ج۴ ص ۳۵۸ کراچی)

وہکذا فی الھندیۃ ج۲ ص ۴۰۸) زکریا

الرائق ج۵ ص ۴۲۱) زکریا۔

ولو جعل تحتہ حلنوتًا وجعلہ وقفًا علی المسجد قیل لا یستحب ذلك۔ ولکنہ لو جعل فی الابتداء ھکذا صار مسجدًا وما تحتہ صار وقفًا علیہ ویجوز المسجد والوقف الذی تحتہ۔ تبیین الحقائق ج۳ص۳۳۰) مکتبہ امدادیہ ملتان)

مسجد کا نا قابل استفادہ سامان فروخت کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں ایک مسجد کی لکڑی اس حالت پر پہونچ گئی ہے کہ ایندھن کے علاوہ کسی کام میں نہیں آسکتی تو اس کی بیع کرنا متولی مسجد کے لئے درست ہے یا نہیں اور اس کی رقم کا صرف کرنا اس میں جائز ہے یا نہیں اگر درست نہیں ہے تو شئی موجودہ کو متولی کے لئے واپس لینے کا حق ہے یا نہیں اور اگر واپس لینے کے وقت وہ شئی موجودہ ہلاک ہوگئی ہو تو اس میں ضمان آئے گا یا نہیں اور صورت ہذا میں ضامن کون ہوگا اور نیز وہ رقم مذکورہ جو ضمان کی وجہ سے حاصل شدہ ہے اس کا مصرف کیا ہوگا۔ بینوا وتوجروا

الجواب: حامدًا ومصليًا

ہر وہ چیز جو مسجد میں بطور جز لگ چکی ہو پھر جدا کر دی گئی جیسے کڑی تختہ اینٹیں وغیرہ تو اس کی بیع قاضی کی اجازت سے جائز ہے فروخت کر کے اسی مسجد میں اگر ضرورت ہو تو اس کا پیسہ لگا دیا جائے اور اگر وہ مسجد مستغنی ہو تو دوسری ایسی مسجد جس میں ضرورت ہو اس کو لگا سکتے ہیں۔

نوٹ: اکثر اہل اسلام بھی بمنزلہ قاضی ہیں جیسا کہ حضرت اقدس تھانویؒ نے تصریح فرمائی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۳۰) (۱)

لہٰذا مسلمانوں کا فیصلہ گویا کہ قاضی کا فیصلہ ہے فی الذخیرة اهل المسجد لو باعوا غلة المسجد او نقض المسجد بغير اذن القاضى الاصح انه لا يجوز كذا فى السراجية قلت قد سمعت استاذیؒ ان عامة اهل اسلام بمنزلة القاضى قلت لان ولايته مستفاد منهم فكانه هم وكانهم هو امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۳۰ وفى فتاوى النسفى سئل شيخ الاسلام عن اهل قرية احلوا وتداعى مسجدها الى الخراب وبعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه الى دورهم هل لواحد لاهل المحلة ان يبيع

الخشب بأمر القاضی ویمسك الثمن لیصرفه الی بعض المساجد او الی هذه المسجد قال نعم الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۷۲) مطلب فی نقل القاضی المسجد ونحوہ۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) امداد الفتاوی ج ۲ ص ۶۳۰) قدیم

(۲) (الدر المختار مع الشامي ج ۴ ص ۳۶۰ کراچی)

ہکذا في النهدیة: ج ۲ ص ۴۱۹) زکریا

الفتاوی التاتارخانیة ج ۸ ص ۱۹۷) زکریا

المحیط البرهاني ج ۹ ص ۱۵۱) المجلس العلمي

مسجد کے کمرہ میں اہل وعیال کے ساتھ رہنے کا حکم

سوال: کیا مسجد کا وہ حجرہ جو سجدہ گاہ سے الگ ہے اس میں امام وموذن یا دیگر کرایہ دار اہل وعیال کے ساتھ رہ سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جب حجرہ مسجد سے خارج ہے اور وہ مصالح مسجد کے لئے بنایا گیا ہے تو متولی مسجد حسب صوابدید اس میں جس کو چاہے رکھ سکتا ہے بشرطیکہ اس کے حجرہ میں خلاف شرع کوئی منکر کام اس میں رہنے والے نہ کریں نیز وہ چیز جس سے مسجد کی بے حرمتی ہو اس میں نہ کی جائے غرضیکہ اس حجرہ میں امام وموذن و دیگر کرایہ دار مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن عوف المزنی عن إبیه عن جده أن رسول الله ﷺ قال: المسلمون علی شروطهم إلا شرطًا حرم حلالًا أو أحل حرامًا۔ (سنن الترمذی ج۱ ص۲۵۱ کتاب الأحکام، أبوداؤد ج۱ ص۵۰۶ کتاب القضاء، باب فی الصلح) بلال

وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحه أی المسجد جاز۔ (الر المختار مع الشامی ج۴ ص۳۵۷ کراچی)

وسائر التصرفات لمن یتولی۔ (الدر المختار مع الشامی ج۴ ص۳۳۸ کراچی)

مسجد کی غیر فعال انتظامیہ کمیٹی کو برخواست کرنے کا حکم

سوال: ایک مسجد کی انتظامیہ کمیٹی جسے اب ذمہ داری کا احساس بالکل نہیں ہے اس کی ذات سے مسجد ہذا کا مالی سخت نقصان ہو رہا ہے افراد قوم کے بار بار احساس ذمہ داری دلانے پر اس میں سدھار نہیں آیا مذکورہ انتظامیہ کمیٹی کو قائم رکھنا چاہئے یا اسے سبکدوش کر کے دوسرے لوگوں کو انتظام کی ذمہ داری سونپ دینا چاہئے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اگر تمام مصلی کی نظروں میں موجودہ انتظامیہ کمیٹی نا اہل ہو تو باتفاق آراء موجودہ انتظامیہ کمیٹی کو ختم کر کے دوسری کمیٹی جو دیندار لوگوں پر مشتمل ہو تشکیل کر سکتے ہیں (۱) انما یعمر مساجد الله من آمن بالله والیوم الآخر واقام الصلوٰة وآتی الزکوٰة الآیة (۲) یعنی اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اسی آیت سے بعض مفسرین نے یہ مستنبط کیا ہے کہ مسجد کا متولی یا انتظامیہ کمیٹی متقی حضرات کی ہونی چاہئے (۳) پیٹ کے پجاری فاسق وفاجر تولیتِ مسجد کے مستحق نہیں ہیں بہر حال تمام مصلی جو مناسب سمجھیں اس طرح انتظامیہ میں رد و بدل کر دیں اور نیز ہر اس طریقہ کار سے احتراز کریں جس سے فتنہ

وفساد کا دروازہ کھلتا ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) یأثم بتولیة الخائن۔ شامی ج۴ص۳۸۰ کراچی)

(۲) إنما یعمر مساجد الله من آمن بالله والیوم الآخر وأقام الصلاة وآتی الزکاة۔ سورة التوبة:۱۸

(۳) من یعمر المساجد هو المؤمن الظاهر إیمانه وهو إنما یظهر بإقامته واجباً له۔ تفسیر روح المعانی ج۶ص۹۶) زکریا

موقوفہ غیر منقولہ کی بیع جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک گھر بایں الفاظ وقف کیا کہ میں نے یہ گھر فلاں مسجد میں دے دیا اور لوگ اس کی بیع کرکے اس س حاصل شدہ قیمت کو اس مسجد میں صرف کرنا چاہتے ہیں آیا اس کی بیع کرنا لوگوں کے لئے درست ہے یا نہیں اور حاصل شدہ رقم کو مسجد کے مصرف میں لانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

اشیاء موقوفہ غیر منقولہ کی بیع جائز نہیں نہ واقف کے لئے جائز ہے اور نہ متولی وقاضی کے لئے اور مکان بھی اشیاء غیر منقولہ میں سے ہے لہٰذا اس کو بیچ کر مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں۔

بیع عقار المسجد لمصلحته لا یجوز ان امر القاضی وان باع بعضه لاصلاح باقیه لخراب کله جاز الخ (فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج۶ ص۲۷۱) وفی السراجیه والفتاوی النسفیه سئل عن اهل المحلة باعوا وقف المسجد لاجل عمارة المسجد قال لا یجوز بامر القاضی وغیره

کذا فی الذخیرہ۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التـــعـــليـــــق والــتــخــريـــــج

(۱) (الفتاوی البزازية على هامش الهندية ج٦ص٢٧١) رشيدية)

و فی فتاوی السنفی بیع عقار المسجد لمصلحة المسجد لا يجوز وإن كان بأمر التاخی وغن كان خرابًا وأما بيع النقصی فيصح۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۶ أحكام المساجد)

والصحيح من مذهب أبي يوسف فی فصل الحصير أنه لا يعود إلى ملك صاحبه بخراب المسجد بل يحول إلى مسجد آخر أو يبيعه قيم المسجد للمسجد۔ (الفتاوى التاتارخانية ج٨ص١٦٥ زكريا)

مسجد میں چندہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مسجد میں مسجد کا ڈبہ لے کر چندہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

مسجد میں چندہ کرنا جائز ہے چند شرطوں کے ساتھ مختار قول یہی ہے قوله ويكره التخطی للسوال الخ

قال فی النهر والمختار ان السائل إن كان لا يمر بين يدی المصلی ولا يتخطّی الرقاب ولا يسأل الحافا بل لامر لابد منه فلا بأس بالسوال والاعطا (شامی ج ۱ ص ۵۵۴) (۱) وهكذا فی حاشية الطحطاوی على الدر المختار ج ۱ ص ۳۵ باب الجمعة) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الدر المختار مع الشامي ج۱ص ۵۵۴ نعمانیۃ۔

قلا الصدر الشهید: المختار أن السائل إذا کان لا یمر بین یدی المصلی ولا یتخطی رقاب الناس ولا یسأل إلحافًا و یسأل لأمرٍ لا بد له منه لا بأس بالسؤال والإعطاء۔ (البحر الرائق ج۲ص۱۷۵سعید)

النهر الفائق ج۱ص۵ث۳۶زکریا)

(۲) حاشیة الطحطاوی علی الدر ج:۱ص:۳۵۔ قدیم۔

مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے گم شدہ چیز کے اعلان کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ جو لاؤڈ اسپیکر مسجد ہی کے لئے وقف ہے کسی کا ذاتی نہیں اس لاؤڈ اسپیکر سے گم شدہ چیز کا (مثلاً عام طور سے جوتے چپل بدل جاتے ہیں یا چوری ہو جاتے ہیں) مسجد میں اعلان کرانا کیسا ہے نیز اندرون مسجد و بیرون مسجد میں کوئی فرق ہے یا دونوں کا حکم یکساں ہے واضح طور پر تحریر فرمائیں۔

نیز اس لاؤڈ اسپیکر سے وعظ وتقریر کرانا مسجد میں یا مسجد سے باہر جائز ہے یا نہیں؟ جواب باصواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جو لاؤڈ اسپیکر مسجد کے لئے وقف ہو اس کو مصالح مسجد و مفاد مسجد کے علاوہ کسی اپنی ذاتی ضرورت میں استعمال کرنا درست نہیں خواہ اس کا کرایہ کیوں نہ ادا کر دیا جائے بہر صورت ممنوع ہے گم شدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرنا ممنوع ہے حدیث پاک میں اس پر وعید موجود ہے چہ جائیکہ مسجد کا مائک اس کے لئے استعمال کیا جائے اس وقت ممنوع در ممنوع ہو گا خواہ مسجد کے اندر اعلان ہو یا باہر دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

باقی رہا مسجد کے مائک پر وعظ و نصیحت کرنے کا مسئلہ تو اس میں کوئی حرج نہیں چونکہ تقریر و بیان مفاد مسجد میں داخل ہے نیز عرف سے یہ ثابت ہے الثابت بالعرف کالثابت بالنص (شامی ج ۳ ص ۳۷۶)(۱) الایہ کہ واقف صراحۃً یس کی شرط لگادے کہ اس کو تقریر کے لئے استعمال نہیں کرسکتے اس صورت میں اس کا درست نہ ہوگا چونکہ شرط الواقف کنص الشارع۔(شامی جلد ۳/ ۳۷۵)(۲) مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) فی شرح البیری عن المبسوط أن الثابت بالعرف کالثابت بالنص۔ شامی مع الدر ج۳ص۲۷۵) نعمانیة

(۲) شرط الوقف کنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به۔ (الشامی مع الدر المختار ج۳ص۳۷۶ نعمانیة)

و إذا أراد أن يصرف شيئا من ذلك إلى إمام المسجد والى مؤذن المسجد فليس له ذلك إلا إن كان الوقف شرط ذلك فى الوقف۔ (الفتاوى الهندية ج۲ ص۴۶۳ رشيدية)

مراعاة غرض الوقفين واجبة۔ شامى: ج۴ص۴۴۵ كراچى)

مسجد میں مٹی کا تیل جلانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کے اندر مٹی کا تیل جلانا جائز ہے یا ناجائز؟ بحوالہ کتب فقہ تحریر فرما کر عنداللہ ماجور وعند الناس مشکور رہوں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

مٹی کا تیل مسجد میں جلانا مکروہ ہے چونکہ مسجد میں بدبو دار چیز کھا کر جانے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے اس لئے کہ فرشتوں کو اس سے اذیت ہوتی ہے اور مٹی کے تیل میں بھی بدبو ہوتی ہے جس سے مسجد کے فرشتوں کو تکلیف ہوگی اس لئے مٹی کے تیل کا استعمال مکروہ ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) عن جابر بن عبد الله زعم أن النبي ﷺ قال: من أكل ثومًا أو بصلًا فليعزلنا أو يعتزل مسجدنا. الصحيح للبخاري ج۲ ص۸۲۰) دار الكتاب

عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: من أكل من هذه الشجرة المنتنة، فلا يقربن مسجدنا. فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى فيه الإنس. (مشكاة المصابيح ج۱ ص۶۹ مكتبه ملت).

و أكل نحو ثوم، ويمنح منه، وتحته في الشامية علة النهى أذية الملائكة وأذى الناس .... و يلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة. مأكولًا أو غيره. (الشامي مع الدر المختار ج۱ ص۶۶۱ مطلب في الغرس في المسجد۔ کراچی)۔

مسجد میں مٹی کا تیل جلانا کیسا ہے؟

سوال: مسجد میں مٹی کا تیل جلانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

مکروہ ہے، احتیاط کرنی چاہئے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) عن جابر بن عبد الله زعم ان النبیﷺ من أکل ثومًا أو بصلًا فلیتعز لنا أو یعتزل مسجدنا۔ (الصحیح للبخاری) ج۲ص۸۲۰) دار الکتاب

(۲) عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: من أکل من هذه الشجرة المنتتنة، فلا یقربن مسجدنا فإن الملائکة تتأذی به مما یتأذی منه الإنسان۔ (مشکاة المصلبیح ج۱ص۶۹باب المسجد) مکتبة ملت۔

وأکل نحو ثوم و یمنع منه۔ وتحته فی الشامیة: علة النهی أذیة الملائکة و أذی الناس......... و یلحق بما نص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة مأکولًا أو غیره۔ (الشامی ج۱ص۶۶۱ مطلب فی الغرس فی المسجد۔ کراچی)

حلبي کبیري ص ۶۱۰ لاہور

ایک مسجد کی رقم دوسری مسجد میں لگانے کا حکم

سوال: گاؤں کی ایک مسجد کی رقم دوسرے گاؤں کی مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

درست نہیں، البتہ اگر ایک مسجد میں ضرورت سے زائد پیسے ہوں اور دوسری مسجد میں پیسوں کی اشد ضرورت ہو تو چندہ دینے والوں کی اجازت سے دے سکتے ہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولا یجوز نقله و نقل ماله إلی مسجدٍ آخر، کما مر من الحاوی نعم هذا إذا کان التفریع إنما یظهر علی ما ذکره الشارح من الروایه الثانیة عن أبی سوسف۔ وقدمنا أنه حزم بها فی الإسعاف، وفی الخانیة رباط بعید استغنی عنه المادة و

بجنبه رباط آخر قال السيد الإمام أبو الستجاع، تصرف غلته إلى الرباط الثاني كالمسجد إذا خرب واسبغنى عنه أهل الثرية، فرفع ذلك إلى القاضي فباع الخشب، و حرف الثمن إلى مسجدٍ آخر جاز۔ (حاشية ابن عابدين ج۴ ص۳۵۹ مطلب فيما لو خرب المسجد۔ كراچی)

فتاوی دار العلوم دیوبند ج۱۳ ص۳۹۸

مسجد کے قریب مکانات کی بلندی کا حکم

سوال: مسجد کے پاس کے مکانات مسجد سے بلند بنانے میں کوئی بے ادبی اور قباحت ہے یا نہیں؟ اور بلندی میں مسجد کی چھت کا اعتبار ہے یا مینار کا؟ اور قباحت ہے تو مسجد سے متصل مکانات کے لئے یہ مسئلہ ہے یا کتنی دوری تک؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

کوئی روایت یا کوئی جزئیہ ایسا نظر سے نہیں گذرا جس میں ممانعت کا ذکر ہو بہت سی مسجدیں ایسی ہیں جن کے ارد گرد فلک بوس بلڈنگیں ہیں لیکن سلف وخلف سے انکار ونکیر کا مسموع نہ ہونا اجازت ہی کی دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی ۷/ ۴/ ۱۴۰۳ھ

مسجد کی لمبائی کتنی ہونی چاہئے؟

سوال: مسجد کی لمبائی کتنی ہونی چاہئے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

مسجد کی لمبائی کی کوئی حد نہیں ہے اختیار ہے جتنی چاہیں لمبی بنائیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب — جوابات صحیح

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی — بندہ عبد الحلیم عفی عنہ

مسجد کی رقم مدرسہ میں لگانے کا حکم

سوال: مسجد کی رقم مدرسہ میں اور مدرسہ کی رقم مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

درست نہیں، (۱) البتہ اگر ایک مسجد یا مدرسہ میں ضرورت سے زائد پیسے ہوں اور دوسری مسجد یا مدرسہ میں پیسوں کی اشد ضرورت ہو تو چندہ دینے والوں کی اجازت سے دے سکتے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولا یجوز نقله ونقل ماله إلی مسجدٍ آخر کما مر۔ (شامی: ج۴ ص۳۵۹ مطلب فیما خوب المسجد۔ کراچی)

قال الخیر الرملی: إذا کان الوقف منزبین أحدهما للسکنی والآخر للاستغلال فلا یصرف أحدهما للآخر وهی واقعة الفتوی۔ (شامی: ج۴ ص۳۶۱ مطلب فی نقل أنقاض المسجد۔ کراچی)

فتاوی دار العلوم ج۱۳ ص۳۸۲

مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنے کا حکم

سوال: مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا از روئے شرع کیسا ہے نیز مسجد کی چھت پر ایسے لوگوں کا افطاری کرنا جو نہ معتکف ہیں نہ مسافر ہیں کیسا ہے؟ نیز افطاری ہی نہیں بلکہ نماز بعد اس پر کھانا کھانا اس طور پر کہ ہڈیاں وغیرہ بھی چھت پر پھینک دی جائیں جبکہ گھر جا کر کھانا کھا سکتے ہیں اور خارج مسجد جگہ موجود ہے یعنی ایسے کمرے موجود ہیں جن میں افطاری کی

جاسکتی ہے کیسا ہے آیا یہ احترام مسجد کے خلاف ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مسجد کی چھت پر چڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے چنانچہ عالمگیری میں ہے الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ الخ کذا فی الغرائب(۱) جب مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے تو اس پر افطاری کرنا بدرجہ اولیٰ مکروہ ہوگا جبکہ خارج مسجد اتنی جگہ ہے کہ وہاں افطاری بسہولت کی جاسکتی ہے نیز افطار میں عوام کی بد احتیاطیاں مشاہد ہیں اس لئے کراہت ہیں اور شدت بیدار ہو جاتی ہے اور افطار کے بعد مسجد کی چھت پر کھانا بایں طور کہ مسجد ملوث ہو اس میں مسجد کی بہت زائد بے حرمتی ہے اور اکرامِ مسجد کے خلاف ہے مسجد کی چھت کا وہی حکم ہے جو نیچے کا ہے لہٰذا مسجد کی چھت کو بھی ہر ایسی چیز سے بچانا ضروری ہے جس سے تلویث مسجد ہو اور مسجد کی بے حرمتی ہو۔ باقی حضرات معتکفین یا جو معتکف کے حکم میں ہیں وہ مسجد میں کھا پی سکتے ہیں (۲) مگر ان کے لئے بھی مسجد کا احترام ضروری ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ، ...... إلا إذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ الصعود علی سطحہ للضرورۃ۔ (الفتاوی الھندیۃ ج۵ص۳۲۲) رشیدیۃ

(۲) ثم رأیت القھستانی نقل عن المفید کراھۃ الصعود سطح المسجد۔ (شامی ج۱ص۶۵۶ مطلب فی أحکام المسجد

إلا لمعتکفٍ و غریبٍ و تحتہ فی الشامیۃ وإذا أراد ذلک ینبغی أن ینوی الاعتکاف فیدخل و یذکر اللہ تعالی بقدر ما یوی ..... الخ۔ (الدر المختار مع الشامی ج۱ ص۶۶۱ مطلب فی الغرس فی المسجد۔ کراچی)

مسجد میں چندہ وصول کرنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جمعہ کے دن مسجدوں میں جو ڈبہ رکھا جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے کھسکایا جاتا ہے اور لوگ اس میں چندہ رکھ دیتے ہیں یا دو آدمی کھڑے ہو کر کسی رومال کو لے کر سب کے سامنے آتے جاتے ہیں اور لوگ اپنی خوشی سے دیتے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ صورتِ حال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

مسجد کے لئے مسجد میں آنے والے نمازیوں سے چندہ کرنا کوئی برا نہیں، البتہ اس کا خیال رکھا جائے کہ نمازیوں کے آگے سے چندہ کرنے والے نہ گذریں، نیز نمازیوں کی گردنوں کو پھلانگ کر نہ جائیں اس لئے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اور خطبہ کی اذان شروع ہوتے ہی چندہ بند کر دیں۔

ویکره التخطی للسوال بکل حال در مختار وفی رد المحتار (ج۱ ص ۵۵۴) باب الجمعة وقال فی النهر والمختار ان السائل ان کان لا یمر بین یدی المصلی ولا یتخطی الرقاب ولا یسأل الحافًا بل لامر لابد منه فلا بأس للسوال والاعطاء اھ. (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) (الدر المختار مع الشامي: ج ۱ ص ۵۵۴) نعمانية

والمختار أن السائل إن كان لا يمر بين يدى المصلى و ال يتخطى الرقاب، ولا يسأل إلحافًا، مل لأمرٍ لابد منه فلا بأس بالسؤال والدفع۔ والله الموفق للصواب۔

(النهر الفائق ج ۱ ص ۳۶۵) زكريا

(البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۷) سعيد

مسجد کے جدار قبلہ میں مطبوعہ اشتہار یا کلنڈر لگانے کا حکم

سوال: بعض مسجدوں کے جدار قبلہ میں بہت سے کلنڈر اور مختلف مضامین کے ہینڈ بل لگے ہوئے ہوتے ہیں نمازیوں کی نگاہ درمیان صلوٰۃ کلنڈر کے مضامین پر پڑ جاتی ہے سوال یہ ہے کہ اس طرح جدار قبلہ میں کلنڈر اور ہینڈ بل معلق کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مسجد کے جدار قبلہ میں کلنڈر یا ہینڈ بل لٹکانا نہیں چاہئے۔ (ونظیرہ) ولشبهة الاختلاف قالوا ينبغي للفقيه ان لا يضع جزء تعليقه بين يديه فى الصلوٰة لانه ربما يقع بصره على مافى الجزء فيفهم ذالك فيدخل فيه شبهة الاختلاف (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) البحر الرائق ج۲ ص۱۴) سعيد

(۲) مستفاد من: (وتكره) تزيينها أى العمادة بالفرش لا على وجه يشغل به قلب المصلى من الحضور۔ (تفسير روح المعانی ج۶ ص۹۶) زكريا

(۳) و يكره التكلف بدقائق الكتاب النقوش فی جدار القبلة..... لأنه يلهى المصلى۔ (الدر المختار ج۱ ص۹۳) دار الكتاب

گرمی کی وجہ سے مسجد کے نچلے حصہ کو چھوڑ کر اوپر نماز پڑھنے کا حکم

سوال: گرمی کے موسم میں بعض مسجدوں میں نیچے والی منزل کو خالی کر کے دوسری منزل پر نماز ادا کرتے ہیں ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

تحتانی حصہ کو چھوڑ کر صرف دوسری منزل پہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ثم رأیت القھستانی نقل عن المفید کراھة الصعود علی سطح المسجد ویلزمہٗ کراھة الصلوٰۃ ایضًا فوقه فلیتأمل. (شامی ج ۱ ص ۴۴۱)(۱)

الصعود علی سطح المسجد مکروہ ولھذا اذا اشتد الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحینئذٍ لا یکرہ الصعود علی سطحه للضرورۃ کذا فی الغرائب. (الفتاویٰ الھندیہ ج ۵ ص ۳۲۲ کتاب الکراہیۃ)(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ثم یأیت القستھانی نقل عن المفید.... فلیتأمل۔ (شامی ج ۱ ص ۶۵۶ مطلب فی احکام المسجد کراچی)

(۲) الصعور علی سطح کل مسجدٍ مکروہ .... کذا فی الغرائب۔ (الفتاوی الھندیہ ج ۵ ص ۳۲۲ رشیدیۃ)

نماز ختم ہونے کے بعد مسجد کو بند کرنے کا حکم

سوال: اس زمانے میں اکثر جگہوں میں نماز کے بعد مسجد کو مقفل کرنے کا رواج ہے یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

عام حالات میں مسجد کو مقفل کرنا مکروہ ہے اور اگر چوری وغیرہ کا خطرہ ہو تو اوقات نماز کے علاوہ میں مسجد کو مقفل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

کرہ غلق باب المسجد الا لخوف علی متاعه به یفتیٰ (الدر المختار ج ۲

ص ۴۴۱)(۱) ویکرہ ان یغلق باب المسجد کذا فی الجامع الصغیر لانہٗ منع مساجد اللہ ان یذ کر فیھا اسمہٗ لکن ھٰذا فی زمانھم اما فی زماننا فقد کثر الفساد فلا بأس بہٖ فی غیر اوان الصلوٰۃ صیاۃ لمتاع المسجد واحترازًا عن سرقتہٖ (کبیری ص ۶۱۵)(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الدر المختار مع الشامي ج ۱ ص ۶۵۶ باب أحکام المساجد کراچی۔

(۲) حلبي کبیري ص ۶۱۵ أحکام المساجد لاہور

و کرہ غلق باب المسجد، و قیل لا بأس بغلق المسجد فی غیر آوان الصلاۃ صیانۃ لمتاع المسجد۔ (الفتاوی الھندیۃ) ج ۱ ص ۱۰۹ رشیدیۃ)

البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳ باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا سعید)

حفاظت کی غرض سے مسجد میں جوتے رکھنے کا حکم؟

سوال: بہت سی مسجدوں میں لوگ اپنے جوتوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور اپنے بغل میں رکھ کر نماز کے ساتھ جوتے کی حفاظت کرتے ہیں، ایسا کرنا درست ہ یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا

اگر جوتے پر گندگی نہ لگی ہو تو اپنے ساتھ مسجد میں لے جاسکتے ہیں۔ یجوز ان یحمل نعلہٗ فی الصلاۃ ان خاف ضیاعہٗ ان لم یکن فیہ نجاسۃ مانعۃ والأفضل أن یضع نعلہٗ فی الصلاۃ قدامہ لئلا یشتغل قلبہ بہ (کبیری ص ۶۲۰)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (حلبی کبیری ص ۶۲۰) لاهور

مسجد میں ٹائلس لگانے کا حکم

سوال: اس زمانے میں عام طور پر مسجدوں میں ٹائل لگانے کا رواج ہے نیز مسجدوں کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے بہت سی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں فی زمانناشرعاً یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

مسجدوں میں ٹائل لگانا اور مسجدوں کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے جن چیزوں کا استعمال کیا جاتا ہے ان کا استعمال کرنا درست ہے۔

قال الشيخ رحمه الله: لما روج هٰذا التزئين والنقش في هٰذا العصر والواقفون أنفسهم ذالك ولا ينهون أن يفعلوا فيجوز ذلك من مال الوقف ايضا من غير ان يضمن المتولى والله تعالىٰ إعلم قال ابن المنير لما شيد الناس بيوتهم وزخرفوها فندب ان يصنع ذالك بالمساجد صونًا لها عن الاستهانة (معارف السنن ج ۳ ص ۳۰۲) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (معارف السنن ج ۳ ص ۳۰۲ المکتبۃ البنوریۃ)

ولا بأس بنقشه خلا محرابه فإنه يكره. لأنه يلهي المصلي و يكره التكلف بدائق النقوش ونحوها. و تحته في الشامية و لهذا قال في الفتح وعندنا لا بأس به وحمل الكراهة. التكلف بدقائق النقوش. ونحوه خصوصًا في المحراب. (شامی ج ۱

ص۶۵۸ مطلب کلمۃ لا بأس کراچی)

ولا یکرہ نقش المسجد بالجص و ماء الذھب کذا فی التبیین۔ (الفتاوی الھندیۃ ج۱ ص۱۰۹ رشیدیۃ)

و لأن فی تزیینہ ترغیب الناس فی الاعتکاف و الجلوس فی المسجد لانتظار الصلاۃ وذلك حسن۔ (البحر الرائق ج۲ ص۳۷ قبیل الوتر والنوافل)

مسجد میں تالا لگانے کا حکم

سوال: ہمارے محلہ میں ایک چھوٹی سی مسجد چندہ سے تعمیر ہوئی ہے، اسی محلہ کا زید رہنے والا ہے، زید کا محلہ والوں سے جھگڑا ہوا، جھگڑے کے دوران زید نے کہا کہ مسجد میں میرا دو ہزار روپیہ لگا ہوا ہے، پورے محلہ والوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ لوگ میرا روپیہ دید یجئے ورنہ مسجد میں تالا لگا دوں گا، تالا چابھی لے کر تیار بھی ہو گیا، ایک دوسرے آدمی غیر مذہب والے کے غصہ پر باز آیا ایسے آدمی کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟ جبکہ بمشکل ستر پچھتر روپیہ چندہ دیا ہوگا۔

المستفتی: رحمت علی موضع ڈاکخانہ بحری پور ضلع جونپور

الجواب: حامدًا و مصلیًا

زید کی حرکت انتہائی قبیح ہے ایک مومن و مسلمان شخص کو کبھی بھی اس کی جرأت نہیں کرنی چاہئے، مسجد میں تالا لگا کر اللہ کی عبادت سے روکنا بہت بڑا ظلم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہٗ وسعٰی فی خرابھا یعنی ایسے شخص سے بڑا ظالم کوئی نہیں جو مسجدوں میں اللہ کی عبادت سے روک دے اور اس کو ویران کرنے کی کوشش کرے، ایسے شخص پر کچھ بعید نہیں کہ آخرت کے بجائے دنیا ہی میں عذاب آجائے، زید کو مسجد میں تالا لگانے کا شرعاً کوئی حق نہیں ہے، اگر وہ تالا لگاتا ہے تو آپ حضرات نرمی سے سمجھائیں، اگر مان جائے تو ٹھیک ہے ورنہ لڑائی جھگڑا نہ کریں، معاملہ

اللہ کے حوالہ کر دیں اور دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے اچھا فیصلہ کون کرسکتا ہے؟ کوئی نہیں، ویسے بہتر یہی ہے کہ پچھتر روپیہ جو اس نے چندہ دیا ہے اس کا انتظام کرکے واپس کر دیں تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) و من أظلم ممن منع مساجد الله أن يذ كر فيه اسمه وسعى فى خرابها ۔ (سورة التوبة:۱۸)

ویکره أن يغلق باب المسجد كذا فى الجامع الصغير لأنه منع مساجد الله أن يذ كر فيها اسمه۔ (حلبى كبيرى ص۶۱۵)لاهور

چرم قربانی مسجد میں دیا جائے یا مدرسہ میں؟

سوال: زید بغرضِ تحصیل چرم قربانی بکر، خالد وغیرہ کے پاس گیا دورانِ گفتگو زید نے خالد وغیرہ سے پوچھا کہ آپ لوگوں کا چمڑا کس مدرسہ میں جائے گا، سوال کے جواب میں خالد نے بکر سے کہا کہ ہم لوگوں نے چمڑا مسجد میں دے دیا چنانچہ چمڑا متولی مسجد کے نام بھیج دیا، متولی مسجد نے چمڑا فروخت کرکے اس کی قیمت اپنے پاس رکھ لی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر متولی مسجد اس رقم کو کسی غریب کو ہبہ کر دے اور وہ غریب اپنی خوشی سے اس رقم کو تعمیر مسجد میں لگا دے تو عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں مدارس عربیہ کی تعداد تین ہے، عین قربانی کے موقع پر تینوں مدرسہ کے اراکین حضرات تقریباً پورے قصبہ میں بغرض تحصیل چرم قربانی عوام کے پاس جاتے ہیں اور ہر مدرسہ کے منتظمین یہ کوشش کرتے ہیں کہ چرم قربانی ہم کو دیا جائے، اس صورتِ حال میں عوام کو ایک تشویش محسوس ہوتی ہے کہ چرمِ قربانی کس مدرسہ کو دیا جائے، زید کہتا ہے کہ مدرسہ کے لوگوں کا یہ طریقہ تحصیل چرم

قربانی درست نہیں ہے۔

الجواب: حامدًاومصلیًا

جائز ہے(۱) لیکن اولیٰ یہی ہے کہ اس باب کو مسدود ہی رکھا جائے، اور اس کے بجائے مدارس میں دیدیا جائے، مدارس کے منتظمین دال علی الخیر ہیں یہ کام تو لوگوں کا تھا کہ مدارس میں پہونچ کر قیام وطعام وضرورتوں کا جائزہ لے کر تعاون کرتے، ان کو اپنے پاس آنے کی زحمت نہ دیتے لیکن یہ احسان ہے مدارس والوں کا کہ وہ ازخود حاضری دیکر ضرورتوں کو بیان کرتے ہیں اور احساس پیدا کراتے ہیں، اپنی نظر میں جو احق وانسب ہو اور جہاں پر زائد ضرورت محسوس ہو وہاں چرم وغیرہ دیدیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جانے والوں کو چاہئے کہ لوگوں پر بے جا دباؤ ڈال کر اثر ورسوخ کے ذریعہ وصول نہ کریں، ایسا کرنا مناسب نہیں ہے۔

الجواب صحیح
بندہ محمد حنیف غفرلہ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ
۲۲/ ۱۲/ ۱۴۰۳

التعليق والتخريج

(۱) و كذلك من عليه الزكاة أراد صرفها إلى بناء المسجد أو القنطرة لا يجوز. فإن أراد الحيلة فالحيلة أن يصدق به المتولى على الفقراء ثم الفقراء يدفعونه إلى المتولى ثم المتولى يصرف ذلك. (الفتاوى الهندية ج۲ ص۴۷۳ الباب الثانى عشر فى الرباطات والمقابر رشيدية)

تبدل الملك كتبدل العين. درر الحكام شرح غرر الأحكام ج۲ ص۲۲۲

مسجد کی اینٹ ادھار لینے کا حکم

سوال: مسجد کی اینٹ ادھار مجبوریوں کی وجہ سے لیا ہے واپس کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے جو آدمی اینٹہ لیا ہے بڑھ کر وہ دینے کو کہتا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مسجد کی کسی بھی چیز کو اپنی ضرورت میں استعمال کرنا جائز نہیں مسجد کی اینٹ ضرورۃً لینا بھی برا ہے اس لئے جتنی اینٹ لی ہے واپس کر دیں اور اگر مزید دینا چاہیں تو کوئی حرج نہیں دے سکتے ہیں لیکن بطور معاوضہ نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

مسجد کو چراغاں کرنے کا حکم

سوال: عید کی رات میں اور شب برات میں اور افتتاح مسجد وتکمیل تعمیر کے ساتھ مسجد کو چراغاں کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

سوال میں ذکر کردہ مواقع میں مسجد کو چراغاں (روشن) کرنا ممنوع ہے۔(۱) اس میں اسراف (فضول خرچی) کے ساتھ ہندوؤں کے ایک تیوہار (دیوالی) کے ساتھ مشابہت بھی ہے۔ ہمارے فعل وعمل سے مشرکین وکفار کے شعار کی تائید اور اس کا اظہار ہے یہ ایسی عظیم ولطیف خرابی ہے کہ اس کی طرف بہت کم حضرات کا ذہن جاتا ہے۔

مسجد کی رونق اس میں نہیں کہ صرف اس کی دیواروں کو روشن کر دیا جائے بلکہ اصلی رونق یہ ہے کہ اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے اعمال کئے جائیں اور ہدایت وطاعت کے ذریعہ مسجد کو آباد کیا جائے تاکہ ہم ”مساجدھم عامرۃ وھی

خراب من الهدیٰ ‘‘(۲) فرمان رسول ﷺ کے مصداق نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شمع ایمان اور نور اعمال کے ذریعہ مسجدوں کو منور کرنے والا بنائے اور حضور پاک ﷺ کے مبارک اقوال کی خوشبو سے مسجدوں کو معطر کرنے اور رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ من بشبه بقوم فهو منهم۔ (سنن أبی داؤد ج۲ ص۵۵۹) بلال دیوبند

(۲) قال علی رضی اللہ عنه یوشك أن یأتی علی الناس زمان لا یبقی من الإسلام إلا ماسمه۔ ولا من القرآن إلا رسمه۔ ومساجدهم عامرة وهی خراب من الهدیٰ علماؤهم شر تحت أریم السماء من عندهم خرجت الفتنة و فیهم تعود۔ (ذخیرة الحفاظ ج۵ ص۲۸۰۸)

من عمرها بحقها أی أمن باللہ والیوم الأخر وأقام الصلاة فأولئك عمادها۔ (جامع البیان عن تاویل القرأن ج۵ ص۸۴۱) دار الحدیث۔

کسی جگہ صرف جماعت کرنے سے وہ جگہ مسجد نہیں بنتی

سوال: چند اشخاص نے چندہ کرکے ایک عمارت میں چند کمرے مدرسہ اور جماعت کے کام کے لئے کرایہ پر حاصل کیا، مدرسہ میں جماعت کے وقت صف لگتی ہے، مسجد ومدرسہ کے منتظمین چاہتے ہیں کہ مالک مکان کو جو رقم ادا کیا ہے اس کو واپس لے کر دوسری جگہ اگر مدرسہ کے لئے حاصل کرلیں تا کہ آپس کا نزاع ختم ہوجائے تو کیا منتظمین مدرسہ کے لئے جائز ہے کہ پگڑی کی رقم کو واپس لے کر دوسری جگہ حاصل کرلیں۔ اور جنہوں نے مدرسہ

کے لئے کرایہ پر جگہ دی تھی اس جگہ کو جو حقیقتاً چند رہائشی کمرے تھے اس کو فروخت کر سکتے ہیں؟ یا دوسرے کو کرایہ پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

وہ کمرے جو کہ کرایہ پر جماعت وغیرہ کے کام کے لئے چند اشخاص نے لئے ہیں ان میں نماز کے وقت صف لگانے کی وجہ سے مسجد کے حکم میں نہیں ہوں گے اور یہ کمرے چونکہ کرایہ پر ہیں اس لئے طرفین کی رضامندی سے اجارہ فسخ بھی کر سکتے ہیں اور مالک مکان اس کے بعد کسی دوسرے کو یہ کمرے کرایہ پر دے سکتا ہے اور فروخت بھی کر سکتا ہے۔(۱)

الجواب صحیح	فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
بندہ محمد حنیف غفرلہ	اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ
۲۱/۱۰/۱۴۰۵ھ	۲۱/۱۰/۱۴۰۵ھ

التعليق والتخريج

(۱) أمر قومًا أن يصلوا فيها بالجماعة فهذا على ثلاثة أوجهٍ وإما ان وقت الأمر باليوم أو الشهر او السنة ففی هذا أوجه لا يصير الساحة مسجدًا، لو مات يورث عنه۔ (الفتاوی الهندية ج۲ص۴۰۹) زكريا

(۲) هكذا فی مجمع الأنهر ج۲ص۵۹۳) فقيه الأمت

(۳) تفسخ الإجارة) بالقضاء أو الرضاء (بخيار شرط و رؤيةٍ كالبيع۔ بناية شرح الهداية ج۱۰ص۱۴۶

مسجد کی دیوار ہٹا کر وضو خانہ بنانے کا حکم

سوال: مسجد کے باہر کی دیوار اس بنیاد پر پیچھے ہٹا دی جائے کہ اس سے ملی ہوئی نالی وضو بنانے کی تھی تو کیا بڑھی ہوئی جگہ نالی پر وضو خانہ بنانا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

محل وقوع کا معائنہ کسی ایسے عالم سے کرادیں جس کو فقہ وفتویٰ سے مناسبت ہو پھر اس کے فیصلہ پر عمل کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

گرام پنچایت کے پیسوں کا مسجد میں استعمال کرنے کا حکم

سوال: گرام پنچایت کے روپیہ سے مسجد میں ایک بڑی پیٹی رکھ دی گئی ہے تو یہ رکھنا درست ہے یا گرام پنچایت کا روپیہ گرام پنچایت ہی کے کام میں خرچ کیا جائے؟

ڈاکٹر اخلاق احمد صدیقی

سرپنچ بنائے پنچایت رانی مئو جوائنٹ سکریٹری اتر پردیش سماج وادی پارٹی ڈھنڈ دار کلاں

پوسٹ رانی مئو ضلع جونپور

الجواب: حامدًا ومصلیًا

گرام پنچایت کا روپیہ گرام پنچایت ہی کے کام میں خرچ کرنا چاہئے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) قال الشرنبلالی فی رسالته: ذکروا: أنه یجب علیه أن یجعل لکل نوعٍ منها بیتًا یخفه ولا یخلط بعضه ببعض۔ (شامی ج۲ ص۳۳۷ باب العشر کراچی)

أما لو أنفق فی ذلك مالًا حبیثًا ومالًا سببه الجیث والطیب فیکره۔ (شامی ج۱ ص۶۵۸ مطلب کلمة لا بأس دلیل علی...الخ۔ کراچی)

مسجد کی اینٹ سے طہارت خانہ بنانے کا حکم

سوال: مسجد کا طہارت خانہ بنوانے کی ایک صاحب نے ذمہ داری لی ہے اور مسجد کے چھت کی ٹوٹی ہوئی اینٹیں پڑی ہیں کیا اس کو طہارت خانہ میں استعمال کر سکتے ہیں؟ اسی طرح مسجد کے صحن میں ایک دیوار ہے جس کو توڑنے کی ضرورت ہے تو اس کے توڑنے کے بعد اس کی اینٹیں طہارت خانہ میں استعمال کر سکتے ہیں؟ جن صاحب نے ذمہ داری لی ہے وہ رقم دینے کے لئے تیار ہیں کہ ہم مسجد میں اینٹ کی رقم ادا کر دیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

مناسب نہیں، بہتر ہے کہ اس کو مسجد کے کسی حصہ میں استعمال کرلیں یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسری اینٹ خرید لیں اور اس سے طہارت خانہ بنوائیں۔(۱)

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ محمد حنیف غفرلہ — اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ولأن تنزية المسجد من القذر واجب۔ (الحلبی الکبیری ص ۶۱۲ لاهور)

حدود مسجد کی جگہ کو کرایہ پر دینے کا حکم

سوال: مسجد کے قریب حدود مسجد کے باہر ایک کمرہ کی جگہ ہے اس میں طہارت خانہ بنوانے کا ارادہ ہے دریافت یہ ہے کہ طہارت خانہ کے اوپر والی جگہ ایک صاحب اپنے استعمال کے لئے لینا چاہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

استعمال کر سکتے ہیں، لیکن اس کا کچھ کرایہ مقرر کر دیا جائے اور اس پیسہ کو مسجد کی ضرورت

میں استعمال کیا جائے۔(۱)

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ محمد حنیف غفرلہ — اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱)فالإجارة لا يصح حتى تكون المنافع معلومة و الأجرة معلومة. الهداية ج۳ ص۲۹۳)

مستفاد من: لو اشترى حشيشًا أو فنديلًا للمسجد موقع الاستغناء عنه، كان ذلك له إن كان حيًا ولورثته إن كان ميتًا، و عند أبي يوسف يباع ذلك ويصرف ثمنه إلى حوائج المسجد. (البحر الرائق ج۵ص۴۲۳) زکریا

ذاتی ضرورت کی چیز مسجد میں رکھنے کا حکم

سوال: زید نے اپنا کرتا لٹکایا مسجد میں، یا لوٹا رکھا یا قرآن شریف رکھا یا پیڑھا رکھا غیر موقوفہ گو اجازت عامہ ہے ملک زید کی ہوگی اپنے استعمال کے لئے جائز ہے کہ نہیں اور رکھنا درست ہے کہ نہیں؟

مسجد میں مائک لگایا اور بیڑی مزید رکھا اور ایک کنکشن اپنے گھر پرائیویٹ اپنے صرفہ سے لگایا کہ اذان کی آواز مزید گھر میں آوے گی چاہے وہ گورینی کی ہی مسجد کیوں نہ ہو درست ہے کہ نہیں؟ شرعی حل بتایا جائے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

کوئی حرج نہیں رکھ سکتے ہیں لیکن اس کی عادت نہیں بنانی چاہئے البتہ گاہے بہ گاہے ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔(۱)

مائک لگانے کا مقصد اذان کی آواز کو دور تک پہونچانا ہے عموماً مائک کی آواز میلوں دور تک جاتی ہے اس لئے بظاہر اپنے گھر مائک لگانے کی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی

علاوہ ازیں مسجد کی چیز کو اپنی نجی ضرورت میں استعمال کرنا شرعاً درست نہیں اس لئے ایسا نہ کیا جائے۔(۱)

الجواب صحیح　　　　فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ محمد حنیفہ غفرلہ　　　　حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولأن المساجد ما بنی إلا لها أی العبارة من صلاة أو اعتكاف أو ذكرٍ شرعی. (البحر الرائق) زکریا

مسجد کی رقم مدرسہ میں لگانے کا حکم

سوال: مسجد کی رقم مدرسہ میں اور مدرسہ کی رقم مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

درست نہیں۔　　　　فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

مسجد کا سامان بلاعوض استعمال کرنے کا حکم

سوال: مسجد مذکور کے متعلق حدودِ مسجد میں ایک حجرہ ہے جس میں امام صاحب اکثر دروازہ بند کرکے یا پردہ لٹکا کر رہتے ہیں، گرمیوں میں بجلی یا پنکھا حجرے کے اندر چلاتے ہیں اور بجلی کی گھنٹی بجاتے ہیں، اس سے جو بجلی خرچ ہوتی ہے اس کا بل مسجد ادا کرتی ہے تو امام صاحب کا اپنے آرام کے لئے مسجد کے پیسہ کی بجلی خرچ کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

گھنٹی بجانا غیر مشروع نہیں، یہ امام صاحب کی وضع داری ہے، ضرورۃً استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اتنا غلو جو موجب علو ہو مناسب نہیں، من تواضع لله رفعه الله (۱)

التعلیق والتخریج

(۱)لو بنی فوقه بیتًا للإمام لا یضر لأنه من المصالح. شامی ج۴ص۳۵۸ کراچی)
ولا یجوز أن یتخذه طریقاً بغیر عذر. (فتح القدیر ج۲ص۴۲۸) زکریا
بعث شمعًا فی شهر رمضان إلی مسجد فاحترف وبقی منه ثلثه او دونه لیس للإمام ولا للمؤذن نأخذه بغیر إذن الداقع ولو کان العرف فی ذلك الموضع أن الإمام والمؤذن یأخذه من غیر صریح. البحر الرائق ج۵ص۲۵۰) سعید

دوران درس ونماز طلبہ کو بلانے کا حکم

سوال: مسجد کے اندر برآمدے میں پڑھتے ہوئے طلباء کو جب بھی بلانا ہوتا ہے امام صاحب اس گھنٹی کا استعمال کرتے ہیں، گھنٹی سن کر طلبا وقرآن شریف پڑھنا چھوڑ کر اور بعض اوقات نماز پڑھنا چھوڑ کر ان کے پاس دوڑ کر جاتے ہیں امام صاحب کا یہ عمل کیسا ہے؟
امام صاحب کے گھنٹی بجانے سے سرکاری دفتروں اور حاکم وچپراسی کی مشابہت مسجد میں پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ کیسا ہے؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

امام صاحب کا عند الضرورت استعمال درست ہے، لیکن بچوں کو نماز چھوڑ کر نہ جانا چاہئے، امام صاحب کو چاہئے کہ بچوں کو سمجھادیں کہ اگر نماز میں مشغول رہا کروتو گھنٹی کی آواز سن کر نماز نہ توڑا کرو نماز مکمل کر کے آیا کرو۔(۱)
اگر یہ بات ہے تو امام صاحب بھی آپ کو کہہ سکتے ہیں آپ کپڑے کی تجارت کرتے ہیں جوتے کے تاجر ہیں یا برتنوں کے تاجر ہیں اور ایک غیر مسلم بھی یہی تجارت کرتا ہے لہٰذا آپ کی تجارت کافر کے مشابہ ہے اس لئے مشابہت میں اتنی تعمیم نہ کی جائے۔(۲)

التعلیق والتخریج

(۱) عن عوف المزنی عن أبیه عن جده أن رسول الله ﷺ: الصلح جائز بین

المسلمین إلا صلحًا حرم حلالًا أو أحل حرامًا۔ رواه الترمذی ج۱ ص۲۵۱ کتاب الأحکام، مکتبہ بلال۔ سنن أبی داؤد ج۱ ص۵۰۶ کتاب القضاء، باب فی الصلح

(۲) أن مجرد التشبیه فیما فیه نفع وصلاح ولا یشکل خطرًا دینیًا من حیث أنه غیر مقصودٍ ولا خیر فیه، فإن من ضرورة العیش الأکل والشرب، واللباس والتنعل والمؤمنون وغیرهم فیه سواء۔ أما التتشبیه بهم فی خصوصیاتهم فهو المحذور والمحظور۔ (حکم اللحیة فی الإسلام ص۱۷۲

کم عمر بچوں کو مسجد میں پڑھانے کا حکم

سوال: امام صاحب مسجد کے اندر معاوضہ لے کر بچوں کو تعلیم دیتے ہیں بعض بچے اتنے ناسمجھ ہیں جو حرمتِ مسجد سے واقف نہیں ہیں چنانچہ ایک بار پاخانہ اور دو بار پیشاب بچوں نے مسجد میں کر کے مسجد کو خراب کر دیا جسے مقتدیوں نے صاف کیا امام صاحب کا یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

آداب مسجد میں حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ نابلد بچوں کو مسجد میں نہ آنے دیا جائے اس لئے امام صاحب کو چاہئے کہ فوراً اس کا انتظام کریں اور مسجد کو ملوث ہونے سے محفوظ رکھیں اور آداب مسجد کا خیال رکھیں۔

التعلیق والتخریج

(۱) عن واثلة بن الأسقع أن النبیﷺ قال: جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ..... الخ۔ (سنن ابن ماجه ج۱ ص۵۴) مکتبہ ملت)

(۲) لو علم الصتیان القرآن فی المسجد لا یجوز ویأثم۔ البحر الرائق ج ۵ ص ۲۵۰) سعید

(۳) وتعلیم الصبیان فیه بلا أجرٍ وما لأجر یجوز۔ (الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة ج۶ ص۳۵۷) رشیدیة

(۴) وإن وجه عدم تعلیم الصبیان فیه ما یبدر منهم من العفاشة والقذارة۔

وعدم الاحترام والتشویش علی المصلیین وکل ذلك ما ینبغي أن نصان عنه المسجد۔ تقریرات الرافعي علی حاشیة ابن عابدین۔ ج٦ص٣١١ کراچی)

غیر مزروعہ مملوکہ زمین پر مسجد کی تعمیر کا حکم

سوال: ایک پرانی مسجد تھی کمیٹی کے صدر اور سکریٹری نے کچھ عوام کو ساتھ لیکر اس پرانی مسجد کو توڑ کر غیر مزروعہ مالک زمین زبردستی اپنے من مانی آگے پچھم جانب بڑھ گئے ہیں۔ اور اسی توسیع شدہ زمین پر ممبر اور پیش امام کا مصلیٰ ہے کچھ لوگ جو سوجھ بوجھ والے تھے ان لوگوں کو ایسا کرنے سے منع کیا۔ لیکن وہ لوگ نہیں مانے اور مسجد توڑ کر آگے بڑھا لیا ابھی پلاسٹر وغیرہ نہیں ہوا ہے مگر اندر اس ناجائز زمین پر پنج وقتہ اور جمعہ کی نماز ہو رہی ہے اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ ہمیں جواب دیا جائے کہ اس زمین پر شریعت کا کیا فتویٰ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں آپ کو اس بات سے بھی اطلاع کرنا ہے کہ پہلے کی پُرانی مسجد کا پچھم جانب زید صاحب کا رہائشی پُرانا مکان اور کھڑکی وغیرہ ہے مسجد اور زید صاحب کے مکان کے نیچے وہ غیر مزروعہ زمین تقریباً چھ سات فٹ چوڑی تھی جس میں کہ مسجد بڑھائی گئی ہے مسجد کے دکھن کونے پر ابھی سجد اور زید صاحب کے مکان کے نیچے میں صرف ڈیڑھ یا دو فٹ کی زمین باقی رہ گئی ہے۔ لیکن دوسرے کونے پر مسجد کا کونر زید صاحب کے مکان میں سٹا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے زید صاحب کی ایک کھڑکی بھی بند ہوگئی ہے اور نکلا ہوا چھپر کا بانس بھی کمیٹی کی طرف سے کاٹ دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے زید صاحب کو روشنی وغیرہ کے لئے تکلیف ہوگئی ہے۔ جبکہ زید صاحب نے اسی غیر مزروعہ زمین پر دعویٰ بھی پیش کیا اور کہا کہ وہ غیر مزروعہ زمین کو سرکار کے سروے نے ہمارے نام پر چہ دیدیا ہے۔ اس کے باوجود بھی مسجد توڑ کر بڑھائی گئی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ زمین سرکاری ہے جو غیر مزروعہ ہے بغیر اس کی اجازت کے جو مسجد توڑ کر بڑھائی گئی ہے۔ جبکہ زید کا دعویٰ کہ ہمارے نام سرکار نے کر دیا ہے اور زید مسجد کے لئے دینے پر راضی بھی نہ تھا۔ تو بڑھانا درست ہوا یا نہیں؟ اور اس میں نماز وغیرہ درست ہوگی یا

نہیں؟ اوراس کومسجد کا حکم دیں گے یا نہیں؟ نیز کسی دوسرے کی دیوار میں مسجد کی دیوار سٹا کر بنانے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

غیر مزروعہ زمین اگر باضابطہ زید کے حق میں محفوظ ہے اوراس کا عمل دخل مالکانہ طور پر اس میں ہے تو کمیٹی والوں کے لئے زید سے اجازت لینا ضروری ہے(۱) بصورت دیگر کمیٹی والے مسجد کی ضرورت بتلا کر ضابطہ کے مطابق اس زمین کو حاصل کریں۔ کمیٹی والوں کے لئے کسی کو نقصان پہونچانا روا نہیں ہے، اور زید کو بھی چاہئے کہ واقعی اگر مسجد کی ضرورت ہے تو کار خیر میں ایثار سے کام لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن النبي ﷺ قال: لا يحل مال أمر أى مسلم إلا عن طيب نسه۔ (سنن الدار قطعي ج۳ص۲۲) دار الإيمان

لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته۔ (الدرالمختار مع الشامی کراچی)

والأرض إذا كانت مليكًا لغيره، فللمالك استردادها۔ (شامی ج۴ص۳۹۰ کراچی)

جمعہ کے دن مسجد میں چندہ کرنے کا حکم

سوال: مسجد میں رومال یا ڈبہ لیکر جمعہ کے دن عام طور پر لوگ چندہ کرتے ہیں مسجد میں چندہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

درست ہے، جبکہ چندہ کرنے والے نمازیوں کے آگے سے نہ گزریں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائیں، لوگوں کو چندہ دینے پر اصرار نہ کریں، شور نہ مچائیں اور آذان خطبہ کے بعد چندہ نہ کریں۔

قال وفی النہر والمختار أن السائل ان کان لا یمرّ بین یدی المصلی ولا یتخطی الرقاب ولا یسأل الحافًا بل لامر لا بدّ منہ فلا باس بالسوال والاعطاء. (درمختار(۱): ۱/ ۵۵۴، کذا فی الفتاوی الھندیہ(۲): ۱/ ۱۴۸، والبزازیہ علی ہامش الہندیہ: ۴/ ۷۶)(۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) قال وفی النہر والمختار ... و بالسّوال والاعطاء. (الدر المختار مع الشامی ج۱ ص۵۵۴) نعمانیة

النہر الرائق ج۱ ص۳۶۵) زکریا

البحر الرائق ج۲ ص۵۷) سعید

(۲) الفتاوی النھدیة ج۱ ص۱۴۸) رشیدیة

(۳) الفتاوی البزازیة علی ھامش الھندیة ج۴ ص۷۶) رشیدیة

عیدگاہ منتقل کرنے کا حکم

سوال: زید کی بستی میں عیدگاہ ہے جو دریا سے تقریباً دوسو گز کی دوری پر واقع ہے نیز عیدگاہ کی زمین زید کے نانا کی دی ہوئی ہے زید کا کہنا ہے کہ اب عیدگاہ یہاں سے منتقل کر کے دوسری جگہ بنائی جائے اور اس کے لئے دوسری جگہ زمین دینے پر زید تیار بھی ہے۔

جواب طلب امر یہ ہے کہ ایا عیدگاہ منتقل کر کے دوسری جگہ بنوانا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو پھر عیدگاہ والی زمین زید کی ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ اس عیدگاہ والی زمین ہی کے بدلے میں تو زید نے دوسری جگہ زمین دیا ہے بحوالہ کتب فقہ آگاہ فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اگر عیدگاہ کے لئے زمین دینے والے نے اسے وقف کر دیا ہے تب یہ زمین واپس

نہیں ہو سکتی (۱) اور اگر وقف نہیں کیا ہے تب واپسی کی گنجائش ہے۔

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبدالحلیم — اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) و يزول ملكه عن المسجد والمصلى بالفعل و تحته فى الشامية: أى مصلى الجنازة ومصلى العيد۔ (الدر المختار مع الشامی ج۴ص۳۵۶ کراچی)

(۲) فإنه بزول ملكه حينئذ ويصير لازمًا فلم يصر بعده ملكًا لأحدٍ۔ (مجمع الأنهر ج۲ص۵۶۹) فقيه الأمت

مسجد یا مدرسہ کی رقم اور غلہ مسجد میں رکھنے کا حکم

سوال: صحن مسجد میں مسجد کے رقومات رکھنے کے لئے بکھاری بنوانا جائز ہے یا ناجائز؟ نیز فطرہ کی رقومات یا محصلین مدرسہ کی وصولی کی رقم مسجد میں رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

مسجد کو مفاد مسجد میں استعمال کرسکتے ہیں، مدرسہ کا غلہ مسجد کے اندر رکھنے کا رواج غلط ہے، اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

ولأن المسجد ما بنى لأمور الدنيا۔ شامی ج۱ص۶۶۲ کراچی)

الفتاوى الهندية ج۵ص۳۲۱ كتاب الكراهية رشيدية)

(۱) فإن المساجد لم تبن لهذا۔ (حلبى كبيرى ص۶۱۱ لاهور)

مسجد کی سودی رقم کا حکم

سوال: مسجد کی رقم بینک میں جمع ہے تو کیا اس روپئے کے سود کی رقم کو مسجد کے بیت الخلاء یا غسل خانہ یا نالی وغیرہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

بہتر یہ ہے کہ نہ لگایا جائے لیکن اگر لگا دیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: أيها الناس إن الله طيب لايقبل إلا طيبًا. (الصحيح للمسلم ج۱ ص۳۲۶، ترمذى ج۲ ص۱۲۸، هكذا فى البخارى ج۱ ص۱۸۹

قال تاج الشريعة: أما لو أنفق فى ذلك مالًا خبيثًا و مالًا سببه الخبيث. فيكره لأن الله تعالى لا يقبل إلا طيبًا. فيكره تلويث بيته بما لايقبله. (شامى: ج۱ ص۶۵۸ کراچی)

مسجد یا درگاہ کی تولیّت کا مستحق کون ہے؟

سوال: زید ایک مسجد اور ایک درگاہ کا واحد با اختیار حسبِ دستور سابق بذریعہ تولیّت نامہ منتخب کردہ متولی و جانشیں تھا زید جو کہ بذریعہ تولیت نامہ منتخب تھا۔ انہیں اپنی جگہ پر کسی مناسب شخص کو مسجد و درگاہ کا متولی و جانشیں مقرر کرنے کے اختیارات دیئے گئے تھے۔ لہٰذا زید متولی و جانشیں مسجد اور سجادہ نشیں و متولی درگاہ مذکور نے بعمر ۷۴ رسال کے ضعیف العمری ولاغری کی وجہ سے اپنی حیات میں اپنی جانب سے حسبِ دستور سابق بذریعہ تولیت

نامہ مورخہ ۳۱/ ۱۲/ ۷۰ءکو اس مسجد و درگاہ عالیہ مذکورہ کا اپنی جانب سے سجادہ نشین ومتولی درگاہ اور جانشین ومتولی مسجد مذکورہ مقرر کردیا۔ اس سے پہلے بھی مسجد و درگاہ مذکورہ کے جانشین ومتولیان اور سجادگان ومتولیان بموجب تولیت نامہ جات باضابطہ ایک کے بعد دوسرے کو اسی طرح اختیارات دیتے چلے آئیں ہیں۔

ان کا منتخب کردہ موجودہ متولی و جانشین مسجد اور سجادہ نشین ومتولی درگاہ مذکورہ بموجب تولیت نامہ مرقومہ ۳۱/ ۱۲/ ۷۰ءحسبِ دستور سابق قائم ہے۔

مسجد و درگاہ سے متعلقہ وقف نامہ فساد میں برباد ہوگیا۔ کیا زید کا منتخب کردہ مسجد و درگاہ کا جانشین ومتولی وسجادہ نشین ومتولی بروئے شریعت محمدیہ مقرر کیا جاسکتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

پہلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں اوقاف وغیرہ حاکم یا قاضی کے زیرِانتظام نہ ہونے کی وجہ سے عام مسلمانوں کے ذمہ اس کا انتظام ہے اب عام مسلمان مل کر اگر کسی ایک کے ذمہ انتظام حوالہ کردیں اور ایک کو متولی بنادیں تو وہ متولی ہوجائے گا۔ كما يصير القاضى قاضيا بتراضى المسلمين نیز عام مسلمان اگر آئندہ کے لئے حسبِ خواہش تولیت منتقل کرنے کا اختیار دیدیں تو یہ اختیار بھی حاصل ہوجائے گا اور آئندہ اپنے اختیار کے تحت جس کو چاہے متولی بنائے بشرطیکہ وہ فاسق وفاجر نہ ہو متقی و پرہیزگار ہو اور انتظام کی صلاحیت رکھتا ہو اور اگر متولی سابق نے کسی فاسق غیر دیندار کو متولی بنادیا تو عام مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس کی تولیت سلب کرکے کسی صالح ومتقی منتظم کو متولی بنادیں تو عام مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس کی تولیت سلب کرکے کسی صالح ومتقی منتظم کو متولی بنادیں وينزع وجوبا بالواقف فغيره بالأولى غير مامون أو عاجزا وظهر به فسق كشرب الخمر أو نحوه، فتح، أو كان يصرف ماله فى الكيميا وان شرط عدم نزعه الخ (درمختار: ۳/ ۸۵، ۳۸۴)(۱) قوله: غير مامون، قال فى الاسعاف ولا يولى الا أمين قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولاية مقيدة بشرط النظر

الخ (درمختار: ۳/ ۳۸۵) (۲) فلو مامونا لم تصح تولیة غیرہ، الاشباہ (در مختار: ۳/ ۳۸۶) (۳)

لہٰذا صورت مسئولہ میں متولی ثانی، صالح متقی و منتظم اور دیندار ہے تو اس کو متولی بننا بالکل صحیح ہے اور اگر فاسق و فاجر بد دین غیر منتظم ہے تو عام مسلمانوں کو ہٹانے کا حق حاصل ہے کہ اس کو ہٹا کر دوسرے باصلاحیت و دیندار، متقی کو متولی بنا دیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب — الجواب صحیح

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ — بندہ عبدالحلیم

التعلیق والتخریج

(حاشیة ابن عابدین علی الدر۔ج ۳ ص ۳۹۴ نعمانیة)

(الدر المختار مع الشامي ج ۳ ص ۴۱۱ نعمانیة)

(۱) (الدر المختار مع الشامي ج ۳ ص ۵۸، ۳۸۴ نعمانیة)

(۲) (الدر المختار مع الشامي ج ۳ ص ۳۸۵ نعمانیة)

(۳) (الشامي: ج ۳ ص ۳۸۶ نعمانیة)

مسجد کی زمین مدرسہ میں شامل کر لینے کا حکم

سوال: ہمارے محلہ میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے اس کے جنوب جانب مسجد کی زمین ہے جس کی حد کی بنیاد بھری ہوئی ہے محلہ کے مصلیان مسجد اسی زمین سے ہو کر نماز پڑھنے جاتے تھے وہی ایک راستہ تھا اسی زمین میں ایک نل بھی ہے اور اس میں استنجاء خانہ بھی ہے اور اسی زمین میں مصلیوں کی سہولت کے لئے وضو خانہ بھی بنانے کا پروگرام تھا مسجد کی زمین کے بعد جنوب طرف کچھ مدرسہ کی زمین ہے اس کے بعد تعمیر مدرسہ ہے مدرسہ کے ذمہ داروں نے مصلیوں کے اعتراض کے باوجود زبردستی مسجد کی زمین کو چہار دیواری بنا کر مدرسہ میں ملا لیا اور راستہ بند کر دیا اور شمال جانب مسجد کے تیسرے در میں ایک دروازہ

کھول دیا جب مصلی زیادہ ہوجاتے ہیں تو پھر باہر سے آنے والے مصلی کے سامنے سے گذر کر اندر جائیں اور چکر لگا کر وضو کر کے نماز میں شریک ہوں یا پھر باہر کھڑے رہیں ایسی صورت میں بڑی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) کیا مسجد کی زمین مدرسہ میں لی جاسکتی ہے؟ (۲) کیا مسجد کے اندرونی حصہ میں ایسا دروازہ لگانا درست ہے جس سے جانے میں مصلیوں کے سامنے سے گذرنا پڑے؟ (۳) کیا مسجد کا سابق راستہ بند کرنا جائز ہے؟

امید کہ جواب سے نوازکر ممنون ومشکور رہوں گے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

(۱) یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ مسجد کی زمین مدرسہ والوں نے کیوں لے لی؟ بہرحال اگر وہ زمین واقعۃً مسجد ہی کی ہے تو پھر مدرسہ والوں کا اس پر قبضہ جائز نہیں (۱) جبکہ مسجد کو اس زمین کی ضرورت بھی ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔

(۲) سرِ دست تو مجبوراً کرنا پڑے گا چنانچہ کرہی لیا، البتہ نمازی کے آگے سے گذرنا جائز نہیں۔(۲)

(۳) اگر کوئی عذر شرعی ہو تو اس میں کیا مضائقہ ہے البتہ مسجد میں جانے کا کوئی راسہ نکالنا پڑے گا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) ولا يجوز نقله و نقل ماله إلى مسجد آخر۔ (حاشية ابن عبدين ج۴ ۳۵۹ کراچی)

ويبدأ من غلته بعمارته ثم ما هو أقرب لعمارته كإمام مسجدٍ ...... الخ۔

(الدر المختار مع الشامي ج۴ ص۳۶۷ کراچی)

(۳) أن زيد بن خالد الجهني أرسله إلى أبي جهيم يسأله ماذا سمع من رسول الله ﷺ۔ في المار بين يدي المصلي؟ فقال أبو جهيم: قال رسول الله ﷺ۔ لو يعلم المار

بين يدى المصلى ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خير من أن يمر بين يديه۔ قال أبو النضر: لا أدرى أقال أربعين يومًا أو شهرًا أو سنة۔(المؤطأ للإمام مالك ص۸۹ باب التشديد فى أن يمر أحد بين المصلى۔ بيروت)

مسجد یا درگاہ کی تولیت کا مستحق کون ہے؟

سوال: زید ایک مسجد کا متولی و جانشین ہے اور درگاہ کا سجادہ نشین و متولی ہے زید اس مسجد و درگاہ کا واحد با اختیار حسبِ دستور سابق بذریعہ تولیت نامہ منتخب کردہ تھا زید جو بذریعہ درگاہ کے لئے مناسب شخص کو اپنی جانب سے مقرر کرنے کے اختیارات دئیے تھے اور اسے یہ حق حاصل تھا کہ بموجب اپنے اختیارات سونپے، لہٰذا زید متولی و جانشین مسجد اور سجادہ نشین و متولی درگاہ مذکورہ نے بعمر ۷۴/سال کی ضعیف العمری ولاغری کی وجہ سے اپنی جانب سے اپنی حیات میں بذریعہ تولیت نامہ مؤرخہ ۳۱/ ۱۲/ ۱۹۷۰ء کو اس مسجد و درگاہ عالیہ مذکورہ کا اپنی جانب سے سجادہ نشین و متولی درگاہ اور متولی و جانشین مسجد مذکورہ کا مقرر کردیا اس سے پہلے بھی اسی طرح سے مسجد و درگاہ مذکورہ کے جانشین و متولیان اور سجادگاہ و متولیان بموجب تولیت نامہ جات باضابطہ ایک کے بعد دوسرے کو اس طرح دوسرے کو اختیارات دیتے چلے آئے ہیں۔ زید کا منتخب کردہ موجودہ متولی و جانشین مسجد اور سجادہ نشین و متولی درگاہ مذکورہ بموجب تولیت نامہ مرقومہ ۳۱/ ۱۲/ ۴۰ء حسبِ دستور سابق قائم ہے مسجد و درگاہ سے متعلق وقف نامہ فساد میں برباد ہوگیا۔ کیا زید کا منتخب کردہ مسجد و درگاہ و متولی و سجادہ نشین و متولی روبروئے شریعت محمدیہ مقرر کیا جاسکتا ہے۔

الجواب: حامدًا و مصليًا

صورت مسئولہ میں وقف نامہ تو ضائع ہوچکا ہے جیسا کہ آپ نے تحریر کیا ہے اس لئے وقف نامہ کو دیکھ کر یہ معلوم کرنا کہ واقف نے متولی کو کیا اختیارات دئیے تھے، مشکل ہے۔ لیکن اگر اس سے پہلے کے متولی حضرات بھی اپنی حیات میں دوسرے کو متولی بناتے آئے ہیں تو

ایسی صورت میں جبکہ وقف نامہ موجود نہیں ہے ما قبل کے متولیوں کے عمل کے مطابق ہی عمل کیا جائے گا علامہ ابن عابدین شامی درمختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ’’اما لو انقطع ثبوته ففی الخصاف ان الاوقاف التی تقادم امرها ومات شهودها فما كان لها رسوم فی دواوين القضاة وهی فی ايديهم اجريت علی رسومها الموجودة فی دواوينهم استحسانًا‘‘ (۳/ ۳۹۴)

لہٰذا صورت مسئولہ میں بھی اگر اس سے قبل کے متولی حضرات بھی مسجد و درگاہ کے متولی اپنی زندگی میں بناتے آئے ہیں تو زید کا بھی اپنی زندگی میں دوسرے شخص کو متولی بنانا جائز تھا اگر زید نے کسی دیندار جو تولیت کا اہل ہو اس کو متولی بنا دیا تو زید کا یہ فعل شرعاً درست اور اب زید کا بنایا ہوا شخص ہی متولی ہے اور اس کو تمام تصرفات شریعت کے حدود میں کرنا درست ہے درمختار میں لکھا ہے ’’اراد المتولی اقامة غيرها مقامه فی حياته وصحته ان كان التفويض له بالشرط عامًا صح والا لا يصح۔ اور شامی میں ہے وشمل كلام المصنف المتولی من جهته للقاضی او الواقف كما فی انفع المسائل عن التتمة‘‘ (۳/ ۴۱۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد عبد اللہ خالد عفی عنہ المظاہری

جب زید قاعدہ شرعیہ کے مطابق واقف کی طرف سے متولی تھا تو اسے حق حاصل ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کسی صالح دیندار مناسب شخص کو اپنا جانشین اور متولی بنائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم

المجیب العبد ابو ولی محمد کان اللہ لہ اردو بازار مچھلی والان، دہلی

الجواب: حامدًا ومصلیًا

بروئے شریعت مطہرہ مندرجہ بالا جواب صحیح ہے اگر استفتاء میں مذکور تفصیل درست

ہے تو موجودہ متولی اس درگاہ اور مسجد کا متولی باضابطہ ہے اور اس کوکسی دوسری جگہ سے تصدیق وتائید کی حاجت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد مکرم احمد غفرلہ مسجد جامع فتحپوری دہلی

اس سوال کا جواب مدرسہ امینیہ کے دارالافتاء سے بھی مستفتی نے حاصل کیا تھا جو سوال مذکورہ کے ساتھ منسلک ہو کر آیا تھا وہ درج ذیل ہے:

الجواب ١٢٦٥٨:

زید اگر اس مسجد کا بااختیار متولی تھا اس سے پیشتر بھی اسی طرح اس درگاہ اور مسجد کے بااختیار متولی رہے اور انہوں نے تولیت دوسرے کو سونپ دی اسی طرح زید نے اپنا جانشین اور متولی مقرر کر دیا تو جس کو انہوں نے متولی مقرر کیا ہے وہ اس درگاہ اور مسجد کا متولی ہے اس کو اس درگاہ اور مسجد کے انتظام کا حق حاصل ہے بشرطیکہ وہ دیندار صاحب بصیرت شخص ہو اور تولیت کی اہلیت رکھتا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالرحمٰن غفرلہ

١٥ر جمادی الاولیٰ ١٤٠٣ھ

بعینہ یہی فتویٰ اصل مستفتی کے جواب میں بتاریخ ٢٩/ ١٠/ ١٤٠٣ھ کو روانہ کیا جاچکا تھا لیکن ڈاک کے انتظامی امور صحیح نہ ہونے کی وجہ سے مستفتی کو جواب سے محرومی رہی اب دوبارہ وہی جواب نقل مطابق اصل فتویٰ (ب) ٥٣٣ آج مؤرخہ ٢٩/ ١٢/ ١٤٠٣ھ کو پھر روانہ کیا جارہا ہے۔ خدا کرے ضائع نہ ہو۔ (از ناقل فتاویٰ)

الجواب: حامدًا ومصلیًا

پہلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں اوقاف وغیرہ حاکم یا قاضی کے زیرِ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے عام مسلمانوں کے ذمہ اس کا انتظام ہے اب عام مسلمان مل کر کسی ایک کے ذمہ حوالہ کر دیں اور ایک کو متولی بنادیں تو وہ متولی ہو جائے گا کما یصیر القاضی قاضیًا بتراضی المسلمین۔(١) نیز عام مسلمان اگر آئندہ کے لئے حسبِ خواہش تولیت منتقل

کرنے کا اختیار دیدیں تو یہ اختیار بھی حاصل ہو جائے گا اور آئندہ اپنے اختیار کے تحت جس کو چاہے متولی بنائے بشرطیکہ وہ فاسق وفاجر نہ ہو متقی و پرہیز گار ہو اور انتظام کی صلاحیت رکھتا ہو اور اگر متولی سابق نے کسی فاسق وغیر دیندار کو متولی بنادیا تو عام مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس سے تولیت سلب کر کے کسی صالح اور متقی منتظم کو متولی بنادے وینزع وجوبا الواقف فغیرہ بالاولیٰ غیر مامون او عاجز او ظھر به فسق کشرب خمر او نحوه فتح او کان یصرف ماله فی الکیمیاء وان شرط عدم نزعه الخ. (درمختار: ۳/ ۳۸۴، ۳/ ۳۸۵)(۲)

قوله غیر مامون قال فی الاسعاف ولا یولی الا أمین قادر بنفسه او بنائبه لان الولایة مقیدة بشرط النظر الخ (درمختار: ۳/ ۳۸۵) فلو مامونا لم تصح تولیة غیرہ. (درمختار: ۳/ ۳۸۶)(۳)

لہٰذا صورت مسئولہ میں متولی ثانی صالح و منتظم اور دیندار ہے تو اس کا متولی بننا بالکل صحیح ہے اور اگر فاسق وفاجر بددین غیر منتظم ہے تو عام مسلمانوں کو ہٹانے کا حق حاصل ہے کہ اس کو ہٹا کر دوسرے باصلاحیت و دیندار و متقی کو متولی بنادیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ویصیر القاضی قاضیًا بتراضی المسلمین۔ (الشامی ج۲ ص۱۴۴ مطلب فی بواز استنابة الحطیب۔ کراچی)

(۲) (شامي ج۳ ص ۳۸۴) نعمانية۔ ج۴ ص ۳۸۰ کراچی ج۶ ص ۵۷۸ زکریا)

(۳) شامی ج:۳ ص:۳۸۶ نعمانیۃ۔

(ھکذا فی الفتاوی الھندیة ج۲ ۳۸۰ زکریا) الباب الخامس فی ولایة الوقف۔ النھر الفائق ج۳ ص۶۰۴ کتاب القضاء زکریا)

قبرستان میں تعمیر مسجد کا کیا حکم ہے؟

سوال: ایک زمین جو چند سال قبل قبرستان کے نام حکومت سے حاصل کی گئی تھی اور اس میں مردے دفن ہوتے رہے لیکن چند سال سے وہ زمین متروک ہو چکی ہے ابھی حال میں ایک عمارت کے لئے جب بنیاد کھودی گئی تو بنیاد سے کچھ ہڈیاں نکلیں اسی زمین کے ایک حصہ میں کچھ لوگ مسجد بنانا چاہتے ہیں تو دریافت یہ ہے کہ ایسی زمین میں مسجد کی تعمیر درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں وہاں مسجد بنانا شرعاً درست ہے خاص طور پر اب جبکہ وہاں مردے دفن نہیں کئے جاتے بشرطیکہ جہاں مسجد بنائی جائے وہاں کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئی ہوں البتہ اس کا خیال رہے کہ اگر کوئی قبر ہو تو وہ نمازیوں کے سامنے نہ پڑے درمیان میں دیوار بنادی جائے۔

لو ان مقبرة من مقابر المسلمين طفت فبنى فيها مسجد الم امر بذلك بأسا وذلك لان المقابر وقف من اوقاف المسلمين لدفن موتاهم لا يجوز لاحد ان يملكها فاذا درست واستغنى من الدفن فيها جاز صرفها الى المسجد لان المسجد وقف من اوقاف المسلمين لا يجوز تمليكه لاحد فمعناهما واحد عيني. (١)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

جواب صحیح ہے
بندہ محمد حنیف غفرلہ

التعليق والتخريج

(١) (عمدة القاري ج ٣ ص ٤٣) زكريا
هكذا في: فتح الملهم ج ٢ ص ١١٨) أشرفية ديوبند

مسجد کے سامان کو کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

سوال: مسجد کا سامان ضروریات مسجد کے علاوہ استعمال ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ اگر اجرت دے کر استعمال کریں تو کیا صورت ہوگی؟ مثلاً مسجد کا لاؤڈ اسپیکر مدرسہ یا گاؤں کے جلسہ جلوس اور پنچایت کے دوسرے اعلانات کے لئے اور مسجد کا پھاوڑا، کڑاہی، ٹوکری، بالٹی وغیرہ جو بسلسلہ تعمیر خریدا گیا ہے امام صاحب کسی کو بلا اجرت یا اجرت لے کر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

دینے والے نے اگر صرف مسجد میں استعمال کرنے کے لئے دیا ہے تو اس کا استعمال مسجد کے علاوہ جائز نہیں خواہ کرایہ دیکر ہو یا بلا کرایہ، اور اگر دینے والے نے یہ کہہ کر دیا کہ یہ چیز مسجد میں استعمال کی جائے اور بوقت ضرورت مسجد کے باہر دوسرے لوگ بھی استعمال کرسکتے ہیں تو ایسی صورت میں کوئی مضائقہ نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) و يؤجر بأجر المثل فلا يجوز بالأقل و لو هو المستحق. (الدر المختار مع الشامي ج۴ص۴۰۲ کراچی)

ولا تجوز إجارة الوقف إلا بأجرة المثل. (الفتاوى الهندية ج۲ص۴۱۹) زكريا

وإنما يملك الإجارة القاضي أو المتولي. (فتح القدير ج۶ص۲۲۴) بيروت

مسجد میں افطار کرنے کا حکم

سوال: افطار مسجد میں کرنا جائز ہے یا ناجائز یا مکروہ؟ جبکہ مردے کو مسجد میں رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے امکان تلوث بالنجاست کی وجہ سے اور یہاں تو یقین ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

غیر معتکف کے لئے فی زماننا مروج افطاری مسجد میں ممنوع ہے (۱) تلویث مسجد یقینی طور پر ہے البتہ کھجور یا پانی پر صرف کوئی اکتفاء کرے تو اس کے لئے کوئی مضائقہ نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) ويكره أكل وثومٍ .... إلا لمعتكف وغريب وإذا أراد ذلك ينبغي أن ينوی الاعتكاف۔ (الدر المختار مع الشامی ج۱ ص۶۶۱ کراچی)

(هكذا فی الهندية ج۵ ص۳۲۱ كتاب الكراحية، الباب الخامس فی آداب ...... المسجد۔) ۔ رشيدية۔

فالحاصل أن المساجد بنيت لأعمال الآخرة مما ليس فيه توهم إهانتها و تلويثه مما ينبغي التنظيف منه ولم تبن لأعمال الدنيا ..... فما كان فيه نوع عبارة وليس فيه إهانة ولا تلويث لا يكره۔ (حلبی كبيری ص۶۱۱ فصل: فی أحكام المسجد) لاهور

مروجہ افطاری مسجد میں کرنے کا حکم

سوال: مساجد میں معتکفین کے علاوہ غیر معتکفین افطار کرتے ہیں، مسجد ہی میں سالن اور ہڈی گراتے ہیں مسجد کا فرش چلنے کے لائق نہیں رہتا اس قسم کی افطاری اس زمان میں تمام

ہی مساجد میں ہوتی ہے کیا مروجہ افطاری کی اجازت دینا درست ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مسجد میں اس طرح کی افطاری کی اجازت نہیں دی جاسکتی جس سے مسجد کا فرش چلنے کے لائق نہ رہے: ''والظاهر أن مثل النوم الأكل والشرب اذا لم يشغل المسجد ولم يلوثه لان تنظيفه واجب'' (ردالمحتار: ۲/ ۱۳۵) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) ردالمحتار ج۲ ص۱۳۸

يفعل غير المعتكف شيئا من هذه الأمور فى المسجد. شامى ج۲ ص۴۴۹)

(۳) حلبى كبيرى ص۶۱۱ فصل فى احكام المساجد. كراچى.

مسجد میں اعتکاف کے لئے معتکف بنانے کا حکم

سوال: بعض مساجد میں معتکفین معتکف بنانے کو ضروری سمجھتے ہیں کیا بغیر کپڑے کا معتکف بنائے ہوئے اعتکاف درست نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

معتکف بنانا ضروری نہیں ہے البتہ مسنون ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ''معتکف'' بنانا ثابت ہے: ''دخل فى معتكفه الحديث'' (ترمذی شریف)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) عن عائشة رضی عنهما قالت کان رسول الله ﷺ إذا أراد أن یعتکف صلی الفجر ثم دخل فی معتکفه۔ سنن الترمذی ج۱ ص۱۶۴ باب ما جاء فی الاعتکاف بلال دیوبند)

ھکذا فی: رواہ مسلم فی صحیحه فی کتاب الاعتکاف ج۲ ص۳۷۱ فیصل دیوبند)

سنن ابی داؤد ج۱ ص۳۳۴ باب الاعتکاف بلال دیوبند)

مسجد میں مدرسہ بنانے کا حکم

سوال: ہم مسلمانان سہریا ایک نئی مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں اور کام شروع ہو چکا ہے، ہم لوگ مسجد ڈبل ہال بنوا رہے ہیں اور اس خیال سے بنوا رہے ہیں کہ نیچے اسکول اور اوپر مسجد رہے گی، لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کریں کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

زمین سے آسمان تک کا حصہ مسجد ہی ہے، (۱) لیکن اگر مسجد نئی ہو اور اس کی تعمیر کسی نئی جگہ ہو رہی ہے تو نچلے حصہ کو کسی دینی غرض سے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے اور اس کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے، (۲) مثلاً مکتب مدرسہ وغیرہ، لیکن یہ جگہ بھی مسجد کی ملکیت ہوگی اور مکتب ومدرسہ کو کرایہ ادا کرنا ہوگا اور وہ کرایہ ضروریات ومصالح مسجد میں صرف کیا جائے گا، اور اس حصہ کا بھی احترام کرنا ہوگا، لیکن اگر مسجد پرانی ہو اس کو شہید کر کے نئی مسجد بنائی جارہی ہو تب ایسی صورت میں نچلے حصہ کا استثناء دوسرے کام کے لئے درست نہیں۔ (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(١) و كره تحريمًا الوطء فوقه لأنه مسجد إلى عنان السماء و كذا إلى تحت الثرى.
(الدر المختار مع الشامی ج٦ص٦٥٦ کراچی)
ولو جعل تحته حانوتا وجعله وقفًا على المسجد قيل لا يستحب ذلك. ولكنه لو جعل فى الابتداء هكذا صار مسجدًا وما تحته صار وقفًا عليه. ويجوز المسجد والوقف تحته. (تبيين الحقائق ج٣ص٣٣٠) مكتبه امداديه ملتان)
هكذا فى: الدر المختار مع الشامی ج٤ص٣٥٧ کراچی)
البحر الرائق ج٥ص٤٢١) زكريا
(٢) وإنما يملك الإجارة القاضى أو المتولى. (فتح القدير ج٦ص٢٢٤) بيروت
(ولا تجوز إجارة الوقف إلا بأجرة المثل. (الفتاوى الهندية ج٢ص٤١٩) زكريا

مائک پر تلاوت قرآن کا حکم

سوال: مائک میں قرآن پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

اگر مائک کی آواز مسجد ہی کے اندر رہتی ہو تب مائک پر قرآن پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر مسجد کے باہر آواز جاتی ہو جس سے سونے والوں کی نیند میں خلل پڑتا ہو یا غیر مشروع و نامناسب جگہوں تک آواز پہونچتی ہو تب ممنوع ہے۔ (١)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(١) وفى حاشية الحموى عن الإمام الشعرانى: أجمع العلماء سلفًا وخلفًا على استحباب ذكر الجماعة فى المسجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على مصلٍ أو

نائمٍ أو قارئٍ۔(شامی ج۱ ص۶۶۰ فی أحکام المسجد، مطلب فی رفع الصوت بالذکر کراچی)

ھکذا فی: مرقاۃ المفاتیح، باب المساجد ومواضع الصلاۃ الفصل الثانی ج۲ ص۴۴۰ رشیدیۃ)

(فتاوی محمودیۃ۔ ج۱۵ ص۳۴ شیخ الاسلام)

مسجد میں وقف کردہ زمین کا ایک مسئلہ

سوال: دس کٹھہ زمین میں سے اس کے ایک کونے پر مسجد ہے اور باقی زمین خالی پڑی ہوئی ہے اور اس کو مسجد کے لئے وقف نہیں کیا گیا ہے لیکن مسجد کے سامنے پڑتی ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زمین والا بقیہ زمین کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مالک زمین نے اگر باقی زمین جو مسجد کے متصل ہے اس کو وقف نہیں کیا ہے تو مالک اپنے مصرف میں لاسکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر موجودہ مسجد نمازیوں کے لئے تنگ پڑ رہی ہے اور موجودہ زمین کے علاوہ دائیں بائیں توسیع کے لئے کوئی دوسری زمین نہ ہو تو مالک زمین سے درخواست کی جاسکتی ہے کہ وہ بقدر ضرورت زمین کو بالعوض یا بلاعوض برضا ورغبت دیدے اور اگر مالک زمین ایثار سے کام نہ لے تو اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا، البتہ ترغیبی انداز سے فکر آخرت اور شوق جنت اس کے اندر پیدا کریں تا کہ تعمیر وتوسیع مسجد کی فضیلت سن کر از خود وہ آمادہ ہوجائے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) وتؤخذ أرض ودار و حانوت بجنب مسجد ضاق على الناس بالقيمة كرهًا وتحته فى الشامية، ماروى عن الصحابة رضى الله عنهم لما ضاق المسجد الحرام اخذوا أرضين بكرهٍ من أصحابها بالقيمة ـ وزادوا فى المسجد الحرام ولعل الأخذ كرهًا ليس فى كل مسجد ضاقٍ بل الظاهر أن يختص بما لم يكن فى البلد مسجد آخر ـ الدر المختار مع الشامى ج۴ص۳۷۹ کراچی)
الفتاوى الهندية ج۲ص۴۰۹) زکریا
فتاوى قاضيخان ج۳ص۳٦۸ دار الكتب العلمية بيروت)

مسجد کے سامان کو عیدگاہ میں استعمال کرنے کا حکم

سوال: مسجد کے سامان کو عیدگاہ کے مصرف میں لانا کیسا ہے؟ جیسے جائے نماز لاؤڈ اسپیکر بالٹی وغیرہ۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جو سامان صرف مسجد پر وقف ہوگا اس کا استعمال حدودِ مسجد کے باہر ی دوسری مسجد یا عیدگاہ یا کہیں اور جائز نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وإن اختلف أحدهما بأن بنی رجلان مسجدین أو رجل مسجدًا ومدرسة وقف علیها أوقافًا لا یجوز له ذلك أی الصرف المذکور۔ (الدر المختار مع الشامی: ج۴ ص۳۶۰ کراچی)

قال الخیر الرملی: أقول ومن اختلاف الجهة ما إذا کان الوقف منزلین أحدهما للسکنی والآخر للاستغلال فلا یصرف أحدهما للآخر۔ شامی ج۴ص۳۶۱ کراچی)

(۳) وقد علم منه أنه لا یجوز متولی الشیخونة صرف أحد الوقفین الآخر۔ (البحر الرائق ج۳۶۲۲ زکریا)

مسجد میں چندہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: مسجد میں لوگوں سے مدرسہ کے لئے چندہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

بہتر یہ ہے کہ مسجد کے علاوہ کا چندہ مسجد میں نہ کیا جائے لیکن بضرورت اگر کوئی شخص چندہ

کرے تو ان شرطوں کے ساتھ اجازت ہے (۱) نمازیوں کی نماز میں خلل نہ پڑے۔ (۲) نمازیوں کی گردنوں کو پھلانگ کر نہ جائے۔ (۳) مانگنے میں بلا ضرورت اصرار نہ کرے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) قال الصدر الشهيد: المختار أن السائل إذا كان لا يمر بين يدى المصلى ولا يتخطى رقاب الناس ولا يسأل إلحافًا وسأل لأمرٍ لا بد منه لا بأس بالسؤال والإعطاء۔ (البحر الرائق ج۲ص۱۵۷)سعید
هكذا فى: الدر المختار مع الشامى ج۱ص۵۵۴) باب الجمعة نعماية
النهر الفئق ج۱ص۳۶۵) زكريا
الفتاوى البزازية على الهندية ج۴ص۷۶) رشيدية

مسجد کی زمین کو مسجد کی ضرورت کے لئے فروخت کرنے کا حکم

سوال: مسجد کے علاوہ مسجد کو کاشتکاری کے لئے زمین کافی ہے اور وہ مسجد ٹوٹی ہوئی ہے جس سے لوگوں کو نماز پڑھنے میں کافی پریشانی ہوتی ہے اور لوگ اس لائق نہیں ہیں کہ مسجد کی تعمیر پوری کرسکیں۔کیا اس کاشتکاری کی زمین فروخت کرکے مسجد کی تعمیر کرا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

اجازت ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) إذا غصبه غاصب وأجرى عليه الماء حتى صار بحرًا فيضمن القيمة ويشتري المتولي بها أرضًا بدلًا۔ (شامی ج۴ ص۳۸۸ مطلب لا يستبدل العمر إلا في أربع کراچی)۔

هكذا في: الأشباه والنظائر ج۱ ص۳۰۵ کراچی)

النهر الفائق ج۳ص۳۲۰ زکریا)

الفقه الاسلامي وأدلته ج۱۰ص۷۶۷۶ دار الفكر المعاصر)

قيم وقفٍ خاف من السلطان أم من وارث يغلب على أرض وقفٍ يبيعها ويتصدق بثمنها و كذا كل. قيم إذا خاف شيئا من ذلك۔ له أن يبيع و يتصدق بثمنها۔ البحر الرائق ج۵ص۳۴۵ سعيد)

وهكذا في فتح القدير ج۶ص۲۲۸ مصر)

عیدگاہ سے متعلق چند مسائل

سوال: (۱) محمد پور نامی ایک بستی ہے جو تین محلہ پر مشتمل ہے جس میں ایک قدیم عیدگاہ ہے جو کثرت آبادی کی وجہ سے آبادی کے اندر ہو چکی ہے پھر اسی میں ایک پختہ مسجد تعمیر ہے پنجگانہ اذان و جماعت ہوتی ہے آج سے آٹھ سال قبل بستی کے ایک صاحب خیر نے اتباعاً للسنت برائے عیدگاہ آبادی سے باہر تینوں محلوں کے بیچ میں دو کٹھہ زمین وقف کردی، چنانچہ دو محلہ کے مسلمانوں نے موقوفہ زمین میں عیدگاہ قائم کرلیا اور اس وقت سے ہنوز تک جدید عیدگاہ میں عیدین کی نماز ادا کی جارہی ہے نتیجۃً مسلمانان محمد پور دو حصوں میں تقسیم ہوگئے اور عیدین کی نماز ادا کی جارہی ہے نتیجۃً مسلمانان محمد پور دو حصوں میں تقسیم ہوگئے اور عیدین کی نماز دو جگہ پڑھنے لگے۔ عیدگاہ قدیم اور عیدگاہ جدید میں، اب دونوں فریق کوشاں ہیں کہ اتحاد کی کوئی صورت نکل جائے اور عیدین کی نماز ایک جگہ ہو جس سے ملی اتحاد کا مظاہرہ

ہوسکے۔ایسی شکل میں عیدین کی نماز ایک جگہ ہونے کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟ تحریر فرمائیں، شریعت مطہرہ کا جو بھی حکم ہوگا ہم مسلمانان محمد پور عمل کریں گے۔

(۲) موقوفہ عیدگاہ میں کسی طرح کا تصرف جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً بیع وتبادلہ وغیرہ۔

(۳) عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟

(۴) عیدگاہ آبادی کے اندر افضل ہے یا باہر؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل ومدلل بیان فرمائیں۔

الجواب: حامدًاومصليًا

(۱) عیدین کی نماز ایک شہر میں مختلف مقامات پر ادا کرنا جائز ہے، البتہ ایک ہی عیدگاہ اگر ہوتو دوسری جگہ قائم نہ کی جائے تو بہتر ہے، صورت مسئولہ میں چونکہ سارے لوگ ایک ہی جگہ نماز عیدین ادا کرنا چاہتے ہیں، اس لئے افضل یہ ہے کہ اس عیدگاہ میں نماز ادا کریں جو آبادی سے باہر ہے، چونکہ عیدگاہ آبادی سے باہر ہونا افضل ہے، **والخروج اليها اى الجبانة لصلاة العيد سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح** (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ج ا ص ۵۵۷)(۱)

(۲) موقوفہ عیدگاہ کی بیع وغیرہ جائز نہیں ہے، **فاذا تم (اى الوقف) لا يملك ولا يملك اى لا يكون مملوكا لصاحبه ولا يملك التمليك لغيره بالبيع ونحوه** (شامی ج ۳ ص ۳۶۷)(۲)

(۳) عیدگاہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔

(۴) بہتر یہ ہے کہ مقامی ایسے چند علماء جن کو فقہ فتاوی سے مناسبت ہو ان کو محل وقوع دکھلا کر ان کے فیصلہ پر سب لوگ عمل کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار ج۲ ص۱۶۹ کراچی)

الخروج إلى الجبانة لصلاة العيد سنة وإن كان يسعهم المسجد الجامع عند عامة المشائخ وهو الصحيح۔ النهر الفائق ج۱ ص۳٦٧) زكريا

(۲) الدر المختار مع الشامی ج۴ ص۳۵۱،۳۵۲ کراچی)

وأيضا: قال في الشرنبلالية: صرّح رحمه الله ببطلان بيع الوقف لأنه لا يقبل التمليك والتملك۔ (الشامی ج۵ ص۵۷ کراچی)

وأيضا: في الهندية: فإذا ثبت ذلك ظهر بطلان البيع۔ (الفتاوى الهندية) ج۲ ص۴۳۱ رشيدية)

وأما المسجد لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء وإن انفصل الصفوف لا في حق غيره۔ به يفتى نهاية۔ (الدر المختار مع الشامی ج۱ ص۶۵۷ فصل في أحكام المسجد۔ کراچی)

مسجد کی زمین کے بیچنے کا حکم

سوال: مسجد کی زائد زمین کو فروخت کرنا اور خرید کر اپنے مصرف میں استعمال کرنے سے کیا آخرت میں گناہ کا مستحق ہوگا؟ حضور والا سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث شریف کی روشنی میں مدلل جوابات دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں گے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

موقوفہ اراضی کی بیع وشراء ممنوع ہے، بیچنے والا گناہگار ہوگا۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) فإذا تمّ لزم لا یملك ولا یملك ولا یعار ولا یرهن وتحته فی الشامیة: لا یکون مملوكًا لصاحبه ولا یملك أی لا یقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه لاستحالة تملیك الخارج عن ملکه۔ (الدر المختار مع الشامي ج۴ ص ۳۵۲ کتاب الوقف کراچی)

قال فی الشرنبلالیة: صرح رحمه الله تعالی ببطلان بیع الوقف۔ شامی ج۵ ص۵۷ مطلب فی بیع بطلان بیع الوقف باب البیع الفاسد کراچی)

وهکذا فی الهندیة ج۲ ص۴۳۱ رشیدیة)

وإذا صح الوقف لم یجز بیعه۔ (الفقه الإسلامی وأدلته ج۱۰ ص۷۶۱۷، دار الفکر)

عورت مسجد میں جاسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: کیا عورتیں مسجد میں جاسکتی ہے؟ اگر کسی عورت نے ایسا کہہ دیا کہ میں اللہ کے گھر میں جا کر فریاد کروں گی تو کیا مسجد میں جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

عورتیں پاکی کی حالت میں مسجد میں جاسکتی ہیں البتہ جماعت میں شرکت سے حضرات فقہاء کرام منع کرتے ہیں، (۱) لیکن اگر جماعت کے وقت کے علاوہ میں جب مسجد میں نمازی نہ ہوں تو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی محرم کے ساتھ جائیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن عائشة رضی الله عنها قالت لو أدرك رسول الله ﷺ ما أدرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔ (الصحیح للبخاری ج۱ ص۱۲۰ باب خروج النساء إلی المساجد باللیل والغلس من کتاب

الأذان۔ یاسر ندیم)

هکذا فی: (الصحیح للمسلم ج۱ ص۱۸۳ باب خروج النساء إلی المساجد من کتاب الصلاۃ۔ فیصل دیوبند)

ویکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعیدٍ وعظٍ مطلقًا ولو عجوزًا لیلًا علی المذهب المفتی به لفساد الزمان۔ (تنویر الأبصار مع الدر المختار ج۱ ص۵۶۶ باب الإمامة۔ کراچی)

وکان ابن مسعودٍ رضی الله عنهما یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول أخرهن إلی بیوتکن خیر لکن۔ (إعلاء السنن ج۸ ص۱۸۸ ادارۃ القرآن کراچی)

مسجد کا قرآن اپنے گھر لے گیا، کیا حکم ہے؟

سوال: ارشاد احمد ولد محمد یوسف قریشی محلہ نگی پور قصبہ نظام آباد ضلع اعظم گڑھ نے ۲۰/ جون ۱۹۹۹ء کو بعد نماز عشاء نورانی مسجد میں داخل ہو کر نمازیوں کو روک کر یہ فریاد کیا کہ میں نے ایک ماہ قبل اپنے گھر کی پریشانی کے متعلق عرض کیا کہ میرے گھر آسیب خبیث کا بسیرا معلوم ہوتا ہے جس سے ہم لوگ گھر بھر کافی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ مذکورہ حالات کو میں نے غلام ربانی ولد عبد اللطیف انصاری کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ تم ایک سو روپیہ دو میں اب رفع دفع کردوں گا اور برکت ہی برکت رہے گی، میں نے ایک سو روپیہ دیدیا اور میرے ساتھ گھر پر آکر گھر کے اندر دو فٹ کا گڈھا کھدوا کر مجھے معلوم نہیں کہ کپڑا لپیٹے ہوئے کچھ چیزیں گڈھے میں رکھ کر بالو سے دفن کرادیا، دفن کرنے کے بعد میرے گھر کی حالت دن بدن اور خراب ہوتی چلی گئی کافی حد تک مالی نقصان اور بدامنی کا اور گھر میں توڑ پھوڑ اور آپس میں ہی مارا ماری ہوتی رہی یہ سب دیکھتے ہوئے میں نے ایک ماہر جانکار کو لا کر گھر کو دکھایا اس نے فوراً کہا کہ تمہارے گھر کے اندر کچھ دفن ہے فوراً اس گڈھے کو کھڈوا کر کپڑے میں لپٹے ہوئے کو نکالا چونکہ غلام ربانی موجود تھے ان کی موجودگی میں کپڑا کھولا گیا جس میں پہلا پارہ

دوسرا پارہ تیسرا پارہ پھر بائیسواں پارہ تیئیسواں پارہ اورانیسواں پارہ کل ملا کر چھ پارے کپڑے میں برآمد ہوئے۔غلام ربانی نے تسلیم کیا کہ واقعہ مجھ سے ہوا ہے۔دوسرے دن بعد نماز ظہر غلام ربانی سے سب نمازیوں کی موجودگی میں دریافت کیا گیا کہ پارہ کہاں سے لائے؟ انہوں نے کہا کہ اس نورانی مسجد سے کسی منتظم سے بغیر پوچھے لے جا کر دفن کردیا تھا اس کے عوض میں ۲۵؍روپیہ کا موم بتی وسلائی رکھ دیا ہے جو کہ اب بھی موجود ہے۔لہٰذا مفتیان دین متین سے گذارش ہے کہ مذکورہ واقعہ کے مطابق فیصلہ فتوی سے جواب دیں تا کہ ہم مصلیان نورانی مسجد کو بدامنی، ہنگامہ آرائی جھگڑا فساد سے بچا سکیں، چونکہ پورے قصبہ میں موضوع بحث بنا ہوا ہے جگہ جگہ اس کا چرچا چل رہا ہے۔

دستخط مصلیان: محمد ظہور، معین الدین، حاجی شمیم احمد، محمد شمیم، محمد مبین، شمس الدین، محمد خالد، فیروز احمد، عمران احمد مطلوب احمد، ارشاد احمد۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مسجد کی کسی چیز کا استعمال مسجد کے باہر خواہ لوٹا ہو یا چٹائی یا قرآن شریف، جائز نہیں جن صاحب نے قرآن شریف کے پارہ مسجد سے اٹھا کر گھر میں دفن کئے انہوں نے غلط کیا یہ عمل غیر شرعی ہے۔ان پر لازم ہے کہ اس فعل سے توبہ واستغفار کریں اور جتنے پارے مسجد سے لیکر گئے ہیں ان کو مسجد میں خرید کر لا کر رکھ دیں۔دوسرے نمازیوں کو چاہئے کہ کسی ایک شخص کی غلطی کی وجہ سے سب غلطی کا شکار نہ ہوں، آپس میں اس کی وجہ سے کسی قسم کا انتشار نہیں ہونا چاہئے۔

ولا یحمل الرجل سراج المسجد فی بیتہ (عالمگیری ج ا ص ۱۲)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) الفتاوی الهندیة ج۱ ص۱۱۰ الباب الثمن فیما یکره فی الصلاة وما ۔۔۔۔ لا یکره فی الصلاة) رشیدیة

متولی المسجد لیس له أن یحمل سراج المسجد إلی بیته و له أن یحمله من البیت إلی المسجد۔ الفتاوی التاتارخانیة ج۸ ص۶۸۹) زکریا

هکذا فی البحر الرائق ج۵ ص۴۲۰) زکریا

جماعت سے پہلے مسجد میں اجتماعی تسبیح خوانی کا حکم

سوال: ہم لوگ جس مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں اس میں عشاء کی جماعت سے پہلے اجتماعی طور پر ''لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین'' لوٹے میں رکھی ہوئی کنکریوں پر پڑھی جاتی ہے، پڑھنے والے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ نہیں پڑھتے، بلکہ صرف یہی وظائف پڑھنے کے بعد جماعت قائم کرتے ہیں، کبھی کبھی اس وظیفہ کے پڑھنے میں ۲/ ۴/ منٹ تاخیر سے بھی جماعت قائم ہوتی ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ سنت کی نماز چھوڑ کر کوئی اجتماعی وظیفہ بدعت ہے۔ وضاحت کریں اور یہ بھی لکھیں کہ اس وقت افضل عمل کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جو حضرات اجتماعی عمل میں مصروف رہتے ہیں وہ آنے والے نمازیوں کو سنت سے منع تو نہیں کرتے؟ آنے والے نمازی سنت سے فارغ ہو کر عمل میں شرکت کر لیا کریں، اگر کسی کا دل نہ چاہے تو شریک نہ ہو، یہ ضروری تو نہیں کہ بدعت کا فتوی لگائیں۔ اس طرح کے اعمال بزرگوں کے معمولات میں شامل رہے ہیں، (۱) اس کے اچھے نتائج بہر حال برآمد ہوتے ہیں، اس لئے مقاصد پر نظر رکھنی چاہئے۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ: البركة مع أكابر كم. رواه الطبرانی فی الأوسط و الحكيم وقال صحيح على شرط مسلمٍ. (الترغيب و الترهيب ج۱ ص۶۴ الترغيب فی إكرام العلماء وإجلالهم. بيروت

(۲) عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : إنما الأعمال بالنيات. وإنما لأمرء مانوى فمن كانت هجرته إلى الله و رسوله فهجرته إلى الله ورسوله، من كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة ينزوجها فهجرته إلى ما هاجر إليه. (مشكاة المصابيح ج۱ ص۱۱ مكتبه ملت)

الأمور بمقاصدها. (الأشباه والنظائر ج۱ ص۱۰۲ دار الكتاب)

مصرف سے زائد مسجد کی آمدنی سے تعلیمی ادارہ چلانے کا حکم

سوال: بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں مساجد ومدارس یا مقابر کے بڑے بڑے اوقاف ہیں اور مسلمانوں کی آبادی وہاں بہت معمولی رہ گئی ہے، مثلاً ایک مسجد ہے اس کے لئے بہت سی زمینیں اور مکانات وقف ہیں، مسجد کے اوقاف کی آمدنی اس کے مصارف سے زیادہ ہے۔ اس سلسلہ میں دو باتیں دریافت طلب امر ہیں: (الف) کیا مسجد پر وقف اراضی جو فی الحال مسجد کی ضروریات سے زائد ہے، مسلمانوں کے لئے دینی یا عصری تعلیم کا ادارہ قائم کیا جاسکتا ہے؟ (ب) کیا مسجد کی آمدنی تعلیمی یا رفاہی مقاصد کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ جبکہ واقف نے ان زمینوں کو مکانات کو مسجد ہی کے لئے وقف کیا تھا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

(الف) مسجد کے اوقاف کو موقوفہ مسجد میں لگانا ضروری ہے، اگر مسجد کے اوقاف کی آمدنی اس کے مصارف سے زیادہ ہے تب ان اوقاف مسجد سے دینی تعلیمی ادارہ کھولنا جائز ہے۔ (۱)

(ب) مسجد کی فاضل آمدنی جس کی فی الحال یا فی المال ضرورت نہ ہو تعلیمی مقاصد کے

لئے استعمال کرنا جائز ہے دیکھئے (۲) (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۷۵، ص ۳۰۱، ص ۳۰۲) (۳)

التعلیق والتخریج

(۱) وإذا استغنى هذا المسجد بصرف إلى فقراء المسلمين فيجوز ذلك. الفتاوى الهندية ج۲ ص۴۶۰ رشيدية)

(۲) إذا استغنى عنها ينقل عند أبي يوسف في رواية عنه إلى مسجدٍ آخر. (الفقه الإسلامي) ج۱۰ ص۷۶۷۳ دار الفكر المعاصر)

(۳) كفايت المفتي ج۷ ص۲۷۵ زكريا)

مساجد میں نماز نہ پڑھنے کی پابندی لگانا کیسا ہے؟

سوال: بہت سی قدیم مساجد اپنی تاریخی اہمیت کی بنا پر محکمہ آثار قدیمہ کے زیر نگرانی ہیں، ایسے بعض مساجد میں حکومت نے نماز کی ادائیگی کو منع کر دیا ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ کیا حکومت کو اس طرح کا کوئی حق ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

حکومت یا کسی آدمی کو یہ حق حاصل نہیں کہ مساجد میں نماز کی ادائیگی سے روک دے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''ان المساجد لله'' (۱) اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے ''ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه''۔ (۲)

التعلیق والتخریج

(۱) وأن المسجد لله. فلا تدعوا مع الله أحدًا. (سورة الجن: رقم الآية: ۱۸

(سورة البقرة: رقم الآية: ۱۱۴) (۲) سورة البقرة آية: ۱۱۴۔

غیر کی زمین میں بلا اجازت مسجد بنائی، کیا حکم؟

سوال: میرے والد نے ایک زمین اپنے بیوی بچوں کے نام خریدی، رقبہ ۱۳۱/

کڑی ہے، اس میں چار بیسوا زمین مسجد کے لئے اور کچھ روپیہ بھی دیا تھا۔ جب مسجد تعمیر ہونے کو آئی تو دی ہوئی زمین سے زیادہ پر مسجد تعمیر ہوگئی، اس سے بہت پہلے والد کا انتقال ہوگیا تھا، اس کے جو حصہ دار تھے سب لوگ موجود تھے، صرف ایک آدمی سے اجازت لی گئی تھی اور بقیہ کسی سے پوچھا تک نہیں، اب ایسی حالت میں نماز اس مسجد میں پڑھنا یا پڑھانا درست ہے یا نہیں؟ اور جو زمین بچی ہے تقریباً چار بیسواں ہے، مسجد بننے کے بعد اس کو ہم فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ہم ایک بٹہ تین کے مالک ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مسجد اللہ کا گھر ہے، (۱) اس کی تعمیر وغیرہ بالکل مال حلال سے ہونی چاہئے اور جائے مسجد بھی بالکل پاک صاف اور خالص اللہ کا حق ہونا چاہئے بایں طور کہ غیر کی اس میں شرکت نہ ہو۔ (۲) بہر حال صورت مسئولہ میں جب ارض غیر پر مسجد تعمیر ہو چکی ہے تو اس مسجد میں از روئے شرع نماز پڑھنا درست ہے، کیونکہ نماز اپنے جملہ ارکان وشرائط کے ساتھ ادا ہو رہی ہے۔ کما هو فی المنتقی قال ابویوسف اذا غصب رجل ارضا وبناها حوانیت وحماما ومسجدا فلا بأس بالصلاة فی ذالك المسجد (فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۲۴۲ کتاب الغصب) (۳) وفی موضع اٰخر من الهندية، الصلوٰة فی ارض مغصوبة جائزة ولكن يعاقب بظلم فما كان بينه وبين الله يثاب وما كان بينه وبين العباد يعاقب كذا فی مختار الفتاوی، الصلوٰة جائزة فی جميع ذالك لاستجماع شرائطها واركانها (ہندیہ ج ۱ ص ۱۰۹) (۴) وفی الشامی عن شرح المنية للحلبی، بنی مسجدا فی ارض غصب لا بأس بالصلوة فیه۔ (شامی ج ۱ ص ۲۵۵ کتاب الصلوٰۃ) (۵)

لیکن چونکہ صرف ایک شریک کی اجازت دینے سے پوری زمین وقف نہیں ہوئی ہے بلکہ اسی شریک کا حصہ وقف ہوا ہے اس لئے بقیہ شرکاء کے حصوں میں ان کی طرف سے قولی یا فعلی کسی طرح کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے بناء مسجد کراہت سے خالی نہیں۔ (۶)

لہٰذا متولیان مسجد کے لئے ضروری ہے، کہ وہ باقی شرکاء کو یا تو زمین کی قیمت ادا کریں یا ان سے وقف کرالیں۔ دریں صورت اب یہ مسجد شرکت غیر سے پاک ہونے کی وجہ سے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوجائے گی اور کراہت باقی نہیں رہے گی۔ باقی ماندہ زمین چونکہ میت کے ورثاء کا حق اور ملک ہے، بناءعلیہ اس کی خرید وفروخت اگرچہ جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر مسجد کو ضرورت ہوتو مناسب قیمت لے کے مسجد ہی کو دیدیں کہ یہ ہم خرما وہم ثواب کے مترادف ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وأن المساجد لله۔ فلا تدعوا مع الله أحدًا۔ (سورة الجن: رقم الآية: ۱۸

(۲) عن إبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ ... لا يقبل الله إلا الطيب۔ (الصحيح للبخاری ج۱ ص۱۸۹ كتاب الزكاة۔ باب الصدقة من كسب طيبٍ)

(۳) الفتاوى الهندية ج۵ ص۱۴۲ كتاب الغصب الباب الثامن فی تملك الغاصب۔ رشيدية)

(۴) الصلاة جائزة فی جميع ذلك لاستجماع شرائطها وأركانها۔ (الفتاوى الهندية ص۱۰۹)

(۵) شامی ج۱ ص۳۸۱ کراچی)

(۶) فلا يصح أن يتصرف فی ملك غيره إلا بإذن وغير ذلك۔ (الفقه على المذاهب الأربعة ج۲ ص۳۱۳۔ قديم)

للمالك أن يتصرف فی ملكه۔ (الفقه الإسلامی ج۸ ص۶۰۲۵ دار الفكر المعاصر۔)

وضو خانہ، استنجاء خانہ مسجد میں داخل نہیں

سوال: میں ایک کرائے کی جگہ پر اسکول چلا رہا ہوں، مسجد کی دوکانیں، استنجاء خانہ، وضو خانہ اور امام کے کمرے کے اوپر اسکول واقع ہے جس کا راستہ باہر سڑک سے ہے، اسکول روزانہ اپنے وقت کے مطابق نماز ظہر کے آدھا گھنٹہ قبل بند ہو جاتا ہے، اس میں دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے، مسجد اور اسکول کے درمیان بے پردگی کا کوئی معاملہ نہیں ہے، سواء کچھ آواز پہونچنے کے۔ نرسری بچوں کی تعلیم کے لئے لیڈیز ٹیچر کا بھی انتظامی کیا گیا ہے، جس میں کچھ غیر مسلم ٹیچر ہیں، ایسا ذمہ داران اور کچھ محلہ والوں کی مرضی کے مطابق دو سال سے چل رہا ہے اور محلہ کے ہی زیادہ تر مسلم بچے اسکول میں پڑھتے ہیں، ذمہ داران میں سے ایک شخص سے آپسی تعلقات خراب ہو جانے کی صورت میں مجھے پریشان کرنے کی غرض سے جگہ خالی کرنے کے لئے ضد پر آمادہ ہے۔ ان کا اب یہ کہنا ہے کہ میں فتویٰ لاؤں گا کہ مسجد میں عورتوں کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اسکول کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

شرعی مسجد وہ کہلاتی ہے جو نماز پڑھنے کے لئے متعین کی گئی ہو اور مسجد سے متصل مسجد کی دوکان، استنجاء خانہ، وضو خانہ اور امام و موذن کے کمروں کی چھت شرعی مسجد نہیں۔ بلکہ خارج مسجد ہے اس لئے اس کی چھت پر بنا ہوا اسکو بھی بحکم مسجد اور داخل مسجد نہیں۔ (۱)

لہٰذا مذکورہ اسکول میں جبکہ آمد و رفت کے لئے راستہ بھی مسجد کے باہر سڑک سے ہے، عورتیں تعلیم دے سکتی ہیں، اور اس میں وہ آجا سکتی ہیں۔ (۲) فتاوی محمودیہ کے سوالات و جوابات ملاحظہ ہوں:

التعليق والتخريج

(۱) ويكره المجامعة فوق المسجد والبول والتخلى لأن سطح المسجد له حكم۔ هى يصح الاقتداء منه بمن تحته ولا يبطل الاعتكاف بالصعود إليه ولا يحل للجنب الوقوف عليه۔ (الهداية: ج۱ ص۱۴۴ باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها۔)

ويكره التوضؤ فى المسجد إلا إذا كان فيه موضع أعد لذلك۔ لأنه مستثنى منه حينئذ۔ (حلبى كبيرى ص۶۱۱ فصل فى أحكام المسجد سهيل لاهور)

ولأن البوارى ليست من المسجد حقيقةً ولها حكم المسجد۔ (البحر الرائق ج۲ ص۳۵ فصل: كره استقبال القبلة سعيد)

(۲) (فتاوى محمودية ج۱۴ ص۴۰۳ شيخ الاسلام)

وفناء المسجد له حكم السمجد۔ (الفتاوى الهندية ج۱ ص۱۰۹ كتاب الصلاة، الباب الثامن فى ما يكره فى الصلاة وما لا يكره۔ رشيدية)

مالک زمین سے اجازت کے بغیر مسجد بنائی، کیا حکم ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک مسجد تعمیر کی جارہی ہے، جس کی تعمیر کی صورت حال یہ ہے کہ سابق مسجد کے باہر بنیاد ڈالی گئی ہے، لیکن جہاں بنیاد ڈالی گئی ہے وہ دوسرے کی زمین ہے، اور وہ آدمی زمین دینے کے لئے تیار نہیں ہے، حالانکہ بنیاد ڈالنے سے قبل کئی اس آدمی کو میٹنگ میں بلایا گیا لیکن وہ شخص ایک بار بھی میٹنگ میں حاضر نہیں ہوا، آخر کار لوگوں نے اس کی زمین پر مسجد کی بنیاد ڈال دی، لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ وہ شخص اس معاملہ پر کیس دائر کر دیا ہے اور ان لوگوں نے بھی اس پر کیس دائر کر دیا ہے، لیکن اب ہم کو سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آخر معاملہ کا کیا حل ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

کسی جگہ پر مسجد تعمیر کرنے کے لئے مالک زمین کی اجازت خواہ قیمت سے ہو یا بلا قیمت ضروری ہے، بلا اذن جبرًا کسی کی زمین پر مسجد بنانا یا توسیع کے لئے کسی حصہ زمین کو داخل مسجد کرنا جائز نہیں۔(۱) اگر بنائی گئی تو وہ جگہ مسجد نہیں ہوگی اور وہاں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوگا۔ وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبتها الی قوله وارض مغصوبة او الغیر (شامی ج ا ص ۱۸۶)

اس لئے مذکور مسجد کی بنیاد وہاں سے ہٹائی جائے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس کے بعد صاحب زمین بھی اپنی دائر کردہ مقدمہ اٹھالیں گے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) لا یجوز التصرف فی مال غیره بلا إذنه و لا ولایته إلا مسائل مذکورة فی الاشباه۔ (الدر المختار مع الشامی: ج۶ ص۲۰۰ کتاب الغصب مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر بدون إذن صریح۔ کراچی)

(۲) أما لو أنفق فی ذلك مالًا جیثًا ومالاً سببه الخبیث والطیب فیکره۔ لأن الله تعالی لا یقبل إلا الطیب فیکره تلویث بیته بما لا یقبله۔ (شامی ج۱ ص۶۵۸ کتاب الصلاة مطلب کلمة لا بأس دلیل علی أن المستحب غیره لأن البأس الشدة۔ کراچی)

(۳) والأرض إذا کانت ملکًا لغیره فللمالك استردادها وأجره بنقض البناء۔ (شامی ج۴ ص۳۹۰ کتاب الوقف مطلب مناظرة ابن الشحنة مع شیخه العلامة قاسمٍ)

(۴) الدر المختار مع الشامی ج۱ ص۳۷۹ کراچی)



کتاب المدارس

مدرسہ کی رقم پر ملنے والے سود کا حکم

سوال: مدرسہ ہذا کے جملہ رقوم بینک میں رکھے جاتے ہیں جس پر سالانہ کچھ نہ کچھ رقم بنام انٹریسٹ کھاتے ہیں جمع ہوتی رہتی ہے ایسی رقم کے بارے میں حکم شرعی نیز اس کے مصارف سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ضرورت مند نادار طلباء کو دیدیں۔ بعض حضرات بیت الخلاء پیشاب خانہ بنانے کی بھی اجازت دیتے ہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق به إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (شامی، ج۶ص۳۸۵ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع)

وهكذا فی: الفقه الإسلامی ج۴ص۲۶۱۷ دار الفكر المعاصر)

بذل المجهود ج۱ص۳۷مرکز الشیخ)

(شامی: ج۲ص۳۹۲)

ثم رجاء الثواب منه حرام۔ (العرف الشذی علی حاشية الترمذی ج۱ ص۳ بلال دیوبند

چندہ دہندگان کا وکیل ناظم ہے یا شوریٰ؟

سوال: ایک دینی مدرسہ ہے جس کا چندہ اس کے ناظم صاحب وصول کرتے ہیں اور کہیں کہیں ان کی طرف سے بعض دوسرے لوگ بھی چندہ کی وصول تحصیل کا کام انجام دیتے ہیں چندہ دینے والے زیادہ تر مدرسہ کے ناظم صاحب سے واقفیت اور ان کے اعتماد پر ہی چندہ دیتے ہیں مدرسہ کی ایک انتظامیہ کمیٹی بھی ہے جو صرف مدرسہ کے نظام کو دیکھتی ہے چندہ دہندگان میں سے بیشتر لوگ ممبران کمیٹی سے باخبر بھی نہیں اس صورت میں چندہ دہندگان کا وکیل کس کو سمجھا جائے گا؟ ناظم مدرسہ کو یا سفرائے مدرسہ کو، یا مدرسہ کی انتظامیہ کمیٹی کو اور رقوم چندہ کو اپنے مصارف پر صرف کرنے کا مجاز کون ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

مدرسہ کے سفراء ناظم محض ہوتے ہیں ان کا کام صرف یہ ہے کہ مدرسہ کے لئے جو رقم ان کو دی جائے وہ لا کر ناظم کو پہونچا دیں باقی کسی تصرف کا مجاز نہیں۔ (۱) باقی رہے ناظم صاحب اور انتظامیہ کمیٹی تو اصل ذمہ دار یہ ہوتے ہیں اس معنیٰ کر کے اگر ان رقوم کو غلط طریقہ پر استعمال کیا گیا اور حدودِ شرعیہ کی رعایت نہیں کی گئی اور یہ سب کے علم میں ہو تو سب مواخذ ہوں گے۔ لیکن جہاں تک مجاز ہونے کا سوال ہے تو ضابطہ میں ناظم ہی مجاز ہوتا ہے بشرطیکہ مصارف میں صرف کرے۔ تاہم ناظم کو چاہئے کہ انتظامیہ کمیٹی سے مشورہ کرلیا کرے تاکہ آپس میں بے لطفی اور بدمزگی پیدا نہ ہو اور ناظم موردِ الزام نہ ہو نیز قیامِ مدرسہ کا مقصود کامل طریقہ پر حاصل ہوتا رہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

الجواب صحیح
بندہ عبدالحلیم عفی عنہ

التعلیق والتخریج

(۱) لو أمر إنسانًا بالدنع عنه جاز۔ (البحر الرائق ج۲ ص۲۱۲ سعید)

الوکیل یستفید التصرف من المؤکل وقد أمر بالدفع إلی فلان فا یملك الدفع إلی غیرہ۔ (شامی: ج۲ ص۱۱ نعمانیة)

مدرسہ میں آنے والے مہمانوں کی ضیافت کا حکم

سوال: مدرسہ میں طلبہ کے سرپرست اور مہمان حضرات جو مدرسہ کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں، ان کی ضیافت مدرسہ کی آمدنی سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا منیر احمد صاحب بمبئی

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جائز ہے بشرطیکہ زکوٰۃ کی رقم سے نہ ہو لیکن احتیاط کے خلاف ہے اس لئے بہتر ہے کہ ضیافت کا مستقل فنڈ قائم کرلیا جائے اور مخصوص معاونین سے خاص اسی مد کے لئے رقم وصول کرکے اسی سے ضیافت کی جائے۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

وعلی الإمام أن یجعل لکل نوعٍ بیتًا یخصه وله أن یستقرض من أحدهما لیصرفه إلی الآخر، وتحته فی الشامیة: فلا یخلط بعضه ببعض لأن لکل نوعٍ حکمًا یختص به زیلعی۔ (شامی: ج۳ ص۲۱۹ مطلب تحقیق منهم فی ترجیه الوظائف للابن)

(۱) الوکیل یستقید التصرف من المؤکل وقد أمر بالدفع إلی فلانٍ فلا یملك الدفع إلی غیرہ۔ (شامی ج۲ ص۱۱ کتاب الزکاۃ، نعمانیة)

مدرسہ کے مطبخ سے مدرسین وملازمین کے کھانے کا حکم

سوال: مدرسہ میں مقیم طلبہ کے لئے صدقات کی رقمیں اور غلے وگوشت وغیرہ آتے رہتے ہیں تو مدرسہ کے ملازمین ومدرسین وغیرہ جو خوراکی دیگر مدرسہ میں کھانے والے ہیں ان کے لئے مندرجہ بالا اشیاء کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتیون: کارکنان مدرسہ ریاض الاسلام
پوسٹ کھاری موضع اٹگام ضلع بلساڑ گجرات

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صدقہ واجبہ زکوٰۃ کا کھانا مدرسین وملازمین کے لئے جائز نہیں (۱) جبکہ تملیک ان ہی پریشانیوں سے حفاظت کے لئے ہے اس لئے منتظمین کو چاہئے کہ پہلے اس کی تملیک کرالیں (۲) (جیسا کہ مدارس میں مروج ہے) اگر چہ اصل یہ ہے کہ صدقہ واجبہ (خواہ رقم ہو یا کوئی اور چیز) کو غریب ونادار طلبا ہی پر صرف کیا جائے لیکن اس میں چونکہ بہت سی دشواریاں ہیں اس لئے تملیک والی صورت اختیار کی جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) إنما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم۔ (سورۃ التوبۃ: ۶۰)

ولا یصرف إلی غنی یملك قدر نصابٍ فارغ عن حاجته الأصلیة ولا إلی مملو که ولا إلی طفله. (الدر المختار مع الشامی ج۲ص۳۴۷)

(۲) والحیلة فی ذلك أن یتصدق السلطان بذلك علی الفقراء ثم الفقراء یدفعون ذلك إلی المتولی ثم المتولی یصرف ذلك إلی الرباط كذا فی الذخیرة. (الفتاوی الهندیة ج۶ص۳۹۲ کتاب الحیل، الفصل الثالث فی مسائل الزكاة رشیدیة)

قبرستان کے متصل جگہ میں مدرسہ قائم کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ ہمارے یہاں قبرستان مثلاً دو بیگھہ ہے اور قبرستان کے بالکل متصل تھوڑی سی جگہ ایسی ہے جو قبرستان کی نہیں لیکن بوجہ اتصال اس مذکورہ جگہ میں بھی مردے دفن ہیں اور مذکورہ بالا جگہ کسی کی بھی ملک نہیں ہے اب ہمیں خوف ہے اگر ہم اس پر قبضہ نہیں کرتے ہیں تو اس جگہ کو دوسرا شخص لے لے گا، (کسی طریقہ سے بھی) اور جوتائی بوائی کرے گا اور ہمارے دفن شدہ مردوں کی بے حرمتی ہوگی اور ہم اس کو خرید کر قبرستان میں داخل کرنا چاہتے ہیں لیکن سرکار اجازت نہیں دیتی، اس کا کہنا ہے ہے اگر قبضہ کرنا چاہتے ہو تو مدرسہ یا عیدگاہ بنالو دوسری اور کوئی صورت نہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ہم اس مجبوری کے تحت اس مذکورہ بالا جگہ میں عیدگاہ یا مدرسہ یا دونوں بنوا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں اس جگہ پر مدرسہ یا عیدگاہ بنانا شرعاً درست ہے، بشرطیکہ دفن موتیٰ کے لئے اس جگہ کی ضرورت نہ ہو اور قبریں پرانی ہوں مردوں کی ہڈیاں مٹی میں مل چکی ہوں ولو بلى الميت وصار ترابا جاز دفن غيره وزرعه والبناء عليه زيلعي ج ۱ ص ۲۴۶ (۱) البتہ عیدگاہ بنانے کی صورت میں اس کا خیال رہے کہ قبریں نمازیوں کے سامنے نہ ہوں بیچ میں دیوار حاصل کردی جائے، قال ابن القاسم لو ان مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنىٰ قوم فيها مسجد الم ار بذالك بأسًا الخ عينى (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) تبیین الحقائق ج۱ ص۲۴۶ قلیل باب الشهید امدادیة ملتان)

(۲) هل یجوز أن تبنی المساجد علی قبور المسلمین؟ قال ابن القاسم: لو أن مقبرة من مقابر المسلمین عفت فبئ قوم علیها مسجدًا لم أر بذلك بأسًا۔ وذلك لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمین لدفن موتهم لا یجوز لأحدٍ أن یملکها فإذا درست واستغنی عن الدفن فیها جاز صرفها إلی المسجد۔ (عمدة القاری ج۳ ص۴۳۵ کتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشرکی الجاهلیة ویتخذ مکانها مساجد۔ زکریا)

دورانِ تعلیم مدرس کا تبلیغ میں جانا کیسا ہے؟

سوال: دورانِ تعلیم مدرس اور ملازم اور منتظم کو جماعت میں ۱۰/ ۲۰/ ۴۰/ روز کے لئے جانا جبکہ تعلیم کا اور مدرسے کی ضروریات کا نقصان ہو ان لوگوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کا کام جو اس کے ذمہ ہے نہ پورا ہوتا ہو۔ بعضے مفتی کہتے ہیں کہ دورانِ تعلیم منتظم و ملازم کو جماعت میں وقت لگانا جبکہ تعلیم کا اور مدرسے کا نقصان ہو جائز نہیں ہے ایسے لوگوں کو چھٹیوں میں وقت لگانا کیسا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

تعلیم کے ساتھ تبلیغ کی افادیت ناقابل انکار حقیقت ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ تبلیغی جماعت کی حرکت نفع بخش اور صدقہ جاریہ ہے اس کو دین کا کام سمجھ کر ضرور شرکت کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں کہ اگر مدرسہ کا انتظام غیبت کی صورت میں قابل اطمینان ہو جائے اور چلے میں جانے کے لئے قرض کا اس طرح انتظام ہو جائے جس کی ادائیگی بسہولت ہو جائے تب بہت مناسب بلکہ ضروری ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ہرگز نہیں۔ حضرت شیخ وان کے خلفاء جلد ا ص ۳۷۷

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں وہاں کے تبلیغی جماعت سے خاص طور سے میل جول پیدا کرنا اور تبلیغی اجتماعات میں بہت اہتمام سے شریک ہونا ص ۳۷۶ حوالہ بالا

اگر کسی مدرسے کے اغراض ومقاصد واصول دوستور میں طالبین کو تعلیم دینے کے ساتھ بے طلبوں میں دین پہونچانا ہو تو اساتذہ ایام تعلیم میں بھی بے طلبوں میں دین پیدا کرنے کے لئے جاسکتے ہیں۔اس صورت میں طالبین کی تعلیم کا نظم بحال رکھنا منتظمین کے ذمہ ہوگا اور اگر نظم بحال نہ ہوتا ہو اور نہ بحال کرنے کی کوئی صورت ہو تو اس صورت میں چلے کو مقدم ومؤخر کیا جاسکتا ہے،اس لئے کہ تعلیم بھی تبلیغ کا ایک شعبہ ہے۔

حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی ؒ فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ کی تین قسمیں ہیں۔تبلیغ بالتدریس ۲۔ تبلیغ بالتحریر ۳۔تبلیغ بالتقریر اوران اقسام ثلاثہ میں اول کو بہرحال اولیت حاصل ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

بریلوی مسلک کے مدرسہ میں پڑھانے کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص تھوڑا اردو اور انگریزی تعلیم یافتہ ہے اور بریلوی کے مدرسہ میں ہندی اور اردو پڑھانے کی غرض سے جانا چاہتا ہے تو اس کو اس مدرسہ میں پڑھانا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًاومصليًا

فی نفسہ کوئی بھی مدرسہ بُرا نہیں (۱) سارے مدارس اچھے ہیں،اچھائی اور برائی عوارضِ خارجیہ سے پیدا ہوتی ہیں،بریلویوں کے مدارس کی قباحت ان کے عقائدِ فاسدہ کی ترویج ہے اگر کوئی آدمی اُن کے مدرسہ میں ان کے عقائد باطلہ کی ترویج کی نیت سے نہ جائے بلکہ دوسرا ارادہ ہو تو شرعاً کوئی حرج نہیں تاہم حمیتِ مسلک کے خلاف ضرور ہے،رزق کا وعدہ خدا نے کیا ہے کہیں بھی کام کرنے پر انشاء اللہ روزی جو مقدر ہوگی وہ مل کر رہے گی،(۲) لہٰذا کسی دوسری

جگہ کو ترجیح دینا اولیٰ ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الأمور بمقاصدها۔ (الأشباہ والنظائر ج۱ ص۱۰۲ دار الکتاب)

(۲) وما من دابۃٍ إلا علی اللہ رزقھا۔ (سورۃ.....رقم الآیۃ

زکوٰۃ کی رقم سے تنخواہ دینے کا حکم

سوال: براواں ایک دیہات ہے آس پاس کوئی مدرسہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک مدرسہ دینی کا قیام عمل میں آیا جس میں مقامی اور آس پاس کے مواضعات کے لڑکے پڑھتے ہیں تعلیم پرائمری درجات تک کے علاوہ ناظرہ، حافظہ اور ابتدائی دینیات پڑھائی جاتی ہے پانچ مدرسین میں ایک عالم اور حافظ بھی ہیں۔

مدرسہ کا خرچ صدقۂ فطر اور چرم قربانی نیز کچھ چندہ سے پورا ہوتا ہے جو تملیک کے ذریعہ صرف ہوتا ہے۔اس سال سے باہری طلبہ کے قیام وطعام اور تعلیم کا انتظام مدِنظر ہے کیا ایسی صورت میں اراکین مدرسہ زکوٰۃ کی رقم تملیک کر کے صرف کر سکتے ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

چرمِ قربانی زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کی رقم تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے اس کے مستحق فقراء ومساکین طلباء (۱) ہیں تملیک ایک حیلہ ہے اختیار حیلہ کی اجازت بر بنائے ضرورت ہے (۲) نیز اس مسئلہ سے پورطور پر اہل علم حضرات ہی واقف ہیں ہر کس وناکس کو اس کی اجازت نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) إنما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفى الرقاب والغارمين وفى سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم۔ (سورة التوبة:۶۰)

ولا يصرف إلى غنى يملك قدر النصاب الخ۔ (الدر المختار مع الشامى ج۲ ص۳۴۷ كتاب الزكاة)

الوكيل إنما يملك التصرف وقد أمره بالدفع إلى فلانٍ فليس به مخالفته۔ (منحة الخالق على البحر الرائق ج۲ ص۲۱۲ كتاب الزكاة۔ سعيد)

(۲) والحيلة فى ذلك أن يتصدق السلطان بذلك على الفقراء ثم الفقراء يدفعون ذلك إلى المتولى ثم المتولى يصرف ذلك إلى الرباط كذا فى الذخيرة۔ (الفتاوى الهندية ج۶ ص۳۹۲ كتاب الحيل الفصل الثالث فى مسائل الزكاة۔ رشيدية)

مدرسہ کے مدرس کے ایک حال کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید اور عمر دونوں درجہ پرائمری کے مدرس ہیں اور روزانہ بعد نماز عصر چوراہے پر گھڑی بنانے چلے جاتے ہیں جو تقریباً مدرسہ سے ایک کلو میٹر کی دوری پر ہے جس کی وجہ سے مغرب اور عشاء کی نماز مدرسہ کی مسجد میں نہیں ادا کرسکتے نماز وہیں باجماعت ادا کرلیتے ہیں آیا ان دونوں کے لئے مدرسہ کی مسجد کی جماعت کو چھوڑ کر وہاں پر نماز پڑھنا درست ہے کہ نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

جواب: اجیر کی دو قسمیں: (۱) اجیر بالوقت۔ (۲) اجیر بالعمل اجیر بالوقت کے لئے مقرر ومعہود اوقات میں حاضری ضروری ہے اور اجیر بالعمل کے لئے وقت عمل کے علاوہ باقی اوقات میں حاضری ضروری نہیں (۱) لیکن ہر مدرسہ کے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں جن کا

تعلق آپسی معاہدہ سے ہوتا ہے اور اسی معاہدہ کے تحت ان اصول وضوابط پر نظم کو برقرار رکھنے کے لئے عمل کیا اور کرایا جاتا ہے،(۲) باقی نماز تو ”جعلت لی الارض مسجدًا “(۳) کے تحت جہاں بھی ادا کریں گے ہو ہی جائے گی لہٰذا اگر کسی خاص مصلحت کے تحت منتظمین مسجدِ مدرسہ ہی میں تمام مدرسین کے لئے نماز ادا کرنا مناسب سمجھتے ہوں تو اس پر عمل کرنا انسب ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

الجواب صحیح
بندہ عبدالحلیم عفی عنہ

التعليق والتخريج

(۱) وإذا كانت الإجارة على عملٍ والأجر مشترك فإن الأجير يلتزم بالقيام بالعمل مع المحافظة على عينٍ .... وإن كان الأجير خاصًا كان الأصل المدة والعمل تبعًا۔ (الموسوعة الفقهية ج۱ ص۴۶)

وإذا تمت الإجارة وكانت على مدة ملك المستأجر المنافع المعقود عليها إلى تلك المدة۔ (المصدر السابق ج۱ ص۴۹

(۲) عن عوف المزنی عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ قال: الصلح جائز بين المسلمين إلا صلحًا حرم حلالًا أو أحل حرامًا والمسلمون إلا شرطًا حرم حلالًا أو أحل حرامًا۔ (سنن الترمذی ج۱ ص۲۸۱ بلال دیوبند

الوفاد بالشرط واجب۔ (القواعد الفقهية ص۱۳۸ دار الكتاب رقم القاعدة: ۳۹۲)

(۳) عن حذيفة رضی الله عنه قال: قال رسول اله ﷺ فضلنا على الناس بثلاثٍ جعلت صفوفنا كصفوف الملائكة وجعلت لنا الأرض كلها مسجدًا وجعلت تربتها لنا طهورًا إذا لم نجد الماء وذكر خصلة أخرى۔ (رواه مسلم فی صحيحه ج۲ ص۱۹۹ كتاب المساجد ومواضع الصلاة مكتبة فيصل)

واجبہ رقم مدرسین وملازمین کو دینے کا حکم

سوال: اگر کسی ادارہ کے مدرسین وملازمین کی تنخواہ زکوٰۃ وصدقات کی رقم سے دی جائے اوراس کی تملیک نہ کی گئی ہوآیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًاومصليًا

زکوٰۃاورصدقات واجبہ واجب التملیک ہیں (۱) اور جورقم واجب التملیک ہو بغیر تملیک کے اس کا دینا جائز نہیں، (۱) صورت مسئولہ میں بغیر تملیک کے زکوٰۃ کی رقم تنخواہ میں دینے والے گنہگار ہیں جن لوگوں نے زکوٰۃ کی رقم دی تھی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

اوّلاًاس سے احتراز کرنا چاہئے کہ زکوٰۃ کی رقم تنخواہ میں دی جائے اوراگر بدرجہ مجبوری دینی ہی پڑے تو تملیک لازم وضروری ہے۔(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) يشترط أن يكون الصرف تمليكًا لا إباحةً. (الدر المختار مع الشامي ج۲ ص۳٦ كتاب الزكاة)

وفعل النائب كفعل المنوب عنه. (البحر الرائق ج۵ ص۲۵۳ فصل فی أحكام المسجد، كتاب الوقف. سعيد

ووصف النائب إنّما يوجد في وصف المنوب عنه. (بنايه ج ۴ ص ۵۲۸ دار الفكر المعاصر)

الوكيل يملك التصرّف وقد أمره بالدفع إلى فلان فليس له مخالفته. منحة الخالق على البحر الرائق ج۲ص۲۱۲ كتاب الزكاة. سعيد)

هكذا في: شامي ج ۲ ص ۱۱ النعمانية.

(۲) وإن أريد الصرف إلى هذه الوجوه فإلى فقيرٍ ثم بأمر بالصرف إليها نيثاب

المزکی والفقیر۔ (مجمع الأنہر ج۱ ص۳۲۸ فقیہ الأمّت)

والحیلة فی ذلك أنّ یتصدق السلطان بذلك علی الفقیر ثم الفقراء یدفعون ذلك إلی المتولی ثم المتولی یصرف ذلك إلی الرباط كذا فی الذخیرة۔ (الفتاوی الهندیة ج۶ ص۳۹۲ کتاب الحیل، الفصل الثالث فی مسائل الزکاة۔ رشیدیة)

مدرسہ کے مطبخ سے غیر متعلق اشخاص کو کھانا کھلانے کا حکم

سوال: ایک صاحب کے ۴ رلڑکے ہیں جو ایک مدرسہ کے استاذ ہیں ان میں سے ایک لڑکا مدرسہ میں پڑھتا ہے اور مدرسہ کے مطبخ سے کھانا کھاتا ہے باقی ان کے ۳ رلڑکے اسکول میں پڑھتے ہیں اور مدرسہ کے مطبخ سے کھاتے ہیں اور نصف خوراکی جمع کرتے ہیں تو شرعاً مدرسہ کے مطبخ سے ان کا کھلانا درست ہے یا نہیں؟ اور صرف نصف خوراکی لینا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ارباب انتظام کی اجازت سے کھلانے میں کوئی مضائقہ نہیں (۱) تاہم دوسری جگہ بسہولت اگر انتظام ہو سکے تو بہتر ہے تاکہ دوسرے کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملے۔ (۲)

ارباب انتظام اس عمر کے بچوں سے اگر نصف خوراکی لیتے ہوں تو نصف خوراکی ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۳)

بہتر یہ ہے کہ آپس کے صلاح ومشورہ سے معاملہ طے کرلیا جائے۔ (۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) النائب مثل الأصل۔ (شامی ج۴ ص۴۲۰

المالك یتصرف فی ملکه أی تصرف شاء۔ (الفقه الاسلامي ج ۸ ص ۶۰۲۵ دار الفکر المعاصر)

(۲) وعلی الإمام أن یجعل لکل نوعٍ بیتًا رخصه ولحته فی الشامیة: فلا یخلط

بعضه بعضًا لأن لكل نوعٍ حكمًا يختص به۔ زيلعي۔ (شامی ج۴ ص۲۱۹ مطلب فحقيق منهم فى توجيه الوظائف للابن)

(۳) والكيل مستفيد التصرف من المؤكل۔ (شامی: ج۲ص۱۱ نعمانية)

(۴) عن عوف المزني عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ قال: الصلح جائز بين المسلمين إلا صلحًا حرم حلالًا أو أحل حرامًا والمسلمون على شروطهم إلا شرطًا حرم حلالًا أو أحل حرامًا۔ (سنن الترمذی ج۱ ص۲۸۱ مکتبۃ بلال دیوبند

بدنی خدمت کا حکم

سوال: علماء کرام کی خدمت کا عمومی مزاج ہندوستان میں ہے طلباء وعوام کی خدمت کو اپنے لئے فخر کی چیز سمجھتے ہیں لیکن جسمانی خدمت میں پاؤں کے ساتھ ران وسرین کے دبانے کا بھی عام رواج ہے اگرچہ کپڑے کے اوپر سے دبایا جاتا ہے اس میں کوئی مضائقہ تو نہیں؟ بعض جہلاء علماء کے اس انداز خدمت کو گری نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جملے کستے ہیں۔ اس سلسلہ میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

جائز ہے، کوئی مضائقہ نہیں، تاہم ترک اولیٰ ہے، خاص طور پر جہاں اس سے عوام میں بدعقیدگی کے پیدا ہونے کا شبہ ہو۔

وفی المجتبى اختلف فى غمز الرجل فخذ الرجل فوق الازار قيل يجوز إذا كان الازار كثيفا وبه أخذ الحلوانی والاحتياط تركه. (النہایۃ:۹/۲۶۶)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) النهاية ج۹ ص۲۶۶ قديم

ويكره في الحمام غمر أي تكبيس خادم فوق الإزار إذ يفعله للشهوة۔ وهذا أو لا ضرورة۔ وإلا فلا بأس والاختيار تركه، ولو الإزار كثيفًا ومس ما تحته كما يفعله الجهلة حرام۔ (شامي ج۶ ص۴۲۸ كتاب الحظر والإباحة)

بے ضرورت ایام غیر حاضری کی تنخواہ لینے کا حکم

سوال: امام صاحب امامت کرنے میں ناغہ کبھی کرتے ہیں اور یہ ناغہ پورے مہینہ میں دس بارہ دن تک ہو جاتا ہے لیکن تنخواہ امام صاحب پورے مہینہ کی وصول کرتے ہیں تو ناغہ کے دنوں کی تنخواہ لینا کیسا ہے؟ جبکہ امام صاحب خود عالم ہیں مسائل سے واقف ہیں اور شہر جون پور ہی کے رہنے والے ہیں انہیں چھٹی لیکر یا ناغہ کر کے گھر جانے یا بچوں کی خیریت معلوم کرنے یا ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

اگر شرائط ملازمت میں اس کی تصریح ہو کہ ہر ماہ میں اتنے ایام غیر حاضر رہا کروں گا یا یہ کہ جب جانے کا ارادہ ہو تو متولی سے اجازت لیکر جائیں تو ایام رخصت کی تنخواہ لے سکتے ہیں، غرضیکہ اس کا مدار آپسی معاہدہ پر ہے (۱) اور متولی مسجد کو اسباب میں اختیار حاصل ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) يا أيها الذين آمنوا أوفوا بالعقود۔ (سورة المائدة، رقم الآية:۱)

عن عوف المرغي عن أبيه عنه جده أن رسول الله ﷺ قال ...... والمسلمون على

شروطهم إلا شرطًا حرم حلالًا أو أحل حرامًا۔ (سنن الترمذي ج۱ص۲۸۱ بلال دیوبند)
عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ إن أحق الشروط أن يوفى به... الخ۔ (توضيح الأحكام من بلوغ المرام ج۵ص۳۲۴ بیروت رقم الحدیث ۸۵۹)
الوفاء بالشرط واجب۔ (القواعد الفقهية ۱۳۸ دار الكتاب رقم القاعدة: ۳۹۲)
وسائر التتصرفات لمن يتولى۔ (شامي ج۴ص۳۸۸۔ الموسوعة الفقهية ج۴ص۱۳۳)

دورانِ تعلیم مدرسین وملازمین کا جماعت میں نکلنے کا حکم

مکرمی ومحترمی جناب حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ضروری گذارش ہے کہ دو تین مسئلہ دریافت کرنا ہے امید کہ جواب دیں گے۔

سوال: دورانِ تعلیم، مدرس اور ملازم و منتظم کو جماعت میں ۱۰/ ۲۰/ ۴۰/ روز کے لئے جانا جب کہ تعلیم کا اور مدرسے کی ضروریات کا نقصان ہو ان لوگوں کے نہ ہونے کی وجہ سے یعنی ان کی کتابیں نہ پڑھائی جاتی ہوں۔ اور منتظم اور ملازم کے نہ رہنے کی وجہ سے اس کا کام جو اس کے ذمہ ہے نہ پورا ہوتا ہو۔ بعض مفتی کہتے ہیں کہ دورانِ تعلیم معلم و منتظم وملازم کو جماعت میں وقت لگانا جبکہ تعلیم کا اور مدرسے کا نقصان ہو جائز نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو چھٹیوں میں وقت لگانا چاہئے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

تعلیم کے ساتھ تبلیغ کی افادیت ناقابل انکار حقیقت ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ فرماتے ہیں تبلیغی جماعت کی حرکت نفع بخش اور صدقہ جاریہ ہے۔ اس کو دین کا کام سمجھ کر ضرور شرکت کرنا چاہئے ایک دوسرے مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں اگر مدرسہ کا انتظام غیبت کی صورت میں قابل اطمینان ہو جائے اور چلے میں جانے کے لئے قرض کا اس طرح انتظام ہو جائے جس کی ادائیگی بسہولت ہو جائے تب تو بہت مناسب بلکہ ضروری ہے اور

اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ہر گز نہیں۔ ’’حضرت شیخ اوران کے خلفاء‘‘ (۱/۳۷۷)

اور ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں وہاں کی تبلیغی جماعت سے بھی خاص طور سے میل جول پیدا کرنا اور تبلیغی اجتماعات میں بہت اہتمام سے شریک ہونا۔ ۳۷۶ حوالہ بالا

اگر کسی مدرسے کے اغراض ومقاصد واصول ودستور میں طالبین کو تعلیم دین کے ساتھ بے طلبوں میں دین پہنچانا ہو تو اساتذہ ایام تعلیم میں بھی بے طلبوں میں دین پہونچانے کے لئے جاسکتے ہیں اس صورت میں طالبین کی تعلیم کا نظم بحال رکھنا۔ منتظمین کے ذمہ ہوگا اور اگر نظم بحال نہ ہوتا ہو اور نہ بحال کرنے کی صورت ہو تو اس صورت میں چلے کو مقدم ومؤخر کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ تعلیم بھی تبلیغ کا ایک شعبہ ہے۔ حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ کی تین قسمیں ہیں: (۱) تبلیغ بالتدریس۔ (۲) تبلیغ بالتحریر۔ (۳) تبلیغ بالتقریر اور ان اقسام ثلاثہ میں اول کو بہرحال اولیت حاصل ہے۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) فینبغی ان یعطی لیوم البطالة المتعارفة بقرینة ما ذکرہ فی مقابلة من البناء علی العرف، فحیث کانت البطالة فی یوم الثلثاء والجمعة وفی رمضان والعیدین یحل الأخذ و کذا الوبطل فی یوم غیر معتاد لتحریر درس إلا إذا النص الواقف علی تقیید الدفع بالیوم الذی یدرس فیه کما قلیا۔ (شامی ج۴ ص۳۷۲ مطلب فی استحقاق القاضی المدرس الوظیفة فی... یوم البطالة)

ومنها البطالة فی المدارس کأیام الأعیاد ویوم عاشوراء وشهر رمضان وف درس الفقه لم أرها حریحة عی کلامهم۔ ولامسئألة علی وجهین فإن کانت مشروطة لم یسقط من المعلوم شیئ وإلا فینبغی أن یلحق ببطالة القاضی۔ (الأشباہ والنظائر، الفن الاول، القعدة السادسة العادة محکمة ج۱ ص ۲۷۳ دار الکتاب)

الوفاء بالشرط واجب۔ (القواعد الفقهية، رقم القاعدة: ۳۹۲ دار الکتاب

فی نفقات الظهيرية: الخلف فی الوعد حرام۔ (الأشباه والنظائر، الفن الثانی، الفوائد کتاب الحظر والإباحة ج۲ ص۴۶۴ زکریا

جماعت میں گذارے ایام کی تنخواہ مدرسے سے لینے کا حکم

سوال: دوسری بات یہ ہے کہ کوئی معلم وملازم منتظم جماعت میں جاتا ہے اور جتنے دن جماعت میں رہتا ہے اس کی تنخواہ لیتا ہے وہ کہتا ہے تبلیغ بھی تعلیم کا ایک اہم جزو ہے اور تنخواہ کے جواز پر فتاوی رحیمیہ جلد سوم سرخی ''مدرسے کی تعلیم اہم ہے یا تبلیغ'' (ص ۲۱۸، ۲۱۹) کے اخیر میں یہ عبارت ہے۔ لہٰذا تعلیمی کام کے ساتھ تبلیغی کام میں دل چسپی لیں اور مدرسین کو جاری وظیفے کے ساتھ تبلیغی کام کے لئے جانے کی اجازت دیں اور بعض مفتی کہتے ہیں تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔ اس کا جواب مفصل تحریر فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

مولانا عبدالحفیظ صاحب، اشاعت العلوم کوٹلہ، اعظم گڑھ

الجواب: حامداً ومصلیاً

اس طرح اگر کسی مدرسے کے اصول ودستور العمل اور تعاہد میں یہ داخل ہو کہ جو مدرس ایام تعلیم میں چلہ لگائے گا اس کو رخصت باتنخواہ دی جائے گی جیسا کہ خود ریاض العلوم گورینی میں بھی قانون ہے تو اس دستور سے استفادہ کا حق ہر استاذ کو ہوگا اور دستور کے مطابق اس کو چلے بھر کی رخصت کی تنخواہ بھی دی جائے گی (۱) اور چلے میں جانے والا استاذ حسبِ دستور تنخواہ لینے کا مجاز ہوگا، اب یہ معلوم نہیں کہ آپ کے مدرسے کا دستور کیا ہے؟

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

کمیشن پر چندہ کرانے کا حکم اور اس سے بچنے کی تدبیر

سوال: رمضان المبارک میں سفراء بسلسلہ فراہمی زکوٰۃ وغیرہ اِدھر اُدھر جاتے ہیں تو اس کے بارے میں مدرسہ والے الگ الگ ضابطہ بنائے رکھتے ہیں کہیں تو یہ ہوتا ہے کہ اس کی ڈبل تنخواہ دیجاتی ہے خرچہ کے علاوہ اور کہیں یہ ضابطہ ہوتا ہے کہ پندرہ فیصد اور کہیں پچیس ۲۵ فیصد دیا جاتا ہے۔ تو ایا ڈبل تنخواہ یا ۱۵ ر فیصد یا ۲۵ ر فیصد لینا جائز ہے کہ نہیں اور اس قسم کی رقم کو کونسی رقم کہیں گے اگر جائز ہے تو ٹھیک ورنہ کونسی صورت اختیار کی جائے کہ اساتذہ کرام خوشدلی کے ساتھ زیادہ رقومات اکٹھا کر کے مدرسہ کو ترقی دیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

پندرہ یا بیس یا کم وبیش رقم متعین کر کے سفراء سفارت کروانا یہی تو کمیشن ہے اور کمیشن پر چندہ کے لئے بھیجنا درست نہیں، (۱) ذمہ داران مدرسہ کو اس کا خیال رکھنا چاہئے اگر بلا کسی کمیشن کے کوئی چندہ کرنے کو تیار نہ ہو تو مدرسہ بند کر دیں، خدا غیب سے کوئی شکل پیدا فرمائے گا۔ بعض مدارس میں یہ بھی رائج ہے کہ بلا تعیین مدرسہ ایک خاص انداز کے تحت سفراء کو بطورِ انعام کے کچھ دیتے ہیں بظاہر اس شکل میں کوئی اشکال نہیں۔

ایک شکل یہ بھی ہے کہ سفراء کی تنخواہ مقرر کر دی جائے دو ہزار تین ہزار یا کم وبیش اور واپسی پر ان کو مقررہ اجرت دی جائے خواہ چندہ کم ہوا ہو یا زیادہ البتہ اجرت متعین کرتے وقت تناسب کا خیال رکھا جائے (۲) لیکن اس میں شک نہیں یہ سب اخلاص وللہیت کے منافی ہے اپنے اکابرین نے ہمیشہ للہ فی اللہ کام کیا ہے اسی لئے ان کے کام میں برکت ہوتی تھی (۳) اور آج تو لوگوں نے مدرسہ کو انڈسٹری بنالیا ہے بس اللہ ہی معاف فرمائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱)عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ نهى عن استجار الأجير حتى يبين له أجره. (مراسيل أبي أبوداؤد ص۱۰ باب جاء في القجارة)

ولا يصح حتى تكون المنافع معلومة والاجرة معلومة. الهداية: ج ۳ ص ۲۹۳ ماذن)

وشرطها كون الأجرة المنفعة معلومتين لأن جهالتهما تفضى إلى المنازعة. (الدر المختار مع الشامي ج٦ص٥

الإجارة تفسدها الشروط كما تفسد البيع لأنه بمنزلته. الهداية ج۳ص۳۰۱باب الإجارة الفاسدة)

(۲) عن عوف المزني عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ قال الصلح جائز بين المسلمين إلا صلحًا حرم حلالًا أو أحل حرامًا والمسلمون على شروطهم إلا شرطا حرم حلالًا أو احل حرامًا. (سنن الترمذي ج۱ ص۲۵۱ باب في الأحكام مكتبة بلال ديوبند)

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله ﷺ قال: البركة مع أكابركم. (الترغيب الترهيب ج۱ ص۶۴ بيروت

خارجی اوقات کی خدمت کو تعلیمی اوقات میں محسوب کرنے کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص مدرسہ میں تعلیم کے پورے اوقات نہ دے سکے اور اپنی تنخواہ کو جو مدرسہ سے ملے قلیل خیال کرے اور خارج وقت میں مدرسہ کے فلاح و بہبود کے لئے کبھی مدرسہ کے دیگر کام انجام دے جیسے چندہ وصولی وغیرہ تو یہ درست ہے یا نہیں واضح طور پر تحریر کریں گے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

مدرسہ نے تعلیم کے جو اوقات مقرر کئے ہیں ان اوقات کی پابندی بہر حال ضروری ہے (۱)

مدرسہ مدرسین کو جو تنخواہ دیتا ہے وہ تعلیم ہی کا دیتا ہے مدرسہ کے فلاح و بہبود کے سلسلہ میں کاوش کرنا محمود مطلوب اور مشکور رہے اور استاد کو اس کی فکر بھی رکھنی چاہئے لیکن اپنے تئیں اس خدمت کو انجام دیگر تعلیمی اوقات میں اس کو محسوب کرنا یہ درست نہیں الّا یہ کہ ناظم مدرسہ خود ہی تعلیم کے اوقات میں تعلیم کا کام نہ کرا کر چندے کا کام کرائے یا کوئی دوسرا کام کرائے تو اوقات تعلیم کی تنخواہ کا لینا بغیر تعلیم دیئے بھی جائز ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الوفاء بالشرط واجب۔ (القواعد الفقهية ص ۱۳۸ رقم القاعدة ۳۹۲ دار الكتاب)

في نفقات الظهيرية: الخلف في الوعد حرام۔ (الأشباه والنظائر ج۲ ص۴۶۴ الفن الثاني، القوائد كتاب الحظر والإباحة۔ زكريا)

الأجير الخاص هو من يعمل لمعين عملًا مؤقتًا ويكون عقده لمدةٍ ويستحق الأجر مسلم نفسه في المدة۔ (الموسوعة الفقهية ج۱ ص۲۸۸ الإجارة)

مکتب یا مدرسہ کے لئے غیر مسلم سے چندہ لینے کا حکم

سوال: اگر کوئی غیر مسلم مکتب یا مدرسہ بنانے کے لئے از خود چندہ دے یا کہنے کے بعد وہ غیر مسلم بخوشی چندہ پیش کرے تو مدرسہ یا مکتب کے لئے اس سے یہ چندہ لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

غیر مسلم کے چندے کو مکتب یا مدرسہ میں لگا سکتے ہیں (۱) لیکن مدرسہ یا مکتب کے لئے ان سے چندہ لینا غیرت اسلامی اور طرز اسلاف کے خلاف ہے۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) واعلم أن وصايا الذمى ثلاثة أقسام۔ الأول جائز بالاتفاق وهو ما إذا أوصى بما هو قربة عندنا وعندهم كما إذا أوصى بأن يسرج فى بيت المقدس أوبأن تغزى الترك وهو من الروم سواء كان لقوم معنيين أولا۔ والثانى باطل بالاتفاق وهو ما إذا أوصى بما هو قربة عندنا وعندهم كما إذا أوصى للمعنيات والنائحات أو بما هو قربة عندنا فقط كبناء المساجد للمسلمين إلا أن يكون لقوم بأعيانهم فيصح تمليكًا۔ والثالث مختلف فيه ..... وهو ما إذا أوحى بما هو قربة عنده فقط كبناء الكنيسة لغير معنيين فيجوز عنده لا عندهما وإن لمعنيين جاز إجماعًا۔ حاصله أن وصيته لمعينين تحوز فى الكل على أنه بمليك لهم۔ (شامى ج٦ ص٦٩٦ فصل فى وصايا الذمى وغيره)

(۲) عن عائذ بن عمرو المرنى عن النبى ﷺ قال: الاإسلام يعلو ولا يعلى۔ سنن الدار قطنى ج٣ ص١٧٢ باب المهر، رقم الحديث: ٣٥٧٨ دار الإيمان)

(امداد الفتاوی ج ۲ ص ۶۶۸ قدیم)

سفیر سے چوری ہو جانے والی واجبہ رقم کا حکم

سوال: ہمارے مدرسہ کے سفیر منشی عبد القدوس صاحب بہت ہی نیک وصالح اور دیانتدار آدمی ہیں ہمارے مدرسہ میں تقریباً تیس سال سے کام کررہے ہیں اس دوران ان کی کسی قسم کی شکایت سننے میں نہیں آئی ہے۔ ہمارے مدرسہ میں قربانی کا انتظام کیا جاتا ہے منشی جی موصوف کو میں بمبئی بھیجتا ہوں اور وہاں سے موصوف قربانی کی رقم اور نام لیکر آتے ہیں اور یہاں قربانی کا اہتمام آسانی سے کرلیا جاتا ہے۔ منشی جی موصوف اس سال بمبئی گئے اور وصولی کے درمیان قربانی کا روپیہ بعد نماز عشاء ملا اور جہاں وہ رقمیں جمع کرتے تھے اس وقت چونکہ وہ دکان بند ہو چکی تھی اس لئے جہاں ان کا قیام تھا وہیں اپنے بستر میں تقریباً اٹھارہ ہزار

روپئے رکھ کر سو گئے، صبح سخت استنجے کی حاجت ہوئی اور جب وہ نماز کے لئے مسجد گئے تو اسی دوران کوئی شخص وہ سارا روپیہ اور بستر مع ان کے سامان وغیرہ کے اٹھالے گیا، حضرت والا سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا صورت میں مجھے اب کیا کرنا چاہئے؟

نوٹ: اور یہ بات یقینی درجہ میں ہے کہ ان کا روپیہ مع بستر وسامان وغیرہ کے چوری ہوگیا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

منشی عبد القدوس صاحب کے پاس قربانی کی رقم بطورِ امانت کے تھی منشی جی اس کے امین تھے اور امین سے اگر امانت بغیر تعدی کے ضائع ہوجائے تو اس کا ضمان واجب نہیں ہوا کرتا (۱) اور صورت مسئولہ میں رقم بغیر تعدی کے ضائع ہوگئی ہے اس لئے اس کا ضمان نہ منشی جی پر ہے نہ مدرسہ پر البتہ آپ کے ذمہ لازم ہے کہ جن حضرات نے وہ رقم دی تھی ان کو صورت حال کی اطلاع دیدیں تاکہ وہ حضرات اپنی قربانی کا انتظام کرلیں یعنی اوسط قسم کی بکری یا قیمت صدقہ کردیں اس لئے کہ ان پر قربانی کا وجوب باقی ہے۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ لا ضمان على مؤتمنٍ۔ (سنن الدار قطني ج۳ص۳۶ كتاب البيوع، دار الإيمان، رقم الحديث ۲۹۳۸)

وإن سرقت الوديعة عند المودع ولم يسرق معها مال آخر للمودع لم يضمن عندنا كذا في الكافي۔ (الفتاوى الهندية ج۴ص۳۴۶ رشيدية)

(۲) امداد الفتاوی ج۲ص۴۰ قديم كتاب الزكوة)

طلبا کی دعوت میں اساتذہ کی شرکت کا حکم

سوال: ہمارے مدرسہ میں مدرس کی تعداد چار اور یتیم و نادار طلبہ کی تعداد پچپن (۵۵) ہے۔ مدرسین و طلبہ کے کھانے کا نظم مدرسہ سے ہے جو طلبہ کے طعام کا انتظام ہے وہی مدرسین کا بھی ہے، مدرسین فی کس ڈیڑھ سو روپے ماہانہ خوراکی ادا کرتے ہیں ان طلبہ کی بعض اہلِ خیر حضرات دعوتیں بھی کرتے رہتے ہیں جن میں مختلف انواع کی دعوتیں ہوتی ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) دعوت ایصالِ ثواب۔ (۲) دعوت نذور۔ (۳) دعوتِ شفاء مریض۔ (۴) دعوت تحفظ حافظہ۔ (۵) دعوت تکمیل کام۔ (۶) اور بعض حضرات یوں کہہ دیتے ہیں کہ بچوں کو کھلا دیں، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان دعوتوں میں سے مدرسین شریک ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر بعض میں شریک ہوسکتے ہیں اور بعض میں نہیں تو اس کی تفصیل لکھیں اور وجہ فرق بھی تحریر کریں اور یہ بات خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ دعوتیں بچوں ہی کے لئے ہوتی ہیں اسی بنا پر ہم لوگ اجتناب کرتے آئے ہیں اور احتیاطی پہلو بھی مرقوم فرمائیں۔ امید ہے کہ جواب سے مشکور فرمائیں گے اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

تقویٰ کے اعتبار سے اعلیٰ بات یہی ہے کہ اساتذہ، ایسی دعوتوں میں شرکت نہ کریں (۱) اس لئے کہ داعی نے یہ کہا ہے کہ بچوں کو کھلا دیں (۲) اور اگر شریک ہوں تو اس وقت کے کھانے کی قیمت لینا منتظمین کے لئے درست نہیں اس لئے کہ داعی نے بیع وشراء کی اجازت نہیں دی ہے۔ (۳)

دعوت نمبر (۱): اگر قرآن خوانی کے بعد یہ دعوت کھلائی جائے تب تو طلباء کو بھی پرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ تلاوت قرآن کی اجرت ہے اور یہ جائز نہیں (۴) لہٰذا اگر بغیر قرآن خوانی کے دعوت کی گئی تو دیکھا جائے کہ ترکہ کے مال سے تو نہیں اگر ترکہ کے مال سے ہو تب بھی

طلباء کو نہ کھلایا جائے۔(۵) لہٰذا اگر ترکہ کا مال ہو اور سب بالغ ہوں یا بالغین میں سے کوئی ایک اپنی آمدنی میں سے دعوت کر رہا ہو تو اس کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (۶) لیکن اگر اساتذہ شریک نہ ہوں تو بہتر ہے۔

دعوت نمبر (۲): نذور، اس کے مستحق صرف طلباء ہیں اور وہ اساتذہ بھی شریک ہو سکتے ہیں جو غریب ہیں، دعوت نمبر ۳، ۴ و ۵ اگر نذر پر مشتمل ہے اس طور پر کہ اللہ نے اگر مرض سے شفا دیدی تو میں پچاس غریبوں کو کھانا کھلاؤں گا یا یہ کہے کہ اگر میں فلاں حادثہ سے بچ گیا یا یہ کہا ہو کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں پچاس یتیموں کی دعوت کروں گا پھر جب کام ہو جائے تو دعوت کرے تو اس کا حکم وہی ہے جو جواب نمبر ا میں گزر چکا ہے (۷) اور اگر نذر پر مشتمل نہ ہو بلکہ مریض کی صحت یابی پر بطورِ شکرانہ کے اور حادثہ سے حفاظت اور کام کی تکمیل کی خوشی میں دعوت کی گئی ہو تو اس کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (۸) اس کو امیر غریب سب کھا سکتے ہیں احسن صورت یہ ہے کہ جب داعی آئے اور اس کی دعوت ایسی ہو جس میں امیر و غریب سب شریک ہو سکتے ہوں جس کی تفصیل ابھی گزر چکی تو ذمہ دار داعی سے کہہ دے کہ ان بچوں کے ساتھ ہمارے چار اساتذہ بھی ہیں وہ بھی شریک رہیں گے ورنہ صرف ان چار کا الگ سے انتظام کرنے میں دقت ہوگی اب اگر داعی اس کو خوشی سے قبول کرے تو تقویٰ کے اعتبار سے بھی شرکت میں کوئی قباحت نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) عن النعمان بن بشیر قال: قال رسول الله ﷺ. الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات ممن أتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه۔ (مشكاة المصابيح ج۱ ص۲۴۱ كتاب البيوع)

(۲) لو أمر إنسانًا بالدفع عنه جاز۔ (البحر الرائق ج۲ ص۲۱۲ سعيد)

(۳) مستفاد من: الوكيل مستفيد التصرف من المؤكل وقد أمر بالدفع إلى فلانٍ فلا يملك الدفع إلى غيره۔ (شامی ج۲ ص۱۱ نعمانية)

(۴) ويمنع القاری للدنيا والآخذ والمعطی آثمان، فالحاصل أن ما شاع فی زماننا من قرائة الأجزاء بالأجرة لا يجوز لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآخر والقراءة لأجل المال۔ فإذا لم يكن للقاری ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستاجر ولو لا الأجرة ما قرء أحد فی هذا الزمان بل بعلوا القرآن العظيم مكسبًا ووسيلة إلى جمع الدنيا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ (شامی ج۶ ص۵۶ كتاب الإجارة، مطلب الاستنجار فی الطاعة)۔

(۵) وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها لأنهم لا يريدون بها وبه الله تعالى۔۔۔۔۔ لا سيمًا إذا كان فی الورثة صغار أو غائب۔ (شامی ج۲ ص۲۴۱ مطلب فی كراهة الضيافة من أصل الميت)۔

(۶) والمالك حرّ التصرف فی ملكه ما لم يكن فيه ضرر لغيره بيقين۔ (الفقه الإسلامی وأدلته ج۶ ص۴۵۵۹ دار الفكر المعاصر)

(۷) مصرف الزكاة وهو مصرف أيضًا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات۔ الواجبه كما فی القهستانی۔ (شامی ج۲ ص۳۳۹ باب المصرف)

(۸) ما كان على وجه التبرع يستوی فيه الغنی والفقير۔ (القواعد الفقهية ص۱۱۶ رقم القاعدة: ۲۹۷ دار الكتاب

دینی مدرسہ کی عمارت میں انگریزی تعلیم کا حکم

سوال: ہمارے یہاں مسجد کے ساتھ ایک دینی مدرسہ ہے اور باقاعدہ مدرسہ کی عمارت ہے جس کو بنانے والوں نے فقط دینی ہی تعلیم مثلاً قرآن پاک کی تعلیم اور دینی مسئلہ مسائل کی کتابوں کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بنائی ہے، لیکن محلے کے متولیان اس عمارت

کا مصرف دن میں تو وہی قرآن پاک اور دینی مسئلہ مسائل کی تعلیم کے لئے رکھ ہے۔ اور رات میں مغرب بعد محلے کی ایک کمیٹی کو انگریزی تعلیم کے لئے دیدیا ہے کمیٹی سینکڑوں بچوں کو باقاعدہ جماعت کی شکل میں تعلیم دیتی ہے۔ ماسٹر اکثر غیر مسلم ہیں، نیز اسکولی تعلیم میں مشرکانہ اور ملحدانہ تعلیم ہوتی ہے جو علماء دین پر اظہر من الشمس ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ گاہ بگاہ اسکول کے بچے نماز کے وقت میں بھی حاضر رہتے ہیں۔ اور شور وغل کرتے ہیں جس سے بسا اوقات مسجد میں نمازیوں کی نماز میں خلل اندازی بھی ہوتی ہے، تو کیا اس طرح متولیان مدرسہ، مدرسہ کی عمارت کو انگریزی تعلیم کمیٹی کے تحت دے سکتے ہیں؟ اور کیا اس میں مدرسہ کی بے ادبی اور بے حرمتی نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

اب تو اس دور میں تقریباً سارے ہی مدرسوں میں کم وبیش انگریزی کی تعلیم دی جارہی ہے اور مستقل انگریزی کی تعلیم کے لئے درسگاہ بھی دی جارہی ہے اس لئے اگر ارباب حل وعقد نے ضرورۃً مدرسہ کی عمارت میں انگریزی کی تعلیم شروع کردی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ ارباب حل وعقد کو چاہئے کہ ایک دینی درسگاہ کی جو عظمت اور وقار ہے وہ برقرار رکھیں کسی غیر سنجیدہ پروگرام کی اجازت نہ دیں۔ نیز معلمین کو چاہئے کہ نماز کے اوقات میں بچوں کو چھٹی دیدیا کریں۔ یا پھر بچوں پر کنٹرول رکھیں کہ وہ نمازیوں کی نماز میں مخل نہ ہوں۔ اور اگر معلمین اس اہتمام سے قاصر ہوں تو ارباب حل وعقد کو چاہئے کہ وہ دخیل ہوں اور نماز کے اوقات میں ماحول کو پرسکون بنانے کی شکلوں کو اختیار کریں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ومنها: المدارس الموقوفة على درس الحديث ولا يعلم مراد الواقف فيها هل يدرس فيها علم الحديث الذي هو معرفة المصطلح كمختصر ابن الصلاح. أو

یقرأ متن الحدیث کالبخاری ومسلمٍ ونحوھا ویتکلم علی ما فی الحدیث من فصة اوعربیة أولغة أومشکلٍ أواختلافٍ کما ھو عرف الناس الآن۔

قال الجلال السیوطی: وھو شرط المدرسة الالشیخونیة کما رأیت فی شرط واقفھا قال: وقد سأل شیخ الإسلام أبو الفضل ابن الحجر شیخه أبا الفضل العراقی عن ذلك فأباب بأن الظاھر اتباع شروط الواقفین فإنھم یختلفون فی الشروط و کذلك اصطلاح کل بلدٍ۔ (الأشباہ والنظائر ج۱ص۲۷۴ دار الکتاب)

ملازمت سے مستعفی ہونے پر ایک ماہ یا بعد کی تنخواہ کا حکم

سوال: خالد ایک مدرسہ میں مدرس تھا اور اس مدرسہ کا قانون وضابطہ یہ تھا کہ جب بھی آپ مدرسہ سے جانا چاہیں تو ایک ماہ قبل جانے کی اطلاع دینی ضروری ہوگی اور اگر بغیر اطلاع کے فوراً استعفیٰ دیدیں گے تو ایک ماہ کی تنخواہ کاٹ لی جائے گی۔ اور اگر مدرسہ سے نوٹس ملے گی تو ایک ماہ بعد کی تنخواہ مدرسہ دے گا۔ اب خالد نے کسی مجبوری کے پیشِ نظر مدرسہ سے الگ ہونے کے لئے ایک ماہ قبل استعفیٰ دیا جس کا مضمون یہ تھا:

’’آج بتاریخ ۱۵/ربیع الاول ۱۴۰۷ھ تا ۱۵/ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ میں مدرسہ میں تعلیم وتعلم کا کام کروں گا، اسکے بعد میں مدرسہ سے برطرف ہوجاؤں گا تو اب مدرسہ کے ذمہ داران حضرات نے ۱۵/ربیع الاول ہی کو خالد کا استعفیٰ منظور کرلیا۔

بایں صورت حال مدرسہ والوں کو ایک ماہ بعد کی تنخواہ خالد کو دینا لازم وضروری ہوگا یا نہیں؟ چونکہ وہ اپنی مدرسی سے ایک ماہ بعد مدرسہ کے ضابطہ کے تحت مستعفی ہونا چاہتا ہے۔ اب مدرسہ والے اسی دن جس دن کہ اس نے استعفیٰ دیا ہے قبول کرلے رہے ہیں جبکہ خالد کہہ بھی رہا ہے کہ میں استعفیٰ دینے کے بعد قانون کے پیشِ نظر ایک ماہ تعلیمی کام انجام دوں گا۔ بہر حال مدرسہ والوں کو ایک ماہ کی تنخواہ دینی پڑے گی یا نہیں؟ مفصل ومدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مدرسہ والوں کو اپنے معاہد (ضابطہ) کے تحت ایک ماہ کی تنخواہ دینی چاہئے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) المسلمون عند شروطھم۔ (الدر المختار مع الشامی ج۴ ص۱٦٦)۔ کراچی۔

الوفاء بالشرط واجب۔ (القواعد الفقھیة ص۱۳۸ رقم قاعدة ۳۹۲ دار الکتاب)

وفی نفقات الظھیریة: الخلاف فی الوعد حرام۔ (الأشباہ والنظائر الفن الثانی الفوائد۔ زکریا)۔ کتاب الحظر والإباحة ج:۲۔ ص:۴٦۴۔ زکریا۔

قرآن کریم کے شروع کرانے یا ختم پر نذرانہ کا حکم

سوال: قرآن پاک یا دوسری کتاب کی شروع کرائی یا ختم کرائی اگر کوئی شخص خود اپنی خوشی سے دیدے تو اس کا لینا کیسا ہے؟ جمعہ کا خطبہ کس جگہ سے دیا جائے؟

جمعہ میں تیسری صف کے قریب امام خطبہ دیکر نماز پڑھ سکتا ہے؟ جواب تسلی بخش دیں گے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

قرآن پاک یا کسی کتاب کی ختم کرائی یا شروع کرائی رسومات میں سے ایک رسم ہے اس سے احتیاط ضروری ہے۔

مسنون، معمول بہ ومعتاد یہی ہے کہ خطبہ ممبر پر سے دے اور خطبہ اسماع حاضرین کے لئے ہے، اس لئے یہ مقصد جہاں سے پورا ہو وہاں سے خطبہ دیتے ہیں اصل مسئلہ کی رو سے گنجائش ضرور ہے لیکن تعامل سلف وخلف کے خلاف ہے اس لئے پرہیز کرنا چاہئے تاکہ عوام مبتلاء فتنہ نہ ہوں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

مدارس کے ایک قانون کا حکم

سوال: مدرسہ میں خوراکی فیس مثلاً فی کس پچاس روپیہ ہے تو طلباء کے ورثا سے کہہ دینا کہ مدرسہ میں چھٹی یا لڑکوں کا ناغہ وضع نہ ہوگا بلکہ پچاس روپئے لگیں گے چاہے لڑکا پورے ماہ حاضری دے یا ناغہ کرے اس کو مدرسہ کا اصول قرار دینے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ایسا قانون بنانا صحیح نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

ناظم مدرسہ کا مدرسہ کی چیز باقیمت لینے کا حکم

سوال: مدرسہ کا ناظم مدرسہ کی کوئی چیز بلا ضرورت سمجھ کر خود لیکر اس کا پیسہ مدرسہ میں دیدے تو یہ کیسا ہے؟ اور کن کن معاملہ میں شخص واحد معاملہ نہیں کرسکتا دو کا ہونا ضروری ہے اور ایک ہونے میں کیا قباحت ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ایسا کرنا صحیح نہیں، تقویٰ اور فتویٰ دونوں کے خلاف ہے، الا یہ کہ اس کے مالک سے ناظم اسکو خرید لے اسکے بعد مالک اسی پیسے کو مدرسہ میں داخل کردے اس میں کوئی حرج نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

کمیشن پر چندہ کا حکم

سوال: سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو مسجد کے چندہ کے لئے بھیجا جائے اس کو کمیشن دیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

کمیشن پر چندہ کرنا جائز نہیں، (١) لہٰذا جس کو چندہ کے لئے بھیجنا ہو اس کی تنخواہ جو مناسب ہو مقرر کردیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(١) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ نهى عن استحباد الإجيو حتى يبين له أجره. (سنن أبي داؤد ص١٠ باب ما جاء في التجارة)

ولا يصح حتى يكون المنافع معلومةً والأجرة معلومةً (الهداية: ج ٣ ص ٢٩٣ ماذن)

وشرطها كون الأجره والمنفعة معلومتين لأن جهالتهما تفضي إلى المنازعة. (الدر المختار مع الشامي ج٦ ص٥). كراچی۔

الإجاحة تفسدها الشروط كما تفسد البيع لأنه بمنزلته. (الهداية ج٣ ص٣٠١ باب الإجارة الفاسدة)

علماء حقہ کو برا بھلا کہنے کا حکم

سوال: زمانہ جاہلیت پر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ جب سے یہ مولوی پیدا ہوئے تب سے دین میں تباہی آئی ہے نیز اپنی فرسودہ عقل سے مسئلہ اخذ کرتے ہیں اور دین محمدی جس پر کہ علماء چل رہے ہیں اور جمے ہیں اسی کو ٹھکرا دیتے ہیں شریعت میں ایسوں کے بارے

میں کیا حکم ہے؟ اور ان کو کیا کہا جائے؟ نیز ان بدّوں کے سلسلہ میں کچھ وعید بھی ہے؟ اس سوال کا جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

جولوگ علماء حقہ کو بلا وجہ شرعی برا بھلا کہتے ہیں وہ اپنی آخرت خراب کرتے ہیں ان کو اس فعل قبیح سے فوراً احتراز کرنا چاہئے لیکن یہ بھی دانائی سے خارج ہے کہ ایسے لوگوں سے سمجھ دار لوگ الجھ کر اوقات واعمال کو ضائع کریں۔(۱)

ہاں البتہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحسن ہے کہ ایسے لوگوں کو نرمی سے سمجھادیا جائے اگر مان لیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے صرف نظر کرلیا جائے بسا اوقات نصیحت کی تلخی بہت سی تلخیاں پیدا کردیتی ہیں اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ۔ قال الله تعالى من عادى لي وليًا فقد آذنته بالحرب۔ (الصحيح للبخاري ج۲ ص۹۶۳ كتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه في طاعة الله۔ ياسر نديم)

وعلماء السلف من السابقين ومن بعدهم من التابعين أهل الخير والأثر وأهل الفقه والنظر ولا يذكرون إلا بالجميل ومن ذكرهم بسوء فهو على غير السبيل۔ (العقيدة الطحاوية ص۳۹)

ونعم ما قيل من طعن في علماء الأمة فلا يلومن إلا أمه۔ (سكب الأنهر ج۳ ص۲۷۸ فقيه الأمت)

ولا تقبل شهادة من يظهر سب السلف كالصحبة والتابعين ومنهم أبو حنيفة۔ وكذا العلماء لظهور فسقه۔ (فتح القدير ج۶ ص۴۸۶ دار إحياء التراث العربي)

يخاف عليه الكفر من شتم عالمًا أو فقيهًا من غير سببٍ۔ (الفتاوى الهندیہ ج۲ص۲۷۰ رشیدیة)

ولأنهم خواص المؤمنين۔ من أعمل لسانه بالثلب ابتلاه الله قبل موته بموت القلب كما ذكره ابن عساكر في تبيين كذب المفترى۔ التعليق على العقيدة الطحاوية ص۳۰)

قال الإمام أحمد رحمه الله لحوم العلماء مسامة من شمها مرض۔ ومن أكلها مات۔ (المعيد في أدب المفيد والمستفيد لعبد الباسط بن موسى العلموی ص ۷۱)

قال الصدر الشهيد في فتاوى بديع الدين: من استخف بالعالم يكفر و نطلق امرأته۔ (درة الناصين في الوعظ والإرشاد ص۲۲)

عن عبادة بن الصامت قال: ليس منّا من لم يجل كبيرنا ويرحم صغيرنا ويعرف لعالمنا حقه۔ (كنز العمال ج۳ص۱۶۵ رقم الحديث: ۵۹۸۰

(۲) فقولا له قولًا لينًا لعله يتذكر أو يخشى۔ (سورة طه، رقم الآية: ۴۴)



کتاب الحظر والاباحة

گوشت کے ڈبہ پر المذبوح بطریقۃ الاسلامیہ لکھا رہتا ہے اس کا اعتبار کیا جائے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید ابوظہبی میں بسلسلہ ملازمت مقیم ہے وہاں گوشت پر غیر اسلامی مما لک سے ذبح شدہ آتا ہے جس پر تحریر ہوتا ہے المذبوح بطریقۃ الاسلامیہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ غیر اسلامی طریقہ سے ذبح ہو کر آتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہوتا ہے اس لئے جائز نہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید گوشت کو کھائے یا احتیاط کرے۔

زید کی کمپنی آبادی سے دور صحراء میں ہے اس لئے خود کوئی چیز خرید کر انتظام نہیں کرسکتا۔ جملہ ملازمین کے لئے کمپنی طعام کا انتظام کرتی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ضابطۂ فقہیہ مشہور ہے **الیقین لا یزول بالشك** (۱) کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا لہٰذا جب قرائن کے ذریعہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ گوشت حلال ہے اور اسلامی طریقہ سے اسے ذبح کیا جاتا ہے تو اسے محض کسی کی بلاتحقیق خبر کی بنیاد پر حرام قرار نہیں دیا جاسکتا ہے الا یہ کہ قرائن قویہ وتحقیقی خبر کے ذریعے اس کا غیر اسلامی طریقہ سے ذبح کرنا ثابت ہو جائے ڈبہ پر جب المذبوح بطریقۃ الاسلامیہ لکھا ہوتا ہے پھر اس کے مذبوح شرعی ہونے میں کیا کلام ہے البتہ اگر احتیاط کریں اور استعمال نہ کریں تو یہ آپ کا تقویٰ ہوگا اور اولیٰ یہی (۲) ہے ورنہ از روئے فتویٰ وہ حلال ہے استعمال جائز ہے جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ غیر اسلامی طریقہ سے ذبح ہوتا ہے ان کا یہ قول محتاج دلیل شرعی ہے اگر دلیل شرعی سے ان کا یہ قول محقق ہو جائے تو پھر ان

سے یہ سوال کیا جائے کہ ذبح کے غیر اسلامی طریقے بہت سے ہیں وہ ان کی تعیین کریں کہ کون سا طریقہ استعمال ہوتا ہے تب اس کے مطابق حکم شرعی بتلایا جاسکے گا اسی طرح دوسرے بعض حضرات کا یہ فرمانا کہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہوتا ہے یہ بھی تنقیح طلب ہے چونکہ اہل کتاب بھی اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں جس کے حلال ہونے میں کوئی شبہہ نہیں الا یہ کہ دلیل شرعی سے ثابت ہو جائے کہ وہ غیر اللہ کا نام لیتے ہیں مثلاً عزیز بن اللہ مسیح بن اللہ اس صورت میں احتراز ضروری ہوگا مگر اس کی تحقیق و تفتیش کے پیچھے پڑنا ضروری نہیں ہے البتہ اگر احتیاط کرنا چاہیں تو یہ تقویٰ کی بات ہوگی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الیقین لایزول بالشك۔ (الاشباہ والنظائر ج۱،ص۱۸۳ دار الکتاب)
لا عبرۃ بالتوھم۔ (قواعد الفقہ ص۱۰۷ نمبر ۲۵۴ دار الکتاب)
(۲) قال حسّان بن سنان ما رأيت شيأً أهون من الورع دع ما يريبك إلى ما يريبك۔ (بخاری شریف ج۱ ص۲۷۵ کتاب البیوع باب المشبهات۔ یاسر ندیم دیوبند)
من أرسل أجيراً له مجوساً أو خلاماً، فاشترى لحماً فقال اشتريته من يهودى، أو نصرانى أو مسلم وسعه أكله، لأنّ قول الكافر مقبول فى المعاملات لانّه خبر صحيح لصدوره عن عقل و دين يعتقد فيه حرمة الكذب و لحاجة ماسّة الى قبوله لكثرة وقوع المعاملات۔ (هدايه: ج۴ ص۴۵۳) مکتبہ تھانوی دیوبند۔
و كذا فى التاتارخانية ج۱۸ ص۱۸) زکریا جدید

لا تقتلوا اولادکم سے برتھ کنٹرول کے عدم جواز پر استدلال

سوال: آیۃ کریمہ لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق سے برتھ کنٹرول یا ضبط تولید کے ناجائز ہونے پر استدلال کرنا از روئے اصول فقہ کیا حیثیت رکھتا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ضبط تولید (نسبندی) کی حرمت پر آیۃ مذکورہ فی السوال سے استدلال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ مفتی اعظم ہند و پاک نے تصریح کی ہے قرآن کریم کے اس ارشاد سے اس معاملہ پر بھی روشنی پڑتی ہے جس میں آج کی دنیا گرفتار ہے کہ کثرت آبادی کے خوف سے ضبط تولید اور نسبندی کو رواج دے رہی ہے اس کی بنیاد بھی اسی جاہلانہ فلسفہ پر ہے کہ رزق کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھ لیا گیا ہے۔

اس کا قتل اولاد کے برابر گناہ نہ سہی مگر اس کے مذموم ہونے میں کوئی شبہ نہیں معارف القرآن ج ۵ ص ۴۲۲ وج ۵ ص ۴۶۳ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات مفسرین نے بھی ضبط تولید کی حرمت پر اس آیت سے استدلال کیا ہے اسی طرح ہفت روزہ جمعیت ٹائمز دہلی سے جو پرچہ نکلتا تھا اس کا ایک نمبر ضبط تولید (رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ مطابق ۳/ دسمبر ۱۹۶۸ء نکلا تھا جس کے اندر ضبط تولید کی حرمت پر حضرات مفتیان کرام کے فتاویٰ اور علماء کرام کے آراء کو جمع کیا تھا ان فتاویٰ میں بھی مذکورہ فی السوال آیت سے ضبط تولید کی حرمت پر استدلال کیا ہے غرضیکہ ضبط تولید کی حرمت پر ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق سے استدلال کرسکتے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) معارف القرآن: ج ۵ ص ۴۶۲, ۴۶۳۔ اعتقاد پبلیشنگ نئی دھلی۔

عزل کرنا کیسا ہے؟

سوال: فقہی کتب میں عزل یعنی انزال سے پہلے اپنے کو روک لینا اس کے متعلق کئی رائیں منقول ہیں۔لونڈی سے جائز حرہ سے مکروہ یا جائز بشرط رضامندی فریقین مگر اسلامی طب کی کتابوں میں مثلاً قانون شیخ بوعلی سینا دواؤں سے ضبط تولید کے نسخے درج ہیں آنجناب کے علم میں مستند فقہ کی کتابوں میں ان نسخوں کے متعلق فقہاء کی کوئی صراحت نظر سے گذری ہے۔بینوا توجروا

الجواب: حامدًاومصليًا

ضبط تولید کے نسخوں کے سلسلہ میں قطب الاقطاب شیخ المشائخ حبر العلماء کنز الفرائد شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی رائے گرامی ملاحظہ فرمائیں و كذالك جريان الاسم بقطع اعضاء النسل واستعمال الادوية القامعة للعبادة والتبتل وغيره تغيير لخلق الله عز وجل واهمال لطلب النسل فنهى النبى ﷺ عن كل ذالك الخ (حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ ص ۳۸۷ آداب المعاشرت) (۱) یعنی اسی طرح اعضاء تناسل کے قطع کرنے کا جاری ہونا اوران دواؤں کا استعمال کرنا جو باہ کو قطع کرتی ہیں اور ترک دنیا وغیرہ امور خلق اللہ عزوجل کا بدلنا اور طلب نسل کو ترک کرنا ہے اس واسطے نبی ﷺ نے ان میں سے ہر ایک سے ممانعت فرمائی ہے مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ضبط تولید کے لئے کسی دوا کو استعمال کرنا منہی عنہ ہے نیز دوا استعمال کرکے تولید وتناسل کے سلسلہ کو منقطع کیا جاوے یا خصی ہو کر بہر حال ضبط تولید ہے اور خصی ہونے کے بارے میں صاحب درمختار فرماتے ہیں اما خصاء الآدمی حرام (۲) ج ۵ ص ۲۴۹ انسان کا خصی ہو جانا حرام ہے اسی طرح بخاری شریف (۳) میں ایک روایت ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے قطع نسل کی اجازت چاہی تو سختی سے یہ فرما کر ان کو خاموش کر دیا یا اباھریرۃ جف القلم بما انت لاق فاختص علی ذالك او ذر غرضیکہ ہر وہ صورت جس سے سلسلہ توالد وتناسل بالکلیہ

ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاوے ناجائز وحرام ہے جیسا کہ روایات وکلام فقہاء سے ظاہر ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (حجة الله البالغه معشرحه رحمة الله الواسعة ج۵ ص۱۱۰ آداب المباشرات مكتبه حجاز)

(۲) (شامی ج۶ ص ۳۸۸ کراچی)

(۳) عن أبي هريرة قال قلت يا رسول الله إنّي رجل شابّ اخاف على نفسى العنت .... ياابا هريره جفّ القلم بما انت لاق فاختص على ذلك أو ذر۔ (بخارى شريف ج۲ ص۷۵۹، باب مايكره من التبتل والحصاء)

(۴) قال عبد الله بن مسعود كنّا نغزو مع رسول الله ﷺ وليس لنا شيئ فقلنا ألا تستخصى فنهانا عن ذلك الى اخره (بخارى شريف حواله سابق)

إنّ الاختصاء فى الآدمى حرام صغيرًا أو كبيرًا (مرقاة كتاب النكاح ج۶ ص۱۸۷ كتب خانه اشاعت الاسلام دهلى۔)

غروب آفتاب کے بعد لگائے گئے مٹکے کی تاڑی کا حکم

سوال: یا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے اندر کہ کسی شخص نے غروب آفتاب کے بعد درخت میں تاڑی کا مٹکا لگایا اور طلوع آفتاب سے پہلے اسے اتار کر پی لیا تو جائز ہے یا نہیں بحوالہ کتب جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

اگر مٹکا بالکل پاک صاف ہو پہلے سے اس میں تاڑی نہ ہو تو اس مٹکے میں جتنا عرق غروب آفتاب سے لے کر طلوع شمس تک جمع ہوا ہو اس کا پینا جائز ہے اس لئے عموماً اتنی قلیل

مدت میں اس میں سکر پیدا نہیں ہوتا اور حرمت کی اصل علت سکر ہے اما ما هو حلال بالاجماع فهو كل شراب حلو لم تشتد واما ما هو حرام بالاجماع فهو الخمر والسكر من كل شراب الخ (عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۰)(۱) بشرطیکہ عبادت میں قوت حاصل کرنے کے لئے اس کو استعمال کیا جائے اور اگر لہو لعب اور مستی و سرور حاصل کرنے کے لئے استعمال کرے تو یہ جائز نہیں اور یہ زمانہ چونکہ پر از فتن ہے اس لئے مطلقاً ممنوع قرار دینا چاہئے ورنہ عوام گنجائش پا کر حد شرعی سے گذر جائیں گے۔ واما ما هو حلال عند عامة العلماء فهو الطلاء وهو المثلث ونبيذ التمر الخ لاستمراء الطعام والتداوى وللتقوى على طاعة الله لا للتلهى الخ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۴۱۴)(۲)

وهذا اذا شرب منه بلا لهو وطرب فلو شرب للهو فقليله و كثيره حرام الخ قال فى الدرر وهذا التقييد غير مختص بهذه الاشربة بل اذا شرب الماء وغيره من المباحات بلهو وطرب على هيئة الفسقة حرام الخ (تنویر الابصار مع الدر المختار ورد المحتار ج ۵ ص ۴۹۱)(۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱)(عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۰ مکتبہ رشیدیہ)

(۲)(الفتاوی الہندیہ ج ۵ ص ۴۱۲ مکتبہ رشیدیہ)

(۳)(شامی ج ۶ ص ۴۵۳ کراچی۔

الحلال منها أربعة نبيذ التمر و الزبيب إذا طبخ أدنى طبخة و إن اشتدّ إذا شرب ما لا يسكر بلا لهو و طرب. (البحر الرائق ج۸ ص۱۲۸ سعيد)

و كذا فى مجمع الأنهر ج۴ ص۲۴۸ فقيه الأمّت)

اگر جانور دوسرے کا مال نقصان کردے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ہمارے گاؤں میں اکثر وبیشتر بکریوں کے پالنے کا دستور ہے اور بکریاں نیز مرغیاں وغیرہ کھلی رہتی ہیں اکثر ان کے لئے کوئی چرواہا مقرر نہیں ہے جو اس کی دیکھ بھال کرسکے یہ بکریاں دوسروں کے کھیت میں جا کر کھا لیتی ہیں اور مرغیاں بھی نقصان کردیتی ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ بکری اور مرغی والوں پر ان کے اس نقصان کا ضمان آوے گا یا نہیں اور ضمان آوے گا تو کس صورت میں آیا رات و دن میں کوئی فرق ہے یا دونوں کا حکم یکساں ہے بالتفصیل تحریر فرمائیں۔

نیز چرواہا ہونے اور نہ ہونے میں کوئی فرق ہے جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اگر جانور کے ساتھ اس کا چرانے والا یا حفاظت کرنے والا کوئی آدمی موجود ہو اور اس نے غفلت کی اور جانور نے کسی کے کھیت اور باغ کا نقصان کردیا تو اس صورت میں جانور کے مالک پر ضمان آتا ہے خواہ یہ معاملہ رات کا ہو یا دن کا ہو اور اگر مالک یا محافظ جانور کے ساتھ نہ ہو جانور کسی کھیت یا باغ میں خود ہی نکل کر پہنچ جائے اور نقصان کردے تو اس صورت میں مالک پر ضمان نہیں خواہ رات ہو یا دن ہو(۱) لقوله عليه السلام العجماء جبار ای هدر كما رواه الشيخان كذا فی ملتقى الابحر

ومن أرسل بهيمته أو كلبا وساقه ضمن ما أصاب فی فوره وفی الطير لا يضمن وان ساقه وكذا ولا يضمن فی الدابة والكلب اذ لم يسق (ج ۲ ص ۶۶۲) باب جناية البهيمة۔(۲)

وهكذا فی تنوير (۳) الابصار باب جناية البهيمة والجناية عليها ومن ارسل بهيمة وكان خلفها سائقا لها فاصابت فی فورها ضمن

وان ارسل بعیرًا او کلبا ولم تکن سائقا فاصابت مالا او آدمیا نہارًا او لیلًا لا ضمان فی الکل لقوله علیه السلام العجماء جبار ای المنفلتة ھدایۃ الخ (ج ۵ ص ۳۸۹ وج ۵ ص ۳۹۰ وہکذا فی التفسیر المظہری (۴) ج ۶ ص ۲۰۹ وہکذا فی (۵) تفسیر معارف القرآن للمفتی محمد شفیعؒ ج ۶ ص ۲۱۰) تحت قول اللہ تعالیٰ ولداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیه غنم القوم و کنا لحکمھم شاھدین.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن أبي هريرة أنّ رسول اللہ ﷺ قال العجماء جرحها جبار الخ۔ (بخاری شریف ج۲ ص۱۰۲۱ کتاب الدیات باب المعدن جبار) فیصل دیوبند۔

(۲) (مجمع الأنہر ج ۴ ص ۳۷۷ باب جنایۃ البہیمۃ فقیہ الأمت)

(۳) (شامی ج ۶ ص ۶۰۷ باب جنایۃ البہیمۃ کراچی)

وکذا فی البحر الرائق ج ۸ ص ۳۶۲ جنایۃ البہیمۃ سعید)

(۴) وکذا فی التفسیر المظہری ج ۶ ص ۱۴۱ زکریا)

(۵) وھکذا فی تفسیر معارف القرآن للمفتی محمد شفیع رضی اللہ عنہ ج۶ ص۲۱۰ تحت قول اللہ تعالی و لداؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث إذ نفشت فیه غنم القوم و کنا لحکمھم شاھدین۔

نماز کی طرف توجہ نہیں ذکر کی جانب توجہ زیادہ ہے کیا حکم ہے؟

سوال: ایک آدمی ایسے ہیں کہ ان کا تعلق بڑے ایک بزرگ سے ہے وہ اپنے کو خلیفہ ظاہر کرتے ہیں لیکن طریقہ ان کا کچھ غلط ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگوں کا عقیدہ جو ان کے عقیدت مند تھے ختم ہو گیا ہے وہ ایک ایسی مجلس ذکر منعقد کرتے ہیں رات کے دس بجے سے

لے کر صبح تین بجے تک اور اس میں ہر عمر کے لوگ بچے بوڑھے جوان سبھی شامل ہوتے ہیں اور وہ ذکر جہری کرتے ہیں جب کہ لوگ عام طور سے اس میں بے نمازی یا ایسے کہ نما کی طرف توجہ کم اور ذکر کی طرف زیادہ ایسی صورت ہونے کے باوجود کیا ذکر درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

ذکر بہر حال ایک اچھی چیز ہے اور شرکت بھی باعث خیر و برکت ہے اور ذکر کے حلقوں کی ضرورت ہے ضرور قائم کرنا چاہئے جہاں تک تعیین اوقات وافراد ونظر انتخاب کی بات ہے یہ صاحب معاملہ سے دریافت کرنے کی بات ہے۔

یہ ناکارہ نہ ان کا خلیفہ ہے اور نہ خلیفۂ موصوف کا مرید ہے ممکن ہے موصوف کے شیخ نے تعیین وقت کی ہو لہٰذا اس مسئلہ میں کسی شیخ کامل کی بات کو ترجیح دے سکتے ہیں اگر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم سے رجوع کریں تو انسب ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اوجھڑی کھانا کیسا ہے جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامدًاومصلیًا

جائز ہے چونکہ اوجھڑی اشیاء محرمہ میں سے نہیں ہے ما یحرم اکلہ من اجزاء الحیوان الماکولۃ سبعۃ الدم والذکر والانثیان والقبل والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ ردالمحتار (۱) ج ۵ ص ۲۷۱

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) شامی ج۶ ص۳۱۱ کتاب الصید کراچی

(۲) أمّا بیان ما یحرم أکله من أجزاء الحیوان المأکول فالذی یحرم اکله منه سبعة: الدم المسفوح و الذکر و الانثیان و القبل الغدة و المثانة والمرارة لقوله تعالی ویحل لهم الطیّبات و یحرم علیهم الخبائث۔ (بدائع الصنائع ج۴ ص۱۹۰ زکریا)

وکذافی الهندیة ج۵ ص۳۳۵ کتاب الذبائح۔زکریاجدید)

وکذافی مجمع الأنهرج۴ ص۴۸۹ کتاب الخنثی۔فقیہ الأمت)

وکذافی اعلاءالسنن۔ج۱۷ص۱۳۰ کتاب الذبائح۔ادارةالقرآن)

چوری کردہ سامان کی مقدار صدقہ کردے تو بریٔ الذمہ ہوگا یا نہیں؟

سوال: ایک بات یہ تحریر کرنی ہے کہ اگر کسی نے کسی کا کوئی سامان چوری کرلیا اور اب اس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اس کی قیمت ادا کردے لیکن اس کا صحیح پتہ نہیں تو وہ چوری کرنے والا اس کی جانب سے اندازاً اگر اتنی قیمت صدقہ کردے تو اس کا حق اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا یا نہیں یا اور کوئی صورت ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیًا

چوری حقوق العباد میں سے ہے اور حقوق العباد اسی وقت معاف ہوتے ہیں جب صاحب حق معاف کردے اس لئے حتی الامکان کوشش کرکے اس کا پتہ معلوم کیا جائے اور ادا کیا جائے یا معاف کرایا جائے۔ بہر حال مقدار سرقہ صدقہ کرنے سے حق ساقط نہیں ہوگا لیکن اس کی وجہ سے صدقہ کرنے سے دریغ نہ کیا جائے انشاء اللہ نافع ہوگا۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) كما في البذل: صرّح الفقهاء: بأن من اكتسب مالا بغير حق فامّا أن يكون كسبه بعقد فاسد.... أو بغير عقد كالسرقة و الغصب والخيانة والغلول ففي جميع الأحوال المال الحاصل له حرام عليه و لكن إن أخذه من غير عقد لم يملكه و يجب عليه أن يردّه على مالكه إن وجد المالك و الاّ ففي جميع الصور يجب عليه أن يتصدّق ذلك الأموال على الفقراء۔ (بذل المجهود ج۱ ص۳۵۹ كتاب الطهارة باب فرض الوضوء۔ مركز الشيخ أبي الحسن الندوى)

والحاصل أنّه ان علم أرباب الأموال وجب ردّه عليهم وإلاّ فإن علم عين الحرام لا يحلّ له ويتصدّق به بنيّة صاحبه۔ (شامی ج ۵ ص ۹۹ مطلب فیمن ورث مالاً حرامًا کراچی)

لو بات رجل و كسبه من ثمن الباذق أوالظلم أو أخذ الرشوة تعود الورثة ولايأخذون منه شيئا وهو الأولى لهم ويردّونه على أربابه إن عرفوهم وإلاّ يتصدّقوا به لأنّ سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الردّ۔ (البحر الرائق ج۸ص۲۰۱ كتاب الكراهية۔سعید کراچی)

و كذا في الهندية ج۵ص۴۰۴ كتاب الكراهية۔ زکریا جدید)

زندگی کا بیمہ کرانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زندگی کا بیمہ کرانا کیسا ہے یا انشورنس کراتے ہیں جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامدًاومصليًا

لائف انشورنس یعنی زندگی کا بیمہ شرعاً جائز نہیں احتیاط ضروری ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) قال اللہ تعالی: أحلّ اللہ البیع و حرّم الربا۔ (البقرۃ ۲۷۵)

والآدمی مکرم شرعًا وإن کان کافراً فإیراد العقد علیہ و ابتذالہ بہ و الحاقہ بالجمادات إذلال لہ أی و ھو غیر جائز۔ (شامی ج۷ ص۲۴۵ باب البیع یالفاسد۔ مطلب الآدمی مکرم شرعًا ولو کا کافرًا۔ اشرفیہ دیوبند

و کذا فی المجمع الأنھر ج۳ ص۸۵ باب البیع الفاسد۔ فقیہ الأمت)

القمار من القمر الذی یزداد تارۃ و ینقص أخری و سمّی القمار قمارًا لانّ کل واحدٍ من المقامرین ممن یجوز أن یذھب مالہ إلی صاحبہ و یجوز أن یستفید مال صاحبہ فیجوز الازدیاد و الانتقاص فی کل واحد منھما فصار قماراً وھو حرام بالنص۔ (تبیین الحقائق ج۴ ص۲۲۷ مسائل شتّی بعد کتاب الخنثی۔ مکتبہ امدادیہ ملتان)

رفاہی فنڈ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ یہاں ایک ادارہ قائم ہے جو اس بات کا دعویدار ہے کہ وہ مسلمانوں کو بلاسودی قرضے فراہم کرتا ہے اور ان کو سودی لین دین کی لعنت سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے اس کا یہ دعویٰ اس کے طریقہ کار سے مشکوک معلوم ہوتا ہے طریقہ کار مجملاً درج ذیل ہے:

(۱) جو شخص ادارہ مذکورہ بالا سے قرض لینا چاہتا ہے اسے زیور یا برتن کی شکل میں کوئی چیز رہن رکھنی پڑتی ہے اس کے علاوہ اس کو ادارہ سے ایک فارم خرید کر بھرنا پڑتا ہے فارم کی قیمت ستائیس روپئے پچاس پیسے فی ہزار کی رقم کی شرح سے مقرر ہے یعنی جو شخص ادارہ سے مبلغ ایک ہزار روپیہ قرض لیتا ہے اسے ستائیس روپئے پچاس پیسے کا فارم خریدنا ہوتا ہے اور جو دو ہزار روپیہ قرض لیتا ہے اسے پچپن روپیہ کا فارم خریدنا پڑتا ہے اس طرح جو شخص ایک

ہزار روپیہ قرض لیتا ہے اسے ایک ہزار ستائیس روپیہ پچاس پیسہ ادارہ کو واپس کرنا پڑتا ہے تب اس کا قرض ادا ہو پاتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ قرض پر نفع کمانا ہوا یا نہیں اور حدیث شریف میں من جر نفعًا علی القرض فھو ربا کے مطابق اصلا قرض سے زائد رقم سود ہوئی یا نہیں براہ کرم تشریح اور تنقیح فرما کر ہم اور ہمارے جیسے ہزاروں بندگان خدا سے اس خلجان کو دو فرمائیں۔

(۲) کھاتا داران پانچ سال کے لئے ماہانہ قسطیں ادارہ میں جمع کرتے ہیں یہ رقم ادارہ ایک سرکاری بینک میں فکسڈ ڈپازٹ میں جمع کر دیتا ہے جس پر ہر سال اسے ہزاروں روپئے سود کے ملتے ہیں۔ ذمہ داران ادارہ اس سودی رقم کو اپنی صواب دید کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طرح ادارہ کے کھاتہ داران سودی لین دین کے ملعون کام میں ممد و معاون ہوتے ہیں یا نہیں اور جان بوجھ کر اس تعاون پر احادیث صحیحہ میں جو وعیدیں آئی ہیں کھاتہ داران پر ان کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

بشرط صحتِ بیانِ طریقہ کار معاملہ مذکورہ فی السوال کل قرض جر نفعا الحدیث (۱) کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے اور رقم مشروط جو زائد علی مقدار القرض ہے وہ ربٰو میں داخل ہونے کی وجہ س حرام ہے۔

وأما الذی یرجع الی نفس القرض فهو ان لا یکون فیه جر منفعة فان كان لم یجز نحو ما اذا اقرضه دراهم غلة علی ان یرد علیه صحاحا او اقرضه وشرط شرطا له فیه منفعة لما روی عن رسول الله ﷺ انه نهی عن قرض جر نفعًا ولان الزیادة المشروطة تشبه الربا لانها فضل لا یقابله عوض والتحرز عن حقیقة الربا وعن شبهة الربا واجب هذا اذا كانت الزیادة مشروطة فی القرض الخ بدائع الصنائع (۲) للكاسانی ج ۷

ص ۳۲۵ کتاب القرض.

وفی الدر المختار ج ۴ ص ۴ وفی الخلاصة القرض بالشرط حرام والشرط لغو الخ وفی الاشباہ کل قرض جر نفعًا حرام الخ وھکذا فی الفتاوی الھندیه وفی نیل الاوطار (۴) للشوکانی ج ۵ ص ۳۱۹ فمن اسھل الحیل علی من اراد فعله ان یعطیه مثلا الفا الا درھما باسم القرض ویبیعه خرقة تساوی درھما بخمس مائة درھم الی ان قال ومعلوم ان ھذا لا یرفع التحریم ولا یرفع المفسدة التی حرم الربا لا جلھا بل یزیدھا قوة وتاکیدا من وجوہ عدیدة الخ

(۲) کھاتہ داران چونکہ ادارہ کو دیتے ہیں اس لئے وعید کے مستحق یہ نہیں ہیں البتہ ادارہ والے اس وعید کے مستحق ہوں گے لیکن اگر بذات خود کوئی شخص فکسڈ ڈپازٹ میں اپنی رقم رکھے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں وعید معہود کے ضمن میں اس وقت یہ آجائے گا اسی طرح اگر کسی دوسرے کو رکھنے کے لئے دیا تو بھی وعید کا مستحق ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) کل قرض جر منفعةً فھو ربا۔ (کنز العمال ج:۶ ص:۲۳۸۔ رقم:۱۵۵۱۶۔ مؤسسة الرسالة۔

(۲) واما الذی یرجع إلی نفس القرض فھو أن لا یکون فیه جر منفعة فإن کان لم یجز الخ۔ (البدائع الصنائع ج۶ ص۵۱۸ کتاب القرض۔ زکریا جدید)

وفی الخلاصة :القرض بالشرط حرام۔ والشرط لغو (شامی ج۷ ص۴۱۳ فصل فی القرض۔ اشرفیه دیوبند)

(نیل الأوطار للشوکانی ج۵ ص۲۳۳ ۲۳۴ کتاب البیوع باب ما جاء فی بیع العینة۔ شرکة القدس)

إنّ أباحنيفة رحمه الله كان يكره كل قرض جر منفعة ۔
(هندية: ج۳ ص ۱۹۱ كتاب البيوع باب في القرض والاستقراض زكريا)
ولايجوز قرض جر نفعا بأن اقرضه دراهم مكسرة بشرط رد صحيحة (البحر الرائق: ج٦ ص ۱۲۲)

عورتوں کے لئے تانبا پیتل وغیرہ کے زیورات استعمال کرنے کا حکم

سوال: فی زمانہ عورتیں تانبا، پیتل، لوہا، اسٹیل وغیرہ کا زیور مثلاً گلے کا ہار کان کا جھور۔ اسی طرح اور بھی زیورات استعمال کرتی ہیں آیا جائز ہے یا نہیں اسی طرح مردوں کے لئے گھڑی میں اسٹیل کا پٹا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

جائز ہے ولا بأس للنساء بتعليق الخرز في شعورهن من صفر او نحاس او شبهه او حديد ونحوها للزينة والسوار الخ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۵۹)(۱)

مردوں کے لئے اسٹیل کا پٹہ استعمال کرنا بھی جائز ہے یہ گھڑی کی حفاظت کے لئے ہے زینت کے لئے نہیں ۔(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) (ہندیۃ: ج ۵ ص ۳۵۹ کتاب الکراہیۃ باب العشرون فی الزینۃ۔ رشیدیۃ)

وفي المغني لابن قدامة :يباح للنساء من حلي الذهب والفضة و الجواهر كل ما

جرت عادتهن يلبسه كالسوار والخلخال والقرط والخاتم (اعلاء السنن : ج ۱۷ ص ۲۹۴ ادارۃ القرآن کراچی)

(۲) ولایکرہ فی المنطقة حلقة حدید أو نحاس وعظم ۔ (شامی : ج ۶ ص ۳۵۹ کتاب الحظر والاباحة۔ کراچی)

(۴) و کذا فی: فتاوی محمودیة ج ۱۹ ص ۳۶۴ مکتبة شیخ الاسلام ۔

برادری کا جرمانہ شرعاً معتبر نہیں

سوال: اظہار شادی شدہ ہے شادی کر کے بمبئی چلے گئے ان کی عورت کو بکر سے حمل ہو گیا ہے اور ان کے اوپر برادرانہ جرم ۲۵ فقیر کو کھانا کھلانا اور سب برادریوں کو کھلانا کھلانا قرار پایا ہے کوئی شرع شریعت بات نہیں تو ان کو کیا کیا جائے جیسا ہو ویسا لکھ دیجئے (اور اظہار اپنی عورت کو چاہتے ہیں) تو اس میں کیا ہونا چاہئے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

جب اظہار شادی کے بعد حقوقِ ازدواجیت ادا کر کے بمبئی گیا ہے پھر اس کی غیبت میں بیوی کے حمل کو کسی دوسرے کا قرار دینا بلا تحقیق شرعی بالکل غلط ہے (۱) اگر تحقیق شرعی ہو جائے اور شرائط کے مطابق بات ثابت ہو جائے تو اسکے مطابق حکم ہوگا لیکن صورت مسئولہ میں بات محقق نہیں ہے لہٰذا اظہار کی بیوی حسب سابق اس کی بیوی ہے اس کو اپنے پاس رکھے اور حقوق ازدواجیت ادا کرے اور برادری والوں کو جرمانہ مقرر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور ایسا جرمانہ شرعاً معتبر بھی نہیں (۲) لہٰذا اظہار کے ذمہ برادری کے مقرر کردہ جرمانہ کو ادا کرنا لازم نہیں (۳) ہے حدیث پاک میں موجود ہے لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منه (۴) اس روایت کی رو سے اس دعوت کا کھانا ممنوع اور حرام ہے شرعاً جواز کی گنجائش نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة ولدت لستة اشھر منذ تزوجھا لتصورہ کرامة واستخداما ۔[شامی: ج ۳ ص ۵۵۰ مطلب: الفراش علی أربع مراتب۔ کراچی)

(۲) وفی شرح الآثار التعزیر بالمال کان فی ابتداء الإسلام ثم نسخ والحاصل إن المذھب عدم التعزیر بالمال۔ (شامی ج:۴ص:۶۱۔ کراچی۔

انه لااعتبار لماء الزانی ولذا لو زنت امرأة رجل لم تحرم علیه وجاز له وطؤھا عقب الزنا ۔(شامی: ج۳ص ۳۴ کتاب النکاح۔ کراچی)

قال رسول الله ﷺ لایحل مال امرء مسلم إلاعن طیب نفسه ۔(سنن الدار قطنی: ج۳ص ۳۴ دار الایمان سھارنفور۔)

(۳) الأصل أنّ الضمانات فی الذمة لاتجب إلّا بأحد الأمرین: إمّا بأخذ أو بشرط فإذا عدما لم تجب قال من مسائله : الأخذ وھو الغصب وھو قبض الرھن والتقاط من غیر إشھاد ونحوھا والشرط قبول العقد کالشراء والاستیجار والکفالة ونحوھا ۔(قواعد الفقه: ص ۱۵ رقم القاعدة:۱۶ دار الکتاب دیوبند۔)

اوجھائی کرانے والوں سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

سوال: علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا تھا اس سے نجات پانے کے لئے پہلے اوجھائی کرائی پھر اوجھا کے کہنے پر دوسور بھی کٹوائے غیر کے مکان پر اس میں ایک مرد اور دو عورت شامل ہیں کچھ مسلمان اس کے ساتھ اس کے یہاں کھانا بھی کھائے ہیں اور اس کے ساتھ ہیں ایسی حالت میں ان لوگوں پر کیا جرم عائد ہوتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کبھی حضور ﷺ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو فوراً نماز کی

طرف سبقت کرتے (۱) اور نماز پڑھ کر خدا سے دعا کرتے ہمیں بھی پریشانیوں کے موقع پر اس سنت پر عمل کرنا چاہئے او جھائی وغیرہ سب خلاف شرع چیزیں ہیں اس سے احتراز لازم ہے بہر حال جس نے لاعلمی میں کرلیا ہے اس نے ایک بڑی معصیت کا ارتکاب کیا ہے اس کو چاہئے کہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ ایسے کام کے قریب بھی نہ جائے باقی اس کی وجہ اس سے قطع تعلق نہ کریں بلکہ اس کو افہام وتفہیم کرکے توبہ واستغفار کی ترغیب دیں۔ البتہ ایسے با حیثیت افراد جن کے قطع تعلق سے اس پر اثر پڑے اور آئندہ کے لئے باز آجائے کچھ دنوں کے لئے تعلق منقطع کردیں تو کوئی حرج نہیں۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) إنّ النبی ﷺ كان إذا حزبه أمر فزع إلى الصلاة۔ (تخریج زاد المعاذ فصل فی هدیه ﷺ فی علاج الكرب والهم ج۳ص۱۱۵ مكتبة شركة القدس)

عن حزيفة قال كان النبیّ ﷺ إذا حزبه أمر صلیّ۔ و فی بذل المجهود أی بادر إلى الصلاة، فالمراد بالصلاة الصلاة الشرعيّة أو الدعاء۔ (بذل المجهود: باب وقت قيام النبی ﷺ من الليل ج۵ص۵۶۲ مركز الشيخ أبي الحسن الندوی)

(۲) قال رسول الله ﷺ لا يحلّ للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال۔ قال العلامة الملا على القارى: قال الخطابي رضی اللہ عنہ رخّص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليال لقلّته و لا يجوز فوقها إلا إذا كان الهجر ان فی حقّ من حقوق الله فيجوز فوق ذلك .... و أجمع العلماء على انّ من خاف من مكالمة أحدٍ وصلته ما يفسد عليه دينه او يدخل مضرّة فی دنياه۔ يجوز له مجانبته وبعده... فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مرّ الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق۔ (مرقاة المفاتيح كتاب الاداب باب ما ينهى عنه من التهاجر والتفاطع ج۹

ص۲۶۱، ۲۶۲) اشاعت الاسلام دھلی)

إنّما تکرہ العوذۃ إذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدری ما ھو ولعلّہ یدخلہ سحر أو کفر أو غیر ذلك. (شامی: کتاب الحظر والاباحۃ ج۶ص۳۶۳ کراچی)

عورتوں کا بال گودھنا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ اپنا بال کاٹ کر اکھاڑ کر اس بال سے اپنے بال کو گوندھ لے یا چوٹ باندھ لے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

حرام ہے کذا فی الدر المختار (۱) ج ۵ ص ۲۳۸ وفی الاختیار ووصل الشعر بشعر الادمی حرام سواء کان شعرھا او شعر غیرھا لقولہ علیہ السلام لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ الحدیث قولہ سواء کان شعرھا او شعر غیرھا لما فیہ من التزویر کما یظھر بما یأتی ج ۵ ص ۲۳۹ وھکذا فی العالمگیری (۲) ج ۵ ص ۳۵۸ الباب التاسع.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) شامی ج۶ ص ۳۷۲۔ ۳۷۳ کتاب الحظر والاباحۃ۔ کراچی۔

(۲) و کذا فی الفتاوی الھندیۃ ج۵ ص۴۱۴ (کتاب الکراھیۃ باب التاسع عشر۔ زکریا جدید)

وکذا فی مجمع الأنھر ج۴ ص ۲۲۳ فصل فی المتفرقات، فقیہ الأمت

وکذا فی التاتارخانیۃ ج۱۸ ص ۲۱۳ زکریا جدید

پائینچا پہننا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ پائینچا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ مولوی محمد راشد کے خسر صاحب کہتے ہیں کہ جائز ہے وہ شیخ الحدیث ہیں عرب میں اس بارے میں میری بہن پوچھ رہی ہیں جیسا ہو ویسا بتائیں۔

الجواب: حامدًاومصليًا

پائینچا پہننا جائز ہے ویسے بہتر یہ ہے کہ پائجامہ پہنے چونکہ ستر پوشی اس میں زیادہ ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة لاتقرّه الشريعة الاسلامية مهما كان جميلاً أو موافقًا لدور الازياء. وكذلك اللباس الرفيق اواللاصق بالجسم الذى يحكى للناظر شكل حصة من الجسم الذى يجب ستره فهو فى حكم ما سبق فى الحرمة و عدم الجواز.... والمبدء الثالث: إن اللباس الذى يتشبّه به الإنسان بأقوام كفرة لايجوز لبسه لمسلم اذا قصد بذلك التشبّه بهم. (تکملۃ فتح الملہم، کتاب اللباس والزینۃ ج۱۰ ص۷۷، فیصل دیوبند)

لايحلّ النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها فيحمل ما مرّ على مال اذا لم يصف حجمها. (شامی کتاب الحظر والإباحة ج٦ص٣٦٦ کراچی)

لو كان غليظًا لايرى منه لون البشرة إلاّ أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئيا. فينبغي ان لايمنع جواز الصلاة لحصول الستر. (شامی باب شروط الصلاة ج١ص٤١٠ کراچی)

أى من شبّه نفسه بالكفّار مثلًا فى اللباس و غيره أو بالفسّاق أو الفجار أو بأهل

التصوف والصلحاء الابرار فهو منهم أی فی الإثم أو الخیر عند الله تعالی۔ (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس ج۸ ص۲۵۵، اشاعت الاسلام دھلی)

وفی بذل المجهود ج۱۲ ص۵۹ مرکز الشیخ أبی الحسن الندوی)

لبس السراویل سنة و هو من أستر الثیاب للرجال والنساء (الهندیة: کتاب الحظر والإباحة ج۵ ص۳۸۶، زکریا جدید)

عورتوں کا میکسی پہننا شرعاً کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ عورتیں جو میکسی پہنتی ہیں اس کا پہننا شرعاً درست ہے؟ یا اس میں کچھ قباحت بھی ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ بہت مشکور ہوں گی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

میکسی اسلامی لباس نہیں ہے اس لئے اس کو ترک کر دینا چاہئے اور اسلامی لباس پہننا چاہئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے من تشبه بقوم فهو منه جو آدمی جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہے یعنی اس کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) اتفق الفقهاء علی أنّه یجب علی المرأة أن تلبس من اللباس ما یغطی جمیع عورتها۔ (الموسوعة الفقهیة، ج۳۵۔ ص۱۹۲)

اتخذوا السراویلات، فإنّها من استر ثیابکم و حسّنوا بها نسائکم إذا خرجن رواه العقیلی و ابی عدی و البیهقی فی الأدب عن علی رمز السیوطی لضعفه۔ (کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۱ ص۳۸، احیاء التراث العربی)

لبس السراويل سنّة و هو من أستر الثياب للرجال والنساء۔ (الفتاوى الهندية ج۵، ص۳۸۶ باب اللبس، زکریا جدید)

قال رسول الله ﷺ ليس منّا من تشبّه بغيرنا الخ۔ (ترمذی شریف ج۲ ص۹۹ باب ما جاء في كراهة اشارة إليه في السلام، بلال دیوبند)

(۱) قال الملا على القارى أى من شبّه نفسه بالكفّار مثلافى اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف و الصلحاء الأبرار فهو منهم أى فى الإثم أو الخير عندالله تعالى۔ (بذل المجهود، ج۱۲ص۵۹، باب فى لبس الشهرة، مركز الشيخ أبى الحسن الندوى)

(و كذا فى مرقاة المفاتيح ج۸ ص۲۵۵، کتاب اللباس فصل ثانی، مکتبۃ اشاعت الاسلام دھلی)

زچہ خانہ میں جانے سے شوہر کو روکنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولادت کے بعد ایک ہفتہ تک عورتیں ایک الگ مکان میں رہتی ہیں آیا اس زمانے میں شوہر اکوئی دوسرا شخص اس کو (بچہ وعورت) چھوسکتا ہے یا نہیں؟ بالتفصیل تحریر فرمائیں نیز ایک ہفتہ کے بعد کھانا پکا سکتی ہے یا نہیں؟ چوڑی یا زیور وغیرہ استعمال کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

(۱) ولادت کے بعد ایک ہفتہ تک عورتوں کا الگ مکان میں رہنا یہ زمانہ جاہلیت کے رسوم بد میں سے ہے اسی طرح اس مدت میں زچہ خانہ میں کسی کا نہ جانا اور جانے سے روکنا بھی رسوم بد میں سے ہے اس کو ترک کرنے کی ضرورت ہے اور ایسے رسوم قبیحہ کو جڑ سے اکھاڑنے کی ضرورت ہے اس مدت میں زچہ خانہ میں جانا چاہئے اور بچہ وعورت کو دیکھنا چاہئے۔

جی ہاں کھانا بھی پکا سکتی ہے جس روز بچہ پیدا ہو اس روز بھی پکا سکتی ہے۔(۱)

(۲) بالکل استعمال جائز ہے یہ نظریہ بھی زمانۂ جاہلیت کے رسوم بد میں سے ہے اس کو بھی ترک کرنا ضروری ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التــعـــلـيـــــق والــتــخـــريـــج

(۱) عن انس بن مالك: إنّ اليهود كانت إذا حاضت منهم المرأة أخرجوها من البيت ولم يؤاكلوها ولم يشاربوها ولم يجامعوها فى البيت فسئل رسول الله ﷺ عن ذلك فأنزل الله تعالى ذكره ويسئلونك عن المحيض قل هو أذى فاعتزلوا النساء فى المحيض إلى آخر الآية فقال رسول الله ﷺ جامعوهن فى البيوت واصنعوا كل شيئ غير النكاح إلى اخر الحديث (أبوداؤد ج۱ص۳۴، بلال ديوبند)

وفى بذل المجهود: جامعوهن أى ساكنوهن فى البيوت واصنعوا كل شيئ من المؤاكلة والملامسة والمباشرة غير النكاح أى الجماع فى القبل. (بذل المجهود ج۲ص۲۹۱،۲۹۲، مركز الشيخ أبى الحسن الندوى)

(۲) ولايكره طبخها ولااستعمال مامسته من عجين أو ماء أو نحوهما إلا إذا توضأت بقصد القربة كما هو المستحب فإنّه يصير مستعملا وفى الولوالجية. ولاينبغى أن يعزل عن فراشها لأنّ ذلك يشبه فعل اليهود بحرّ وفى السراج. يكره أن يعزلها فى موضع لايخالطها فيه. (شامى ج۱ص۲۹۲ باب الحيض) كراچى.

(۳) وفى حاشية الطحطاوى على المراقى ص۱۴۵، دار الكتاب ديوبند)

(۴) وكذا فى البحر الرائق ج۱ص۱۹۸،۱۹۹، سعيد)

(۵) وكذا فى حاشية الشلبى على هامش تبيين الحقائق ج۶ ص۲۴، كتاب الكراهية، باب الاستبراء، مكتبه امداديه ملتان)

داڑھی کتروانے کا حکم

سوال: مقتدیوں میں تمام اپنی داڑھی کترواتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

سب فاسق ہیں، ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

ویحرم علی الرجل قطع لحیته۔ (شامی: ج۶ص۴۰۷ کتاب الحظروالاباحة کراچی)

و کذا یحرم علی الرجل قطع لحیته ۔ فعلم من ذلك أن مایفعله بعض المغاربة من لاخلاق له فی الدین من المسلمین فی الهندو الأتراك حرام۔ (بذل المجهود : ج۱ص۳۳۶باب السواك من الفطرة ۔مرکز الشیخ أبی الحسن الندوی)

أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم۔ (شامی: ج۲ص۳۵۶أشرفیه۔)

و کذافی حلبی کبیری :ص۵۱۳لاهور۔

(۱) إنّ کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم۔ منحة الخالق علی هامش البحر الرائق ج۱ص۳۴۹،باب الإمامة،سعید)

داڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال: داڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کوئی اس میں رکاوٹ ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

داڑھی رکھنا واجب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ’’قصوا الشوارب واعفوا اللحی ‘‘(۱) داڑھی ایک مشت ہونے سے پہلے کٹوانا یا ایک مشت ہوجانے کے بعد ایک

مشت سے کم کروانا جائز نہیں، حضراتِ فقہاء نے ایسے لوگوں کے لئے بہت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں، علامہ علاء الدین حصکفیؒ فرماتے ہیں "**واما ما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد در مختار** "(۲)

اگر کوئی شخص رکاوٹ ڈالے یہ فعل اس کا انتہائی مذموم ہے زوالِ ایمان کا خطرہ ہے اور اگر کوئی حکومت رکاوٹ ڈالے تو سارے مسلمانوں کو چاہئے کہ عملی طور پر اس کی قدردانی کا ثبوت دیتے ہوئے رکاوٹ کو دور کرنے کی ہر ممکن تدابیر اختیار کریں اور اگر ملازمت کے لئے داڑھی کٹوانے کی شرط ہو تو ایسی ملازمت جائز نہیں۔ ایک سوال یہ ہے کہ اگر ہندو بھائیوں کے لئے چرکی کٹوانے اور سکھوں کے لئے داڑھی کٹوانے کی شرط لگادی جائے تو کیا وہ اس کو قبول کریں گے نہیں تو کیوں؟ پھر تفریق محل غور ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

قال رسول الله ﷺ عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية ۔ أبو داؤد ج ۱ ص ۸، باب السواك من الفطرة مكتبة۔ بلال ديوبند)

قال رسول الله ﷺ أنهكوا الشوارب واعفوا اللحى ۔۔بخاری شریف ج ۲ ص ۸۷۵ باب اعفاء اللحية ۔یاسر ندیم دیوبند۔)

(۱) قال رسول الله ﷺ خالفوا المشركين احفوا الشوارب وأوفوا اللحى ۔قال النووی تحت هذا الحديث : قال القاضی عياض : يكره حلقها وقصها ۔ مسلم شریف، ج۱ص ۱۲۹ باب خصال الفطرة۔ فیصل دیوبند۔)

(۲) أما الاخذ منها وهی دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد ۔شامی ج ۲ص ۴۱۸ کتاب الصوم مطلب فی الاخذ من اللحية۔ کراچی)

اللحية هی الفارقة بين الصغير والكبير وهی جمال الفحول وتمام هيأتهم فلابد

اعفائہا وقصہا سنۃ المجوس وفیہ تغییر خلق اللہ ولحوق اہل السؤدد والکبریاء بالرعاع۔ (حجۃ اللہ البالغۃ مع شرحہ رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۳ ص ۲۴۶ خصال الفطرۃ۔مکتبہ الحجاز۔)

یحرم علی الرجل قطع لحیتہ۔ (شامی: ج۶ص۴۰۷ کتاب الحظر ولاباحۃ۔ کراچی)

وقد قام الدلیل علی وجوب اعفاء اللحیۃ وقص الشارب۔(أحکام القران للتھانوی ج۱ص۶۵، خلال الفطرۃ۔ ادارۃ القرآن کراچی)

پانچ سال کی لڑکی کا بال کٹوانا کیسا ہے؟

سوال: پانچ سال کی لڑکی کا بال کٹوانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

کسی بیماری کی وجہ سے علاجاً کٹوا سکتے ہیں، بال عورتوں کی زینت ہے، مردوں کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے کٹوانا ممنوع ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ولو حلقت المرأۃ رأسہا فان فعلت بوجع أصابہا لا بأس بہ و إن فعلت ذلک شبہا بالرجل فھو مکروہ۔ (الہندیۃ ج ۵ ص ۴۱۴ باب التاسع عشر فی الختان، زکریا جدید)

عن علی رضی اللہ عنہ نھی رسول اللہ ﷺ أن یحلق المرأۃ رأسہا۔ (ترمذی شریف ج۱ ص۸۲، بلال دیوبند)

أما إذا کان حلق المرأۃ شعر رأسہا لعذر أو وجع فلا بأس بہ عند الحنفیۃ والحنابلۃ۔ (الموسوعۃ الفقھیۃ۔ ج۱۸ص۹۶)

إذا حلقت المرأۃ شعر رأسہا فإن حلقت لوجع أصابہا فلا بأس بہ وإن حلقت

تشبّهًا بالرجال فهو مکروه وهو مذموم علی لسان الشرع۔ (الفتاوی التاتارخانیة ج۱۸ ص۲۱۲، زکریا جدید)

بجلی کے میٹر کی چوری جائز ہے یا نہیں

سوال: بجلی کا میٹر جو حکومت نے ہم کو دیا ہے بعض لوگ اس کو روک چلاتے ہیں کہ زائد خرچ ہو اور ہم کو کم دینا پڑے۔ ایسی حالت میں ہم کو میٹر روک کر چلانا حرام ہے یا جائز ہے؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ایسا کرنا جائز نہیں، (۱) معاہدہ کے خلاف ہے، قانوناً بھی جرم ہے اور پکڑے جانے پر بے عزتی کا سبب ہے اور حدیث پاک میں ہے لا ینبغی لاحد ان یذل نفسه (مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۲۲۰) (۲) کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کو ذلیل کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) لا یجوز لأحدٍ أن یتصرّف فی ملك الغیر بغیر إذنه۔ (قواعد الفقه ص۱۱۰ رقم: ۲۷۰، دار الکتاب دیوبند)

قال رسول الله ﷺ ألا لا تظلموا ألا لا یحلّ مال إمرء إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة شریف ج۱ ص۲۵۵ باب لغصب والعادیة)۔ مکتبه ملت۔

(۲) قال رسول الله ﷺ لا ینبغی للمؤمن أن یذلّ نفسه قالوا و کیف یذل نفسه قال یتعرّض من البلاء لما لا یطیق۔ (ترمذی شریف: ابواب الفتن ج۲ ص۵۱، بلال دیوبند۔ وفی مشکاة المصابیح ج۱ ص۲۲۰ ملت دیوبند)

لا یجوز حمل تراب ربض المصر الخ۔ (الهندیة: کتاب الحظر والاباحة ج۵ ص۳۷۳،

مکتبہ رشیدیہ)

(و کذا فی امداد الفتاوی ج۴ص۱۴۷، زکریا)۔ قدیم۔

لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحدٍ بغیر سبب شرعیّ۔ (البحر الرائق: کتاب الحدود، فصل فی التعزیر ج۵ ص۴۱) (و کذا فی الشامی: مطلب فی التعزیر بأخذ المال ج۴ص۶۱، سعید)

مکان کے سلسلہ میں دلالی کرنا کیسا ہے؟

سوال: مکان کے سلسلے میں دلالی کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا

دلالی کا پیشہ مباح ہے۔ کذا فی کفایۃ المفتی ج ۷ ص ۷۷ ۳ باب چہارم۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وفی الدلال و السمسار یجب أجر المثل وما تواضعوا علیه أنّ فی کل عشرة دنانیر کذا فذاك حرام علیهم۔ وفی الحلوی: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار: فقال: أرجو أنّه لابأس به وإن کان فی الأصل فاسد لکثرة النعامل و کثیر من هذا غیر جائز۔ فجوّزوه لحاجة الناس إلیه کدخول الحمام۔ (شامی: مطلب فی اجرة الدلال ج۶ص۶۳ کراچی)

وفی الدلال والسمسار یجب أجر المثل۔۔۔۔ دفع ثوبا إلیه وقال بعه بعشرة فما زاد فهو بینی و بینك ۔۔۔۔ ولو باعه باثنی عشر أو أکثر فله أجر مثل عمله وعلیه الفتوی هکذا فی الغیاثیة۔ (الهندیة: کتاب الإجارة ج۴ص۴۸۷، زکریا جدید)

و کذا فی التاتارخانیة ج۱۵ص۱۳۷، زکریا)

أجرة السمسار والمنادی والحمام وما أشبه ذلك مما لا تقدير فيه للوقت ولا مقدار لما استحق بالعقد وللناس فيه حاجة فكانت جائزة وإن كان في الأصل فاسدًا لحاجة الناس إلى ذلك۔ (الفتاوی الولوالجية ج۳ص۳۴۴،زکریا)

(۱)وفی کفایة المفتی: باب ج۷،ص۳۴۱،زکریا۔

نقلی بالی بنانے کا کاروبار کیسا ہے؟

سوال: نقلی بالی بنانے کا کاروبار کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

نقلی بالی کا کاروبار جائز ہے لیکن اصلی کہہ کر اس کو فروخت نہ کرے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ أنّ رسول الله ﷺ ... ثمّ قال من غشّ فليس منّا۔ (ترمذی شریف: كراهية الغش فی البيوع ج۱ص۲۴۵، بلال دیوبند)

المسلم احق المسلم لا يحل لمسلم باع من اخيه بيعاً فيه عيب الا بينّه له

(جمع الفوائد: مالا يجوز فعله فی البيع ص/ ۶۳۲،ج/ ۳،رقم ۳۷۶۱۔مجمع الشيخ محمد زکریا۔

من علم بسلعته عيباً لم يجز بيعها حتى بينّه للمشتری، فان لم يبيّنه فهو آثم عاص، نص عليه احمد، لما روى حكيم بن حزام عن النبی ﷺ: انه قال البيعان بالخيار مالم يتفرقا فان صدقا وبينا يورك لهما وان كذبا وكتما محق بركة بيعهما متفق عليه۔

(اعلاء السنن، باب حرمة الغش ص/ ۵۴،ج/ ۱۴ادارۃ القرآن کراچی)

(۱) رجل اراد ان يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب أن يبينها فلولم يبين

قال بعض مشائخنا یصیر فاسقا مردودالشهادة۔ (الهندیة، باب العشرون فی البیعات المکروهة ص۲۱۰، ج۳) رشیدیه، وفیه ایضاً: ولا باس بیع المغشوش إذا کان الغش ظاهراً کالحنطة بالتراب وان طحنه لم یجز حتی یبیّنه (الهندیة، ص۲۱۵، ج۳، رشیدیه)

لا یحل کتمان العیب فی مبیع او ثمن لأنّ الغش حرام۔ (شامی، ص۴۷، ج۵، کراچی)

عزل سے متعلق چند اہم سوالات

سوال: تجویز آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ ۱۷/ ۱۸/ اپریل ۷۶ئ

(۱) فقہ اسلامی کی روشنی میں بعض مخصوص حالات میں متعین شخصی اعذار کے باعث ''عزل'' جیسی بعض مانع حمل تدابیر کو اختیار کرنا جائز ہے اور ماضی میں اصحاب افتاء اس طرح کے ہر شخصی معاملہ کو اس کی مخصوص نوعیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے فتویٰ دیتے رہے ہیں اور آج بھی فقہ اسلامی کی روشنی میں ایسے فتوے دیئے جاتے ہیں۔

(۲) لیکن اس اجتماع کے نزدیک شخصی حالات میں دی گئی اس اجازت کا موجودہ اجتماعی قانون سازی اور جبر وتعدی سے کوئی تعلق نہیں اور نسبندی جیسی تدبیر بہر حال شرع اسلامی کی رو سے قطعاً ناجائز ہے۔ (امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی ناظم مسلم پرسنل لاء بورڈ)

اس تجویز کے تحت چند سوالات ہیں:

(۱) مخصوص حالات کی تفصیل کیا ہے جس میں عزل جائز ہے؟

(۲) عزل جیسی بعض مانع حمل تدابیر کون کون سی ہیں؟

(۳) بعض مانع حمل تدابیر میں نرودھ کا شمار ہے یا نہیں؟

(۴) عزل کی جگہ پر نرودھ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ماسٹر محمد وجہہ القمر جھٹکاہی چمپارن (بہار)

الجواب: حامدًا ومصلیًا

(۱) فساد زمانہ اور ماحول کے بگاڑ کی وجہ سے اولاد کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہو، یعنی اولاد مطیع اور فرماں بردار نہ بنے۔ (درمختار ج ۲ ص ۳۷۹)

(۲) بیوی بداخلاق ہو اندیشہ ہو کہ اولاد ہو جانے کے بعد اس کی بداخلاقی میں اضافہ ہو جائے گا اس بنیاد پر اولاد ہو جانے کے بعد اسے طلاق کا کوئی خطرہ وخدشہ نہیں رہ جائے گا۔ (کذافی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، ج ۲ ص ۳۷۹، ۳۸۰)

(۳) بیوی بدخلق ہو شوہر جدا کرنا چاہتا ہو اندیشہ ہو کہ حاملہ نہ ہو جائے۔ (شامی ج ۲ ص ۳۸۰)

(۴) عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو استقرار حمل یا دوسرے بچہ کے لئے باپ کے پاس اتنی وسعت نہ ہو کہ اس کی پرورش کے لئے کسی دودھ پلانے والی کا انتظام کر سکے۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۰) (۱)

(۵) استقرار حمل سے ضیاع نفس کا اندیشہ ہو اس بنیاد پر اس میں کسی وجہ سے دردزہ کے تحمل کی طاقت نہ ہو احیاء العلوم ج ۲ ص ۵۲ (امام غزالی) یہ وہ مخصوص حالات ہیں جن کے تحت عزل جائز ہے۔

(۲) ایک تو خود عزل ہے اس کے علاوہ تین اور طریقے بھی ہیں:

(۱) عورت کا رحم یعنی بچہ دانی کے منہ کو کسی چیز سے بند کر دیا جائے تا کہ مادہ منویہ خارج ہو کر اس کے اندر رہ جائے رحم میں داخل نہ ہو۔ (۲)

(۲) مرد کا اپنے عضو کے سرے پر کوئی ایسی چیز باندھ لینا کہ مادۂ منویہ خارج ہو کر اس کے اندر رہ جائے رحم میں داخل نہ ہو سکے۔

ایسی دوائیں استعمال کرنا جو وقتی طور پر استقرار حمل سے مانع ہوں۔

(۳، ۴) بعض مانع حمل تدابیر میں سے نرودھ کا استعمال بھی ہے لہٰذا جواز وعدمِ جواز کا اختلاف جس طرح عزل میں ہے اسی طرح نرودھ میں بھی ہوگا کسی عذر شرعی کے تحت جس طرح

عزل کرسکتے ہیں اسی طرح نرودھ کو بھی استعمال کرسکتے ہیں، لیکن اسکے استعمال کی عادت نہ ڈالے، نیز عزل کا قائم مقام سمجھ کر استعمال کرے اس کو برادران وطن کے افکار وخیالات کے دباؤ یا ہم آہنگی کا ذریعہ نہ بنائے، صرف شرعی اجازت سے فائدہ اٹھائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) قالوا فی زماننا یباح لسوء الزمان.... وفی الفتاوی إن خاف من الولد السوء فی الحرّة یسعه العزل بغیر رضاها لفساد الزمان .... وهذا أی عدم الجواز إذا لم یخف علی الولد السوء لفساد الزمان و إلا فیجوز بلا إذنها .... مثل هذا العذر به کأن یکون فی سفر بعید أو فی دار الحرب فخاف علی الولد أو کانت الزوجة سیئة الخلق ویرید فراقها فخاف أن تحبل.... ومن الأعذار أن ینقطع لبنها بعد ظهور الحمل و لیس لأب الصبی ما یستأجر به الظئر ویخاف هلاکه۔ (شامی: مطلب فی حکم العزل ج۳ص۱۷۶ کراچی)

(و کذا فی الفقه الاسلامی وأدلته ج۹ص۶۶۰۱، دار الفکر المعاصر)

العذر فی العزل یتحقّق فی الأمور التالیة: (۱) إذا کانت الموطودة فی دار الحرب و تخشی علی الولد الکفر۔ (۲) إذا کانت أمة و یخقی الرق علی ولده۔ (۳) إذا کانت المرأة یمرضها الحمل أو یزید فی مرضها (۴) إذا خشی علی الرضیع من الضعف، إذا فسد الزمان وخشی فساد ذریته۔ (الموسوعة الفقهیة ج۳۰ ص۸۲) وفی إعلاء السنن ج۱۷ص۴۰۹۔ ادارۃ القرآن کراچی

و کذا فی الهندیة: باب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات ج ۵ ص ۴۱۲۔زکریا جدید)

(۲) یجوز لها سد فم رحمها کما تفعله النساء۔(شامی: ج۳ ص۱۷۶ کراچی۔ و کذا فی إعلاء السنن ج۱۷ص۴۰۴ ادارۃ القرآن کراچی۔

(۲) و کذا لو عالجت لاسقاط الولد لا یأثم ما لم یستبن شيئ من خلقه فی مائه وعشرین یومًا۔ (عنایه مع فتح القدیر ج۳ ص۲۷۳ باب نکاح رقیق، دار احیاء التراث العربی۔)

انشورنس کا حکم

سوال: آج کا مسلمان تعلیم کے مدیان میں اقتصادی میدان میں روزگار کے معاملے میں غرض کہ شعبہ ہائے زندگی کے ہر میدان میں اپنے دوسرے ہم وطن بھائیوں سے کندھا ملا کر آگے بڑھنا اور ترقی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایک طرف تو اس کا پچھڑا پن دوسری طرف ہر میدان میں ہونے والا تعصب تیسری طرف وہ اپنے اندھیرے میں اپنے مستقبل کی راہیں تلاش کر کے ہاتھ پیر مار رہا ہے۔ اور کوشاں ہے کہ اس کا مستقبل روشن اور تابناک ہو جائے لیکن وہ حد درجہ مایوس ہے کہ منزل تک رسائی حالاتِ حاضرہ کے تجربہ اور مشاہدہ نے اسے ایک گونہ ناممکن بنا دیا ہے۔ اس کی وجہ سے اس دور کے فرقہ وارانہ فسادات ہیں جو کہ زندگی کے سارے رشتوں کو یک لخت قطع و برید کر کے رکھ دیتے ہیں یہاں تک کہ زندگی خود سلامت نہیں رہ پاتی ہے۔ لہٰذا ایسے نامساعد حالات میں ہر ذی فکر مسلمان کو اپنے املاک وغیرہ کا لائف انشورنس کرانا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے تا کہ ان حالات میں جن کے تصور سے دل کانپ اٹھتا ہے اور کلیجہ باہر آنے لگتا ہے اس زخم کا مرہم اور دقت کا تدارک ثابت ہو سکے اور اصحاب رائے از روئے شرع اس کی اجازت دیں تو ہر مسلمان کو اس اقدام پر عمل کرنا بہتر ہوگا۔ امید ہے کہ جلد از جلد جوابِ شافی سے نوازیں گے۔ عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا

حالات حاضرہ کے تحت دورِ حاضر میں اشیاء متقومہ (دوکان مکان گاڑی وغیرہ کی) کا انشورنس کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں جائز ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

انشورنس فی نفسہ حرام ہے کیونکہ اس میں رباء اور قمار دونوں ہوتا ہے البتہ ضرورت کی بنا پر الضرورات تبیح المحضورات کے قاعدہ سے گنجائش نکل سکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
عبدالحلیم غفرلہ

نوٹ: فقہی سمینار کے اہم فیصلے اس باب میں اہم ہیں، اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

التعلیق والتخریج

(۱) الضرورات تبیح المحظورات۔ (الاشباہ و النظائر: القعدہ الخامسة ص۲۵۱، دار الکتاب دیوبند)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامّة کانت أو خاصّة۔ (الاشباہ و النظائر ص۲۶۷، دار الکتاب دیوبند)

وفی کفایة المفتی: کتاب الربا، دوسرا باب ج۸ ص۸۳، زکریا)

جرسی گائے کے دودھ کا حکم

سوال: زید کے پاس جرسی گائے ہے بکر اس کا دودھ خرید کر لیجارہا تھا کہ راستہ میں ایک صاحب نے شبہۃً یہ بات کہی کہ جرسی گائے کا دودھ جائز نہیں کہ اس کی نسل سور کے بیج سے چلی ہے۔ اس وقت سے ذہن پر کافی اثر ہے اس لئے مسئلہ دریافت ہے کہ اس کی شرعاً کیا حقیقت ہے ایا جرسی گائے کا دودھ استعمال کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیًا

جرسی گائے کا دودھ استعمال کرنا جائز ہے عوام میں غلط مشہور ہے کہ جائز نہیں۔ ونظیرہ فی الشامی (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

اعلم أنّ الأصل فی الأشیاء کلّها سوی الفروج الإباحة.... وإنّما تثبت الحرمة بعارض نص مطلق أوخبر مروی، فما لم یوجد شئ من الدلائل المحرمّة فهی علی الإباحة۔ (مجمع الأنہر: کتاب الأشربة ج۴ ص۲۴۴، فقیہ الأمت)

(۱) وفی الخانیة وغیرھا: لمن المأکول حلال۔ (شامی: کتاب الأشربۃ۔ج۶ص ۴۵۶ کراچی)

(وکذا فی التاتارخانیۃ ج۱۸ص ۴۳۳، زکریا جدید)

وإنّ لکم فی الأنعام لعبرة نسقیکم ممّا فی بطونه من بین فرثٍ ودم لبنًا خالصا سائغًا للشاربین۔ (سورة النحل: آیة: ٦٦)

دعوت کے اقسام اور ان کا حکم

سوال: ہمارے مدرسہ میں مدرسین کی تعداد چار اور یتیم ونادار طلبہ کی تعداد پچپن ہے۔ مدرسین وطلبہ کے کھانے کا نظم مدرسہ سے ہے، مدرسین فی کس ڈیڑھ سو روپئے فیس خوراکی ادا کرتے ہیں، ان طلبہ کی بعض اہل خیر حضرات دعوتیں بھی کرتے رہتے ہیں جن میں مختلف انواع کی دعوتیں ہوتی ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے دعوتِ ایصال ثواب، دعوتِ نذور، دعوتِ شفاءِ مریض، دعوت تحفظ حافظہ، دعوتِ تکمیل کام اور بعض حضرات یوں ہی کہہ دیتے ہیں کہ بچوں کو کھلا دیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان دعوتوں میں مدرسین شریک ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر بعض میں شریک ہوسکتے ہیں اور بعض میں نہیں تو اس کی تفصیل لکھیں اور وجہ فرق بھی تحریر کریں اور یہ بات خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ دعوتیں بچوں ہی کے لئے ہوتی ہیں اسی بنا پر لوگ اجتناب کرتے آئے ہیں اور احتیاطی پہلو بھی مرقوم فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

تقویٰ کے اعتبار سے اعلیٰ بات یہی ہے کہ ایسی دعوتوں میں شرکت نہ کریں اس لئے کہ داعی نے یہ کہا ہے کہ بچوں کو کھلا دو اور اگر شریک ہوں تو اس وقت کھانے کی قیمت لینا منتظمین

کے لئے درست نہیں اس لئے کہ داعی نے بیع وشراء کی اجازت نہیں دی ہے۔

دعوت ایصالِ ثواب اگر قرآن خوانی کے بعد یہ دعوت کھلائی جائے تب تو طلبہ کو بھی پرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ تلاوت قرآن کی اجرت ہے اور یہ جائز نہیں (۱) اور اگر بغیر قرآن خوانی کے یہ دعوت کی جائے تو دیکھا جائے کہ ترکہ کے مال سے تو نہیں اگر ترکہ کے مال سے ہو تب بھی طلبہ کو نہ کھلایا جائے (۲) ہاں اگر ترکہ کا مال ہو اور ورثاء میں سب بالغ ہوں اور سب کی رضامندی سے دعوت کی جائے یا بالغین میں سے کوئی اپنی آمدنی سے دعوت کر رہا ہے تو اس کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر اساتذہ شریک نہ ہوں تو بہتر ہے۔

دعوتِ نذر اس کے مستحق صرف نادار طلباء ہیں اور وہ اساتذہ بھی شریک ہو سکتے ہیں جو غریب ہیں۔(۳)

دعوتِ شفاءِ مریض، دعوت تحفظ حادثہ اور دعوت تکمیل کام: اگر نذر پر مشتمل ہے اس طور پر کہ اللہ نے اگر مجھے شفاء دے دی تو میں پچاس غریبوں کو کھانا کھلاؤں گا یا یہ کہا ہو کہ اگر میں فلاں حادثہ سے بچ گیا تو میں پچاس غریبوں کی دعوت کروں گا یا یہ کہا ہو کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں پچاس مسکینوں کی دعوت کروں گا پھر وہ کام ہو جائے تب دعوت کرے تو اس کا حکم وہی ہے جو دعوت نذور میں گزر چکا۔ اور اگر نذر پر مشتمل نہ ہو بلکہ مریض کی صحت یابی پر بطور شکرانہ اور حادثہ سے حفاظت اور کام کی تکمیل کی خوشی میں دعوت کی گئی ہو تو اس کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (۴) اس کو امیر وغریب سب کھا سکتے ہیں۔(۵) بہتر صورت یہ ہے کہ جب داعی آئے اور اس کی دعوت ایسی ہو جس میں امیر وغریب سب شریک ہو سکتے ہوں جس کی تفصیل ابھی گذر چکی ہے تو ذمہ دار داعی سے کہہ دے کہ ان بچوں کے ساتھ ہمارے مدرسہ کے اساتذہ شریک رہیں گے ورنہ ان اساتذہ کا الگ سے انتظام کرنے میں پریشانی ہوگی اور داعی اس کو بخوشی قبول کرلے تو تقویٰ کے اعتبار سے شرکت میں کوئی قباحت نہیں؟

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) إنّ القراءة بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى والآخذ والمعطى آثمان، فإذا لم يكت للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فإين يصل الثواب إلى المستأجر۔ (شامى: كتاب الاجارة ج۶ص۵۶ کراچى)

ويكره اتخاذ الطعام..... واتخاذ الدعوة لقرائة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم، أو لقرائة سورة الأنعام أو أن الاخلاص۔ (شامى: باب صلاة الجنازة ومطلب فى كراهة الضيافة من أهل الميت ج۲ ص۲۴۰ کراچى۔ وكذا فى الطحطاوى على المراقى ص۶۱۷، دار الكتاب ديوبند)

(۲) وإن اتخذ طعامًا للفقراء كان حسنًا و فى استحسان الخانية وإن اتّخذ ولىّ الميتِ طعامًّا الفقراء كان حسنًا إلاّ أن يكون فى الورثة صغير فلا يتخذ ذلك من التركة۔ (الطحطاوى على المراقى ص۶۱۷، ۶۱۸، دار الكتاب۔ وكذا فى البزازية: كتاب الاستحسان ج۳ص۲۱۶۔ زكريا جديد)

(۳) مصرف الزكاة و العشر: هو الفقير وتحته فى الشامية: وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفّارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبات۔ (شامى: باب مصرف الزكاة ج۲ص۳۳۹ کراچى)

ويأكل من لحم الأضحية۔ و فى الشامى: إذا لم تمن واجبة بالنذر وإن وجبت به لايأكل منها شيئا ولايطعم غنيّا سواء كان الناذر غنيّا أو فقيرًا لأنّ سبيلها التصدق وليس المتصدق ذلك۔ (شامى: كتاب الأضحية ج۶ص۳۲۷ کراچى)

(۵) كلّ قربة كانت على سبيل الإباحة استوى فيه الغنى والفقير۔ (قواعد الفقه ص۱۰۱ رقم:۲۲۹ دار الكتاب

(۴) وعلى هذا فالذبح عند وضع الجدار أو عروض مرض أو شفاء منه لا شكّ فى حلّه لأنّ القصد منه التصدق۔ (شامى: كتاب الذبائح ج۶ص۳۰۹ کراچى)

وقید بالزکاۃ لأنّ النفل یجوز للغنی کما للهاشمی وأمّا بقیّة الصدقات المفروضه والواجبه کالعشر و الکفّارات والنذور وصدقة الفطر فلایجوز صرفها للغنی لعموم قوله علیه الصلاة والسلام لا تحلّ صدقة لغنی خرج النفل منها لانّ الصدقة علی الغنی هبة کذا فی البدائع۔ (البحر الرائق: باب مصرف الزکاۃ ج۲ ص۲۴۵۔ سعید)

سرمہ دانی کی سلائی سونے کی ہوتو کیا حکم ہے

سوال: زید کے پاس ایک سرمہ دانی ہے جس کی سلائی سونے کی ہے تو کیا اس سلائی سے سرمہ لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

سونے کی سلائی کا استعمال جائز نہیں۔ کذا فی الهدایة والاکتحال بمیل الذهب والفضه الخ ج۴ ص۴۳۶۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

وکذا لایجوز الاکتحال بمیل الذهب و الفضه۔ (الهندیة: باب العاشر فی استعمال الذهب والفضة۔ ج۵ ص۳۸۷۔ زکریا جدید)

(۱) الاکتحال بمیل الذهب والفضة۔ (الهدایة: کتاب الکراهة ج۴ ص۴۵۲۔ فیصل دیوبند)

وکذا فی الشامی: ج۶ ص۳۴۱ کتاب الحظر والاباحة کراچی)

وکذا فی مرقاۃ المفاتیح: کتاب الأطعمة، باب الاشربة ج۸ ص۲۲۶۔ إشاعة الاسلام دهلی)

جس مصلی پر کعبہ کی تصویر ہو اس کے استعمال کا حکم

سوال: ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ مسجدوں میں ایسا مصلیٰ جس پر کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی کی تصویر ہوتی ہے نہیں رکھنا چاہئے اس سے ان مقدس مقامات کی بے حرمتی ہوتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ممکن ہے ان حضرات کی یہ بات غایتِ محبت پر مبنی ہو جسے ان حضرات کا حال قرار دیا جاسکتا ہے اور حال صاحبِ حال کے لئے چاہے معمول بہا ہو لیکن یہ حجت شرعیہ نہیں ہے اسے عام قانون اور ضابطہ کی شکل نہیں دی جاسکتی کسی دلیل شرعی سے ایسے مصلوں پر جن پر بیت اللہ اور مسجد نبوی کی تصویر بنی ہو نماز پڑھنے کی ممانعت اب تک ثبوت کے درجہ میں ظاہر نہیں ہوسکی اس کے برخلاف شرقاً وغرباً خود حجاز مقدس میں علماء وصلحاء اکابرین امت کا ایسے مصلوں کو نماز کے لئے استعمال کرنا (لا تجتمع امتی علی الضلالۃ) کے تحت ثبوتِ جواز کی بیّن دلیل ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب — الجواب صحیح

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی — بندہ عبد الحلیم عفی عنہ

التعلیق والتخریج

(۱) وأمّا صورۃ غیر ذی روح فلا خلاف فی عدم کراھۃ الصلاۃ علیھا أو إلیھا۔ (حلبی کبیری: فصل فی کراھیۃ الصلاۃ ص۳۵۹) (وکذا فی الشامی: ج۱ ص۶۴۹ کراچی)

ولا بأس بنقشہ خلا محرابہ فإنّہ یکرہ لأنّہ یلھی المصلی۔ وتحتہ فی الشامیۃ: أی فیخلّ بخشوعہ من النظر إلی موضع سجودہ ونحوہ۔ (شامی: باب ما یفسد الصلاۃ ج۱ ص۶۵۸ کراچی)

وتزیینھا أی العمارۃ بالفرش لا علی وجہ یشغل قلب المصلی عن الحضور۔ (تفسیر روح المعانی ج۶ ص۹۶۔ زکریا)

(وکذا فی البحر الرائق: باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ ج۲ ص۲۷ کراچی)

والی بال کا کھیل شرعاً کیسا ہے؟

سوال: والی بال کھیل شرعاً کیسا ہے؟ اہل مدارس نے طلباء کو یہ کھیل کھیلنے کی اجازت دیدی ہے بلکہ گیند و کھیل کے جملہ سامان بھی فراہم کرتے ہیں یہ کس حد تک ٹھیک ہے؟ طلباء کو اس کے کھیلنے کی اجازت دی جانی چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا

شرعی کھیل تفریح تین ہیں، چنانچہ مستدرک حاکم کتاب الجہاد میں ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ کی ہے "کل شیئ من لهو الدنیا باطل الا ثلاثة انتضالك بقوسك وتادیبك لفرسك وملاعبتك لاهلك فإنها من الحق "(۱) دنیا کا ہر لہو (کھیل کود) باطل ہے مگر تین چیزیں، ایک یہ کہ تم تیر کمان سے کھیلو، دوسرے اپنے گھوڑے کو سدھاؤ، تیسرے اپنی بیوی کے ساتھ ملاعبت کرو، لیکن حضرت ابن عباسؓ کی ایک مرفوع حدیث ہے جس میں دو باتوں کا اضافہ ہے "خیر لهو المؤمن السیاحة وخیر لهو المرأة المغزل(۲)(جامع صغیر)" ایک اور حدیث میں ہے "الهوا والعبوا" (۳) تفریح اور کھیل کود کرتے رہو، (رواہ البیہقی) اور بعض روایات میں اسی کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں "فانی اکره ان یری فی دینکم غلظة" یعنی اسکو پسند نہیں کرتا کہ تمہارے دین میں خشکی اور شدت دیکھی جائے۔ اسی طرح بعض صحابہ کرام سے منقول ہے کہ جب وہ قرآن وحدیث کے مشاغل سے تھک جاتے تو بعض اوقات عرب کے اشعار یا تاریخی واقعات سے دل بہلاتے تھے۔ (ذکره عن ابن عباسؓ فی کف الرعاع) اور ایک حدیث میں ارشاد ہے "روحوا القلوب ساعة فساعة" (اخرجه ابوداؤد فی مراسیله عن ابن شهاب مرسلاً) یعنی تم اپنے قلوب کو کبھی کبھی آرام دیا کرو (معارف القرآن ج ۷ ص ۱۲۴) اس سے قلب و دماغ کی تفریح اور اس کے لئے کچھ وقت نکالنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، نیز حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ اہل حبش کو مسجد نبویؐ میں عید کے

دن بانا کھیلنے کی اجازت دی اور آپ نے یہ کھیل حضرت عائشہؓ کو خود دکھایا جس سے تفریح کا ثبوت بھی ملتا ہے اور ہمت افزائی بھی ہوتی ہے۔

حاصل یہ کہ کھیل اگر مقاصد صحیحہ کے تحت ہوں اور بقدر ضرورت ہو اس میں بہت غلو نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے طلباء جو صبح سے شام تک تحصیل علمِ دین میں مشغول رہتے ہیں ان کے لئے عصر کے بعد کا وقت تفریح قلب و دماغ و جسمانی راحت کا ہوتا ہے، لہٰذا ان کو کسی کھیل کی اجازت دینی چاہئے، تاکہ رات کی تعلیم کے لئے تیاری کریں، یہ کھیل برائے کھیل نہیں بلکہ رات کے تعلیمی مشاغل کے لئے قلب و دماغ اور جسم کو مستعد کرنا ہے، لہٰذا طلباء کے لئے اگر کھیل یا اس کے سامان کا انتظام کوئی شخص خود کر دے یا کوئی تنظیم کر دے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے بشرطیکہ لباس شرعی حدود میں ہو اور اسی کو مقصود نہ بنالیا جائے، تعلیمی فرائض اور نماز سے غفلت نہ پیدا ہو اور اس میں زکوٰۃ کی رقم نہ لگائی جائے۔ (۵)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه: أنّ رسول الله ﷺ قال كلّ شيئ من لهو الدنيا باطل إلاّ ثلاثة انتضالك بقوسك وتأديبك فرسك وملاعبتك أهلك فإنّها من الحق. (مستدرك حاكم: كتاب الجهاد، رقم الحديث: ۲۴۶۸ ج۲ ص۱۰۴۔ دار الكتاب العلمية، بيروت)

(۳) الهوا والعبوا فإنّي أكره أن يرى في دينكم غلظة۔ (كنز العمال اللهو المباح، ج۱۵ ص۲۱۲۔ موسسة الرسالة بيروت)

(۲) خير لهو المؤمن السياحة وخير لهو المرأة المغزل۔ (فيض القدير شرح الجامع الصغير ج۳ ص۶۵۱ رقم: ۴۰۷۶۔ دار الكتاب العلمية، بيروت)

روّحوا القلوب ساعة فساعة۔ (فيض القدير شرح الجامع الصغير ج۴ ص۵۳ رقم:

۴۴۸۴۔ دار الکتاب العلمیة)

(۵) حاصل الکلام أنّ ترویح القلب وتفریحه و کذا تمرین البدن من الا تفاقات المباحة والمصالح البشریّة لا تمنع الشریعة السمحة برأسها۔ نعم! تمتع الغلو والانهماك فیها بحیث یضر بالمعاش أو المعاد وهذا هو السر فی اباحة بعض الملاهیّ فی بعض الأحیان۔ (أحکام القرأن للتهانوی: ج۳ ص۱۹۶۔ ادارة القرآن کراچی)

الألعاب التی یقصد بها ریاضة الأبدان أو الاذهان جائزة فی نفسها مالم تشتمل علی معصیة أخری، وما لم یؤدّ الانهماك فیها إلی الخلال بواجب الإنسان فی دینه ودنیاه۔ (تکمله فتح الملهم: باب تحریم اللعب ج۴ ص۳۸۲۔ فیصل دیوبند)

ریڈیو، ٹیپ، ٹیلی ویژن رکھنے کا حکم

سوال: موجودہ دور میں عالمی خبریں نیز اندرون ملک کے حالات معلوم کرنے کے لئے ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ، ٹیلی ویژن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ ریڈیو سے متعلق خوب مفصل اور اطمینان بخش جواب بحوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: عبد السلام قاسمیؔ، اسرار شہید، بستی

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ ان کا استعمال حدود شرعیہ کے تحت ہو (یعنی ان کے استعمال کو تلاوت اور خبر تک محدود رکھا جائے) البتہ ٹیلی ویژن کو لگانے کی مفتیان عصر اجازت نہیں دیتے اس لئے کہ اس کے مفاسد کا انسداد بہت مشکل ہے۔ اس کی وجہ سے گھر کے بچوں میں، مردوں میں، عورتوں میں، جتنی بے حیائیاں پیدا ہو جاتی ہیں محتاجِ بیان نہیں، ”عیاں راچہ بیاں“ بہت سے علماء نے اس کے مفاسد پر مستقل رسالے بھی لکھے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ٹی وی ایمان کے لئے ٹی بی ہے بس اللہ

حفاظت فرمائے۔آمین (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

نوٹ: یہ ۱۴۰۲ھ کا فتویٰ ہے ۱۴۲۰ھ میں حالات کے تحت کچھ نئے فیصلے سامنے آئے ہیں لہٰذا فقہی سمینار کی روداد دیکھ لی جائے۔

التعليق والتخريج

(۱) أمّا التلفزيون والفيديو، فلا شك فى حرمة استعمالهما بالنظر إلى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة من الخلاعة والمجون والكشف عن النساء المتبرجات أو العاريات وما إلى ذلك من أسباب الفسوق. (تکملۃ فتح الملہم: کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان ج ۴ ص ۱۴۲ فیصل دیوبند)

و كره كلّ لهو لقوله عليه الصلاة والسلام كلّ لهو المسلم حرام وتحته فى الشاميّة: أى كل لعب وعبث فالثلاثة بمعنى واحد كما فى شرح التأويلات والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه كالرفص والسخريّة والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فإنّها كلها مكروهة، لأنّها زى الكفّار واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام وان سمع بغتة يكون معذور أو يجب أن يجتهد أن لا يسمع. (شامی: کتاب الحظر والاباحة ج۶ص۳۹۵ کراچی)

ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضلّ عن سبيل الله. سورة لقمان: ۶ وفى تفسير المظهرى: ومعنى الآية على هذا من يشترى ذات لهو أو ذات لهو الحديث أو المعنى من يشترى لهو الحديث أى يستبدل ويختار الغناء والمزامير والمعازف على القرآن.... قالوا لهو الحديث الغناء...... قالت الفقهاء الغناء حرام بهذه الآية لكونه لهو الحديث تفسير المظهرى ج۷ص۲۵۴،۲۵۵۔ زکریا۔)

(۴) قال مجاهد، وزاد: إنّ لهو الحديث فى الآية الاستماع إلى الغناء، وإلى مثله من الباطل۔ (تفسير القرطبى ج۷، ص۵۰۵، ۵۰۶۔ شركة القدس)۔

درگا پوجا میں چندہ دینے کا حکم

سوال: ہمارے یہاں غیر مسلم درگا پوجا میں بالجبر ہم سے چندہ لیتے ہیں، بالجبر کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم شریک نہ ہوں تو گالی گلوچ سنیں اور بے عزت ہوں ہماری بازار کی دوکانیں لوٹ لی جاویں اور راہگیروں کو بالکل روک دیا جاتا ہے نماز وغیرہ ادا کرنے میں زحمت اٹھانی پڑتی ہے آیا اس صورت میں ہم لوگ رام لیلا اور درگا پوجا میں چندہ دیں یا نہیں جبکہ مندرجہ بالا تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔

المستفتی: عبدالشکور گاہاں ساڑ، ضلع گورکھپور

الجواب: حامدًا ومصليًا

ان حالات میں آپ چندہ دینا نہ روکیں البتہ چند دیتے وقت یہ نیت کرلیں کہ ہم چندہ مانگنے والے کو یہ پیسہ دے رہے ہیں اور چندہ مانگنے والے سے بھی کہہ دیں کہ بھائی یہ پیسہ ہم تم کو دے رہے ہیں اس طور پر آپ گناہ میں بھی شریک نہیں ہوں گے اور دوسری پریشانیوں سے بھی محفوظ ہوجائیں گے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

ولاتعاونوا على الاثم والعدوان۔ (سورة المائدة: ۲) وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المأثم والمحارم قال ابن جرير الإثم: ترك ما أمر الله بفعله، والعدوان: مجاوزة ماحدّ الله فى دينكم ومجاوزة ما فرض عليكم فى أنفسكم وفى غيركم۔ (تفسير ابن كثير ج۲ص۴۵۳۔ زكريا)

لایصحّ وقف مسلم أو ذمّی علی بیعة أو حربیّ وقیل أو مجوسیّ۔ وتحته فی الشامیة: أمّا فی المسلم فلعدم کونه قربة فی ذاته۔ (شامی: فصل فی الشرکة الفاسدة ج۴ ص۳۴۲ کراچی)

أما إذا أعطی۔۔۔۔ لیدفع به عن نفسه ظلمًا فلا بأس به۔ (مرقاة المفاتیح الامارة والقضاء، باب رزق الولاة وهدایاهم ج۷ ص۲۴۸۔ إشاعت الاسلام دهلی)

(۱) هدیة المسلم للمشرکین وهی جائزة۔ (فیض الباری: کتاب الهبة، باب هدیة المسلم للمشرکین ج۳ ص۳۷۹۔ خضر اه بک ڈپو۔

وأهل الذمّة فی حکم الهبة بمنزلة المسلمین۔ (هندیه: کتاب الهبة، باب الحادی عشر فی المتفرقات ج۴ ص۴۰۵۔ رشیدیه)

جرتا کاٹنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں چکی چلانے والا ہوں اور ہمارے یہاں گیہوں ۴۰ کلو گرام اگر ملے تو اس کو آٹا دیتے وقت ۳۹ کلو گرام ہی لوگ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو ہم نے ۴۰ کلو گرام گیہوں کا آٹا ۳۹ کلو گرام کے پیچھے ایک کلو نہیں کٹتا ہے تو جو صورت صحیح ہو وہ تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمود احمد خاں موضع چھہتی پوسٹ مہولی ضلع بستی

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جرتا کاٹنا جائز ہے لیکن آٹے سے نہ کاٹیں بلکہ گیہوں وزن کرتے وقت حسب دستور گیہوں نکال لیں یا وزن کم کرلیں اس کے بعد آٹا اسی وزن کے اعتبار سے دیں یہ صورت صحیح ہے، مثلاً ۴۰ کلو میں ایک کلو جرتا کاٹنا ہے تو شروع میں ۳۹ کلو وزن کریں اور آٹا بھی ۳۹ کلو دیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) الحیلة أن یفرز الأجر أوّلًا أو یسمی قفیزًا بلا تعیین ثم یعطیه قفیزًا منه فیجوز۔ تحته فی الشامیة: أی یسلّمه إلی الأجیر فلو خلطه بعد و طحن الکل ثم أفرز الأجره وردّ الباقی جاز۔ ولا یکون فی معنی فقیز الصحان۔ (شامی: باب الإجارة الفاسدة ج۶ص۵۷۔ کراچی)

صورة قفیز الطحّان أن یستأجر الرجل من آخر ثوراً لیطحن بها الحنطة علی أن یکون لصاحبها قفیز من دقیقها أو استأجر انسانًا لیطحن له الحنطة بنصف دقیقها أو ثلثه أو ما أشبه ذلك فذلك فاسد والحیلة فی ذلك لمن أراد الجواز أن یشترط صاحب الحنطة قفیزًا من الدقیق الجید، ولم یقل من هذه الحنطة أو یشترط ربع هذه الحنطة من الدقیق الجید لأن الدقیق إذا لم یکم مضافاً إلی حنطة بعینها یجب فی الذمّة۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب الإجارة، الفصل الثالث، فی قفیز الطحان ج۴ص۴۸۰۔ زکریا جدید)

(و کذا فی تبیین الحقائق، باب الإجارة الفاسدة ج۵ص۱۳۰۔ امدادیه ملتان)

لو أطلق ولم یضفه أو أفرزه له أوّلاً جاز بالاجماع وهو الحیلة۔ (سکب الأنهر مع مجمع الأنهر، کتاب الإجارة ج۳ص۵۳۹فقیه الأمت)

حاکم کو رشوت دینے کے لئے بینک میں رقم رکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین درمسئلہ ذیل کہ زید نے اپنا دس ہزار روپیہ پوسٹ آفس میں جمع کردیا کہ اس کے سود سے کسی مجبور کی مدد کی جائے یا کسی ظالم حاکم کو دفع مضرت کے لئے مجبوراً رشوت دیدی جائے کیا ایسا کرنا زید کے لئے جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا

بینک یا ڈاکخانہ میں رقم جمع کرنے کی اسی وقت اجازت ہے جب اپنے پاس رکھ کر

حفاظت کی کوئی سبیل نہ ہوگویا کہ صرف بغرض حفاظت ڈاک خانہ یا بینک میں اپنی رقم جمع کر سکتے ہیں سود حاصل کرنے کے لئے اپنی رقم بینک ڈاکخانہ کے حوالہ کرنا جائز نہیں، (۱) سود حاصل کر کے خواہ محتاج کی امداد مقصود ہو یا دفع مضرت کے لئے حاکم کو دینے کی نیت سے بہر صورت اس نیت کے تحت رکھنا جائز نہیں۔

لعن رسول الله ﷺ اٰکل الربو ومؤکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء رواه مسلم کذا فی المشکوٰة(۲) حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سودی رقعہ لکھنے والے اور سود کی گواہی دینے والے پر اور فرمایا یہ سب برابر ہیں یعنی گناہ میں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وأحلّ الله البيعَ وحرّم الربوا۔ (سورة البقرة: ۲۷۵)

(۲) مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۔ یاسر ندیم۔ ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۲۹۔ بلال دیوبند۔

(امداد الفتاوی ج ۳ ص ۱۵۵۔ زکریا)

(فتاوی عثمانی ج ۳ ص ۲۶۷۔ زکریا)

غیر مسلم، زانی، زانیہ قاتل مسلم کے یہاں دعوت کا حکم

سوال: موضع حسین پور ضلع فیض آباد میں چند آدمیوں کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے جن کا مقصد اپنے گاؤں میں اتفاق و اتحاد قائم کرنا مذہبی بے راہ روی کو روکنا وغیرہ امور ہیں ان کی طرف سے چند سوالات آئے تھے جس کو لکھ کر بھیج رہا ہوں امید کہ مدلل جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

(۱) غیر مسلم کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟

(۲) مسلم زانی یا زانیہ کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو جواز کی کیا صورت ہے؟

(۳) قاتل مسلم کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو جواز کی کیا صورت ہے؟

(۴) اسقاط حمل قتل کے مثل ہے یا نہیں؟

(۵) ایک شخص کی بہن کو ناجائز حمل تھا اس نے اسقاط کرا دیا اس کے ساتھ کھانے پینے کا تعلق رکھنا کیسا ہے؟

(۶) مجرمین جن کا جرم ثابت ہو جائے مثلاً چور، قاتل، زانی ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے روک کے لئے ان پر کچھ جرمانہ لگایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اختر عالم صدر المدرسین مدرسہ قاسم العلوم نریاؤں اعظم گڑھ

الجواب: حامدًا ومصليًا

اگر مجلس دعوت میں غنا و مزامیر، بت پرستی، شراب خوری اطوار شرک وکفر و دیگر محرمات نہ ہوں تو جانے اور دعوت کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں، جائز ہے۔ (۱) **وفی خزانة الروايات فی متفرقات دستور القضاء عن الينابيع لا بأس بعيادة اهل الذمة وحضور جنائزهم وأكل طعامهم والمعاملة معهم وفی السراجية لا بأس بطعام المجوس الذبيحة وهكذا فی المضمرات۔**

(۲،۳) زانی و زانیہ اور قاتل مسلم یہ سب فاسق ہیں، جس طرح داڑھی کٹانے والا جھوٹ بولنے والا غیبت کرنے والا، بلا عذر نماز چھوڑنے والا ان کا مال اگر حلال ہو تو ان کے یہاں کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں، (۲) لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ ہمارے نہ کھانے سے ان پر اثر ہوگا اور اپنے فسق سے باز آجائیں گے تو ان کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے، اسی طرح اگر یہ مقصود ہو کہ اس کو اپنے فسق کا احساس ہو جائے اور یہ سمجھ لے کہ یہ لوگ میرے اس کام کی وجہ سے ناراض ہیں تو اس صورت میں بھی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے، **لا يجب دعوة**

الفاسق المعلن لیعلم انه غیر راض بفسقه الخ کذا فی التمرتاشی (عالمگیری ج ۵ ص ۳۴۳) (۳) لیکن اگر صدق دل سے توبہ کرلیں تو اس کے بعد دعوت رد نہ کی جائے۔

(۴) اگر اسقاط چار ماہ کے بعد کیا تو یہ قتل کے مثل ہے یعنی جو گناہ ایک زندہ انسان کو قتل کرنے کا ہے وہی اس کا ہے اور اگر اسقاط چار ماہ سے قبل کرادیا تو یہ قتل کے مثل نہیں ہے البتہ بلا عذر شرعی یہ بھی ممنوع ہے۔ قال فی النهر هل یباح الاسقاط بعد الحمل؟ نعم یباح مالم یتخلق منه شیء ولن یکون ذالك الا بعد مائة وعشرین یومًا الی ان قال ونقل عن الذخیرة لو ارادت الالقاء قبل مضی زمن ینفخ فیه الروح هل یباح لها ذالك ام لا؟ اختلفوا فیه وکان الفقیه علی بن موسیٰ یقول انه یکره فان الماء بعد ما وقع فی الرحم ماله الحیاة فیکون له حکم الحیوة کما فی بیضة صید الحرم، ونحوه فی الظهیریة قال ابن وهبان فاباحة الاسقاط محمولة علی حالة العذر وانها لا تأثم اثم القتل. (ردالمحتار ج ۲ ص ۳۸۰) (۴)

(۵) اس کا حکم وہی ہے جو ۲، ۳ میں گذر چکا ہے۔

(۶) مالی جرمانہ حضرات حنفیہ کے یہاں جائز نہیں کذا فی کتب المذہب (۵) وہ مجرمین جن کا جرم ثابت ہے مثلاً داڑھی چھلوانے والا، جھوٹ بولنے والا، غیبت کرنے والا، بہن کا حق نہ دینے والا، دوسرے کی زمین غصب کرنے والا، نماز چھوڑنے والا، رشوت سود لینے والا دینے والا ان کے ساتھ کون سا برتاؤ طے کیا ہے؟

انجمن کے ذریعہ قانون بنا کر جرائم کے افعال کو تو روکا جاسکتا ہے لیکن جرائم کی نفرت دلوں میں نہیں بیٹھائی جاسکتی ہے، جب تک ان کے دلوں میں خدا کا خوف نہ ہو اس لئے ان میں تقویٰ پیدا کرانے کی ضرورت ہے اور یہ متقیوں کی صحبت ومجالست سے حاصل ہوگا۔ اس لئے سب سے پہلے ان سب کو نماز کی لائن پر لانے کی کوشش کی جائے اور اگر کسی شخص کا

کوئی جرم ثابت ہو جائے تو اس کی سزا چلہ متعین کر دیں اور اعلان کر دیں کہ جو شخص فلاں جرم میں پکڑا جائے گا اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو ایک چلہ کے لئے جماعت میں جانا پڑے گا انشاء اللہ جہاں دو چار چلہ کے لئے گئے سب ٹھیک ہو جائیں گے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

عن انس بن مالك أنّ يهودية آتت النبی ﷺ بشاة مسمومة فأكل منها فجيئ بها فقيل ألا نقتلها قال:لا فمازلت أعرفها فی لهوات رسول الله ﷺ۔ (بخاری شریف، باب قبول الهدية من المشركين ج۱ ص۳۵٦ ياسر نديم ديوبند)

(۱) ولا بأس بطعام المجوسی كلّها إلاّ الذبيحة فإنّ ذبيحتهم حرام۔۔۔۔ ولا بأس بالذهاب إلی ضيافة أهل الذمّة۔ (الفتاوی التاتارخانية:فصل أهل الذمة والأحكام ج۱۸ ص۱٦٦،۱٦۷۔ زكريا)

(وكذا فی خلاصة الفتاوی:الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي ج ۴ ص ۳۴٦ ـ مكتبه أشرفيه)

(و كذا فی الهندية: كتاب الكراهية: باب الرابع عشر ج۵ ص۴۰۱۔ زكريا جديد)

(۳) (الفتاوی الهندية: الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات ج ۵ ص ۳۹۷ ـ زكريا جديد)

(وفی مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی ج۴ ص۳۳۹۔ مكتبه أشرفيه)

(۲) رجل أهدی إلی انسان أو أضافه إن كان غالب ماله من حرام، لاينبغی أن يقبل ويأكل من طعامه ما لم يخبر أنّ ذلك المال حلال استقرضه أو ورثه، وإن كان غالب ماله من حلال فلا بأس بأن يقبل الهدية ويأكل مالم يتبين له أنّ ذلك من الحرام۔ (الفتاوی التاتارخانية ج۱۸ ص۱۷۵۔ زكريا جديد)

(و كذا فی الهندية ج۵ ص۳۹٦۔ زكريا جديد)

و كذا فی مجمع الأنهر ج۴ ص۱۸٦۔ فقيه الأمت)

(۴) (شامي، مطلب في حكم اسقاط الحمل ج ۳ ص ۱۷۶ کراچی ـ وکذا فی التاتارخانیۃ ج ۱۸ ص ۲۰ زکریا)

(۸) وفى شرح الأثار التعزير بالمال كان فى إبتداء الاسلام ثم نسخ والحاصل ان المذهب عدم التعزير يأخذ المال۔ (شامى، مطلب فى التعزير بأخذ المال ج۴ ص۶۱ كراچى۔ وكذا فى البحر الرائق، باب فى التعزير ج۵ ص۴۱ سعيد)

لايكون التعزير يأخذ المال من الجانى فى المذهب۔ (مجمع الأنهر ج۲ ص۳۷۱ فصل فى التعزير، فقيه الأمت)

لا يعاقب رجل فى ماله وإنّما يعاقب فى بدنه، وانما جعل الله الحدود على الأبدان وكذالك العقوبات، فأما على الأموال فلا عقوبة عليها۔ (كتاب الأمّ للشافعى رحمه الله، كتاب الحكم فى قتال المشركين، الغلول ج۵ ص۳۳۳ دار الحديث القاهرة)

سرکاری تالاب پٹہ کرانے کے بعد مملوک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

سوال: کسی گاؤں میں تالاب ہے اور اس تالاب سے تمام لوگ مچھلی کا شکار کرتے ہیں مگر اب اس تالاب کو زید نے سرکار سے پٹہ کرالیا ہے اور مچھلی خرید کر اس کے اندر پالتا ہے تو اب اس تالاب سے گاؤں کے لوگ مچھلی کا شکار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ لوگ انکار کریں تو آیا جائز ہوگا یا نہیں اور زید کا یہ صورت اختیار کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: رئیس احمد خادم مدرسہ مدینۃ العلوم گنیش پور گورکھپور

الجواب: حامدًا و مصلیًا

اگر تالاب سرکاری ہے اور زید نے پٹہ کے ذریعہ اپنی ملکیت میں داخل کرلیا ہے تو اب گاؤں والوں کا زید کی اجازت کے بغیر مچھلی کا شکار کرنا جائز نہیں۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام لا يحل مال امرء الا بطيب نفسه (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) قال رسول الله ﷺ ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه۔ مشکاۃ شریف، باب الغصب والعارية، فصل ثانی ص۲۵۵ مکتبہ ملت)

لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته۔ (شامی، کتاب الغصب ج۶ ص۲۰۰ کراچی)

و کذا فی الاشباہ والنظائر، کتاب الغصب، الفن الثانی ج۲ ص۴۴۴ زکریا)

لا يجوز لأحدٍ أن يتصرّف في ملك الغير بغير إذنه۔ (قواعد الفقه ص۱۱۰ رقم:۲۷۰ دار الکتاب)

دو ملکوں کی کرنسی کے باہم تبادلے کا حکم

سوال: دو ملکوں کی کرنسیوں کا باہم تبادلہ کمی، زیادتی کے ساتھ جائز ہے، اس پر سبھی علماء کا اتفاق ہے، لیکن کیا دو ملکوں کی کرنسیوں کا باہم تبادلہ ادھار بھی جائز ہے یا نقد کا ہونا ضروری ہے، اس بارے میں دو رائیں ہیں، جناب ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب کی ایک تحریر ''بحث ونظر'' میں شائع ہو چکی ہے جس میں ان کی رائے میں ادھار تبادلہ درست نہیں، اس لئے کہ انہوں نے دلائل بھی دئے ہیں۔ دوسری طرف مولانا تقی عثمانی صاحب کی رائے یہ ہے کہ دو ملکوں کی کرنسیوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ ادھار بھی جائز ہے، انہوں نے بھی دلائل دئیے ہیں۔ ہر دو نقطہ نظر پر مشتمل ایک سوالنامہ چند حضرات علماء کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا جنہوں نے اپنی تحریر رائے دے دی ہے اب آپ کی خدمت میں جناب ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تحریر اور مولانا تقی عثمانی کی تحریر اور دیگر علماء کی رائے کی تلخیص ارسال کر رہے ہیں اور آپ سے یہ توقع کرتے ہیں کہ آپ مسئلہ کے سبھی گوشوں پر غور کر کے اپنی حتمی رائے دلائل کے ساتھ ارسال فرمائیں گے تا کہ چوتھے فقہی سمینار میں انہیں پیش کیا جاسکے اور بحث وگفتگو کے بعد کسی فیصلہ تک پہونچا جاسکے۔

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی صاحب کا مکتوب اور مولانا تقی عثمانی کی تحریر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مکرمی ومحترمی سلام وتحیات

(۱) بحث ونظر جنوری تا مارچ ۱۹۹۰ء میں صفحہ ۱۲ پر یہ لکھا ہے کہ ''دو ملکوں کی کرنسیاں دو اجناس ہیں اس لئے ایک ملک کی کرنسی کا تبادلہ دوسرے ملک کی کرنسی سے کمی بیشی کے ساتھ حسب رضائے فریقین جائز ہے''۔

مجھے ایسا خیال آتا ہے کہ مذکورہ بالا عبارت کے بعد درج ذیل عبارت لکھنے سے رہ گئی ہے، بہرحال یہ اضافہ ضروری ہے ''بشرطیکہ یہ تبادلہ نقد (دست بدست) ہو''۔

موجودہ عبارت کو پڑھنے والا یہ سمجھے گا کہ فریقین راضی ہوں تو دو ملکوں کی کرنسیوں کے تبادلہ میں نہ صرف کمی بیشی جائز ہے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ایک فریق نے ایک کرنسی نقد دیدی اور دوسرے فریق نے دوسری کرنسی کچھ عرصہ بعد دینے کا ذمہ لیا۔

دو کرنسیوں کے تبادلہ میں کمی بیشی جائز ہے مگر ادھار نا جائز ہونے کی دلیل صحیح مسلم باب الصرف میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہوئی حدیث ہے جس کے آخر میں تاکید ہے کہ صرف کا عمل دست بدست ہونا ضروری ہے، حدیث کا متن درج ذیل ہے۔

الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبُرّ بالبُرِّ والشعيرُ بالشعيرِ والتمر بالتمر والملح بالملح مثلًا بمثلٍ سواءً بسواءٍ يدًا بيدٍ، فاذا اختلفت هٰذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يدًا بيدٍ اس ممانعت کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر ادھار کی اجازت ہو تو صرف (MONEY CHANGING) کو سود کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے مثلاً ایک ایسے وقت میں جب کہ بازار کا نرخ ایک ڈالر برابر بیس روپئے ہو اگر ایک آدمی بائیس روپئے فی ڈالر کی شرح سے پچاس ڈالر ادھار خرید رہا ہے تو اس کا قوی امکان ہے کہ وہ دراصل آج ایک ہزار روپئے ادھار لے کر وقت مقررہ پر گیارہ سو ادا کرنے کا ذمہ لے رہا ہے۔ چونکہ ادھار لئے ہوئے پچاس ڈالر سے وہ

آج ہزار روپئے نقد حاصل کرسکتا ہے۔

مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر امید ہے کہ آپ مذکورہ عبارت میں ضروری ترمیم کا اعلان مجلہ ''بحث ونظر'' میں کریں گے یا اگر آپ کا موقف سمجھنے میں مجھ سے کچھ غلطی ہوئی ہے تو اس کی وضاحت فرمائیں گے''

والسلام نیاز کیش محمد نجات اللہ صدیقی

(۲) اب سوال یہ ہے کہ کرنسی کا ادھار معاملہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جیسا کہ تاجروں اور عوام لوگوں میں اس کا رواج ہے کہ وہ ایک ملک کی کرنسی دوسرے شخص کو اس شرط پر دیتے ہیں کہ تم اس کے بدلے اتنی مدت کے اندر فلاں ملک کی کرنسی فلاں جگہ دینا، مثلاً زید، عمرو کو سعودی عرب میں ایک ہزار ریال دے اور یہ کہے کہ تم اس کے بدلے مجھے پاکستان میں چار ہزار پاکستانی روپئے دینا تو یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ جائز ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک اثمان کی بیع میں بیع ثمن کا عقد کرنے والے کی ملکیت میں ہونا شرط نہیں لہٰذا جب جنسین مختلف ہوں تو ادھار کرنا جائز ہے، چنانچہ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واذا اشترى الرجلُ فُلُوسًا بدراهم ونقد الثمن ولم تكُنِ الفلوسُ عندالبائع جائزٌ لانَّ الفلوس الرائجة ثمنٌ كالنّقود وقد بيّنّا انّ حكم العَقدِ فى الثمنِ وجوبها ووجودها معًا ولا يشترط قيامها فى ملك بائعها لصحة العقد كما يشترط فى الدراهم والدنانير. (مبسوط السرخسی ج ۱۴ ص ۲۴) (اقتباس از مقالہ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب)

المستفتی: قاضی مجاہد الاسلام صاحب (جنرل سکریٹری مجمع الفقہ الاسلامی الہند)

الجواب: حامدًا ومصليًا

زیر بحث مسئلہ دو ملکوں کی کرنسیوں کے تبادلہ کے سلسلہ میں اظہار رائے سے قبل فقہاء کرام کی ذکر کردہ اصولی چند باتیں سپرد قلم ہیں تاکہ مسئلہ مجوث عنہا کے سلسلہ میں رائے کے

انطباق میں سہولت ہو جن چیزوں سے معاملات کا تعلق ہوتا ہے۔ حضرات فقہاء نے اس کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) کیلی۔ (۲) وزنی۔ (۳) غیر کیلی غیر وزنی۔

کسی چیز کے مکیل یا موزون ہونے کی صفت کو اصطلاحِ فقہاء میں قدر کہتے ہیں اور اس کی حقیقت کو جنس کہتے ہیں۔

پھر اشیاء کی جنس و قدر کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں:

(۱) متحد الجنس متحد القدر جیسے گیہوں اور جو (۲) غیر متحد الجنس مختلف القدر جیسے بکری کی بیع بھینس سے۔ (۳) متحد الجنس مختلف القدر (یا مفقود القدر) جیسے کپڑے کی بیع کپڑے سے جنس ایک ہے لیکن کپڑا نہ کیلی ہے نہ وزنی۔ (۴) غیر متحد الجنس متحد القدر جیسے گیہوں کی بیع نمک سے۔

ان اقسام کا حکم یہ ہے کہ پہلی قسم میں سواءً بسواءٍ نہ یدًا بیدٍ دونوں واجب ہے ورنہ ربوا لازم آئے گا اور دوسری قسم میں نہ سواءً بسواءٍ نہ یداًبیدً ضروری ہے بلکہ فبیعوا کیف شئتم میں داخل ہے اور تیسری قسم میں یدًا بیدٍ واجب ہے سواءً بسواءٍ واجب نہیں ہے اور چوتھی قسم میں صرف یدً ابیدٍ واجب ہے سواءً بسواءٍ واجب نہیں۔

اب دیکھنا ہے کہ دو ملکوں کی کرنسیاں ان اقسام اربعہ میں سے کسی قسم میں داخل ہے کہ نہیں، ظاہر ہے کہ قسم اول میں داخل نہیں ہے اس لئے کہ پہلی قسم میں اتحاد جنس کے ساتھ اتحاد قدر بھی ضروری ہے اور یہ کرنسیاں متحد الجنس نہیں جیسا کہ دوسرے فقہی سمینار میں اس پر علماء کرام ومفتیان عظام کا اتفاق ہو چکا ہے اور متحد فی القدر بھی نہیں چونکہ یہ کرنسیاں نہ کیلی ہیں نہ وزنی۔

البتہ اقسام اربعہ میں سے دوسری قسم میں داخل ہیں، چونکہ دوسری قسم میں نہ اتحاد جنس کی قید ہے اور نہ ہی اتحاد قدر کی دو ملکوں کا جنس کے اعتبار سے مختلف ہونا متفق علیہ ہے اور اتحاد قدر کا فقدان بھی مسلمات میں سے ہے چونکہ یہ کرنسیاں نہ کیلی ہیں نہ وزنی ہیں۔

اور جب اتحاد جنس اور اتحاد قدر دونوں مفقود ہوں تو نہ سواءً بسواءٍ واجب ہے نہ یداً بیدٍ یہ صورت فبیعوا کیف شئتم میں داخل ہے۔

اس لئے دو ملکوں کی کرنسیوں کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ بھی جائز ہے اور نسیئۃً ادھار بھی جائز ہے جیسا کہ نقد جائز ہے۔

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کو شبہہ اس بات سے ہوا ہے کہ انہوں نے حدیث پاک کو محدثین کے کلام کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش نہیں کی ہے اگر امام ترمذیؒ کے بقول الفقہاء اعلم بمعانی الحدیث (ترمذی) حضرات فقہاء کرام کے کلام کی روشنی میں سمجھتے تو ان کو یہ شبہہ پیدا نہ ہوتا اگر مذکورہ بالا تفصیلات جو حضرات فقہاء کی ذکر کردہ ہیں اس کی روشنی میں حدیث پاک کو اس مسئلہ میں سمجھیں تو انشاء اللہ ان کا شبہہ فوراً ختم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ حضرات فقہاء کی تفصیلات بھی احادیث نبویہ ہی سے مستنبط ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکمہ

حرمتِ ربوا کا حکم باجماع قائسین معلول بعلۃ ہے ولا خلاف فیہ وانما الخلاف فی تعیین العلۃ بعد ازاں بطور حصر یہ بھی مصرح ہے کہ الربو حرام فی کل مکیل وموزون جس کی تعبیر قدر سے بھی کرسکتے ہیں بعد ازاں فقہاء کرام نے اس کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ اتحاد قدر اور اتحاد جنس اگر دونوں موجود ہوں تو ربوٰ نسیئہ دونوں حرام ہیں اور اتحاد فی القدر ہو لیکن اتحاد جنس نہ ہو جیسے گندم کا تبادلہ جو سے کہ دونوں کیلی تو ہیں مگر اتحاد فی الجنس کا فقدان ہے کہ دونوں کے مقاصد اور حقائق الگ ہیں ان میں تفاضل تو جائز ہے مگر نسیئہ ادھار حرام ہے اور تیسری قسم کہ جنس متحد ہو مگر قدر مختلف ہو چونکہ یہ مفقود ہے لہٰذا وہ بحث سے خارج ہے، ایک چوتھی قسم ہے جس میں نہ اتحادِ جنس ہے اور نہ اتحادِ قدر بایں معنیٰ کہ نہ کیلی اور نہ وزنی جیسے بکری اور کپڑا بھیڑ اور گائے اس قسم میں تفاضل اور نسیئہ دونوں ہی جائز ہے اور بہت ظاہر ہے کہ کرنسیوں میں اتحاد قدر مفقود ہے۔ کہ نہ کیلی ہیں نہ وزنی اور اختلاف جنس تو مسلم ہی ہے لہٰذا ان کے تبادلہ میں فضل اور نسیئہ کا جواز ظاہر ہے۔ حدیث مذکور کا محمل اختلاف جنس کے باوجود

اتحاد فی القدر کے محال ہیں کما هو ظاهر بادنی تامل ورنہ لازم آئے گا کہ ربٰو سے کہیں مفر نہ ہو اور ساری ہی ربوی بن جائیں۔ ولا قائل احد نیز فقدان اتحادِ قدر و اتحادِ جنس کی تقدیر پر فضل ونسیئہ کا جواز فقہاء کے کلام میں مصرح ہے۔ واذا عدم الوصفان الجنس والمعنی المضموم الیه وهو القدر حل التفاضل والنسیئة کبیع الحنطة بالدراهم او الثوب الهروی بمروین الی اجل والجوز بالبیض الی اجل عبارت مسطورۃ (۱) باب میں نص ہے۔ حررہ محمد حنیف غفرلہ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) إذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حلّ التفاصل والنسأ لعدم العلّة المحرمة والأصل فيه الإباحة وإذا وجدا حرم التفاضل والنسأ لوجود العلّة۔ وإذا وجد أحدهما وعدم الأخر حلّ التفاضل وحرم النسأ۔ (الهداية، باب الربوا ج۳ ص۷۹)۔ مکتبہ تھانوی۔

وکذا في مجمع الأنهر ج ۳ ص ۱۲۱ فقیہ الأمّت ۔

(و كذا الشامي ج۵ ص۱۷۲ کراچی)

وأمّا السلم فی الفلوس عدداً فجائز عند أبي حنيفة وأبي يوسف۔ (البدائع الصنائع، فصل، اما الذی یرجع إلی المسلم فیه ج۴ ص۴۴۲ زکریا)

(و كذا فی فقهی مقالات للعلامة تقی العثمانی ج۱ ص۳۱ زمزم دیوبند)

(و كذا فی جدید فقهی تحقیقات: للعلامة قاضی مجاهد الاسلام ج۴ ص۷۷ کتب خانه نعیمیه)

و كذا فی القلوس أی يصحّ السلم فيها لأن الثمنيّة فيها ليست خلقية۔ (مجمع الأنهر، باب السلم ج۳ ص۱۳۹ فقیه الأمّت)

اعلم: أنّ الفلوس لیست بثمن فی الأصل وإنما ضربت لتقام مقام الکسور من الفضة لحاجة الناس إلی ذلک فی شراء الدراهم. (سکب الأنہر مع مجمع الأنہر، کتاب الصرف قبیل الکفالہ ج۳ ص۱۷۱ فقیہ الامّت)

قرص خراطین کے استعمال کا حکم

سوال: ہمدرد کمپنی دہلی نے قوت باہ کے لئے ایک دوا بنائی ہے جس کا نام قرص الخراطین ہے جو ٹکیوں کی شکل میں ہے بعض حضرات یہ سمجھ کر کہ اس میں تبدیلی ماہیت ہو چکی ہے استعمال کو جائز سمجھتے ہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اسے خراطین کے جسم سے صرف مٹی دور کر کے بنادیا گیا ہے لہٰذا استعمال جائز نہیں صحیح صورت حال سے مطلع فرمائیں ظاہری شکل میں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیسے بنایا گیا۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

قرص خراطین کا استعمال جائز نہیں ہے۔ استعمال خارجی کی اگر کوئی شکل ہو تو بقدرِ ضرورت بوقت ضرورت گنجائش ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) قال رسول اللہ ﷺ إنّ اللہ انزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء. فتداووا ولا تتداووا بحرام. (أبو داؤد ج۲ ص۵۴۱) قال فی بذل المجهود: النهی عن التداوی بالمحرم مقید بالجهة التی حرم الدواء باعتبارها، فما حرم أكله حرم إدخاله فی المأكولات دون غیرها فما حرم الانتفاع به مطلقا كالخمر والخنزیر والمیتة حرم الانتفاع به مطلقا کیف ما کان ...... وأما الحشرات فما لیس فیه مذبح كالحیة والدیدان ساغ التداوی بها فی الأطلیة والضمادات وسائر

ماشئت ولا الأكل۔ (بذل المجهود، كتاب الطب، باب فی الأدوية المكروهة ج۱۱ ص۵۹۸ مركز الشيخ ابی الحسن الندوی)

اختلف فی التداوی بالمحرم فظاهر المذهب المنع كما فی رضاع البحر لكن نقل المصنف ثمّه وهنا عن الحاوی: وقيل يرخص إذا علم فيه الشفاء ولم نعلم دواء آخر كما رخص الخمر للعطشان وعليه الفتوى۔ (شامی: باب المياه، مطلب فی التداوی بالمحرم ج۱ ص۲۱۰ کراچی)

يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوی إذا أخبره طبيب مسلم انّ شفائه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه۔ (شامی، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع ج۶ ص۳۸۹ کراچی)

إنّ الاستشفاء بالمحرم إنّما لا تجوز إذا لم يعلم فيه شفاء أمّا إذا علم أنّ فيه شفاءً وليس له دواء آخر غيره۔ يجوز الاستشفاء به۔ (الفتاوی التاتارخانية ج۱۸ ص۲۰۰ زكريا)

الضرورات تبيح المحظورات. (۱۷۱) الضرورات تقدر بقدرها۔(قواعد الفقه ص۸۹ دار الكتاب)

فمن اضطرّ فی مخمصة غير متجانف لإثم۔(سورة المائدة:۰۳)

جرسی گائے کے دودھ کے استعمال کا حکم

سوال: جرسی گائے کے متعلق بہت سی باتیں مشہور ہیں مثلاً یہ کہ اس کی نسل میں سور کا دخل ہے تو اس کے دودھ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

جرسی گائے کا دودھ اور اس کا گوشت بلا کراہت جائز ہے استعمال کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

عورت کے لئے بیج چڑھوانے کا حکم

سوال: عورت کا کسی غیر مرد یا اپنے مرد کا بیج چڑھوانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

غیر مرد کا بیج چڑھوانا حرام ہے (۱) اور اپنے مرد کا بیج غیر فطری طریقہ سے داخل کرنا ممنوع ہے، شریعت وانسانیت کے خلاف ہے۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) قال رسول الله ﷺ لا يحلّ لامرء يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي مائه زرع غيره. (ابوداود ج۱ ص۲۹۳۔ بلال دیوبند)

(۲) (وکذا فی فتاوی رحیمیہ ج۱۰ ص۱۷۹) دارالاشاعت

(وکذا فی فتاوی قاضی مجاہدالاسلام ص ۲۱۸۔ ۲۱۹)۔ ایفا پبلیشنز۔

(وکذا فی فتاوی محمودیہ ج۱۸ ص: ۳۲۴۔ مکتبہ شیخ الاسلام)

ایک مشت سے کم داڑھی کا حکم

سوال: جس کی داڑھی ابھی ایک مشت سے کم ہے اور وہ اُسے کترواکر برابر کرتا رہتا ہے نیز اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ ایک مشت سے کم داڑھی کا کروانا جائز ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ فعل آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں نیز ایسا شخص شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

داڑھی کی مقدار ایک قبضہ ہے (۱) ایک قبضہ سے کم کرنا یا قبضہ سے پہلے ہی کاٹنا یا کتروانا جائز نہیں، علامہ علاؤ الدین حصکفیؒ صاحب درمختار نے شیخ ابن ہمامؒ صاحب فتح القدیر کے حوالہ

سے ایسے شخص کے بارے میں بہت سخت الفاظ ذکر فرمائے ہیں۔ ’’واما الاخذ منها وهی دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد‘‘ (۲) داڑھی کا کٹانا جبکہ وہ مقدار قُبضہ سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنث قسم کے لوگ یہ حرکت کرتے ہیں اس کو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا۔ ایسا شخص شرعاً فاسق ہے اور جواز کا اعتقاد انتہائی خطرناک ہے۔ اللّٰهم احفظنا منه

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) قوله وهو أى القدر المسنون فى اللحية القبضة.... عن ابن عمر أنّه كان يقبض على لحيته ثمّ يقص ما تحت القبضة. (فتح القدير: كتاب الصوم ج۲ ص۲۷۰ دار احياء التراث العربى)

(۲) (شامی: کتاب الصوم، مطلب فی الأخذ من اللحیۃ ج ۲ ص ۴۱۸ کراچی)

(وكذا فى اوجز المسالك: كتاب الشعر ج۱۷ ص۱۱ مركز الشيخ أبى الحسن الندوى)

عن النبى ﷺ جز و الشوارب واعفوا اللحى خالفوا المجوس فهذه الجملة واقعة موقع التعليل وأمّا الأخذ منها وهى دون ذلك كما يفعله بعض المغربة مخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (فتح القدير ج۲ ص۲۷۰ دار احياء التراث العربى)

والسنة فيها أى اللحية القبضة، وهو أن يقبض الرجل لحيته فمازاد منها على قبضة قطعه كذا ذكر محمد فى كتاب الاثار عن الامام: قال: وبه نأخذ. (بذل المجهود: باب السواك من الفطرة ج۱ ص۳۳۶ مركز الشيخ أبى الحسن الندوى)

عصر و فجر کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم

سوال: عیدین اور جمعہ کی نماز کے بعد اسی طرح عصر اور فجر کی نماز کے بعد بعض لوگوں میں بعض علاقوں میں مصافحہ کا رواج ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

عیدین، جمعہ، عصر، اور فجر کی نماز کے بعد اسی طرح کسی بھی نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت اور مکروہ ہے۔ لكن قد يقال ان المواظبة عليها بعد الصلوات خاصة قد يؤدى الجهلة الىٰ اعتقاد سنيتها فى خصوص هٰذه المواضع وان لها خصوصية زائدة على غيرها مع ان ظاهر كلامهم انه لم يفعلها احد من السلف فى هذهٖ المواضع و كذا قالوا بسنية قراءة السور الثلاث فى الوتر مع الترك احيانا لئلا يعتقد وجوبها ونقل فى تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعد اداء الصلاة بكل حال لان الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم ما صافحوا بعد اداء الصلوٰة ولانها من سنن الروافض اه ثم نقل عن ابن حجر ؒ من الشافعية انها بدعة مكروهة لا اصل لها فى الشرع وانه ينبه فاعلها اولًا ويعزر ثانيًا ثم قال وقال ابن الحاج من المالكيه فى المدخل انها من البدع وموضع المصافحة فى الشرع انما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا فى ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع يضعها فينهى عن ذالك ويزجر فاعله لما اتى به من خلاف السنة اه (رد المحتار ج ۵ ص ۲۴۴ کتاب الحظر والاباحۃ)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) شامی: کتاب الحظر والاباحۃ ج۶ ص۳۸۱ کراچی۔

وکذا فی الموسوعۃ الفقھیۃ ج۳۷ ص۳۶۳۔

أنّها أی المصافحة بعد الفجر والعصر ليس بشيئ۔ (سكب الأنهر على مجمع الأنهر: كتاب الكراهية ج۴ص۲۰۵ فقيه الأمت)

اعلم أنّ هذه المصافحة مستحبّة عند كل لقاء وأمّا ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاتی الصبح والعصر فلا أصل له فی الشرع على هذا الوجه۔ (كتاب الاذكار للنووی: باب فی مسائل تتفرع على السلام ص۲۳۷ دار الكتاب العربی بيروت)

وکذا فی الفقہ الاسلامی وأدلّتہ: کتاب الحظر والاباحۃ ج۴ ص۲۶۶۰۔۲۶۶۱۔ دار الفکر المعاصر۔

تصویر کشی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہٰذا کے بارے میں کہ فوٹو کھینچنا اور کھنچانا جائز ہے کہ نہیں؟ کیا تصویر کھینچنا جائز ہے؟

المستفتی: محمد عثمان جونپوری

الجواب: حامدًا ومصليًا

عن عائشة رضی الله تعالٰی عنها عن النبی ﷺ قال اشد الناس عذابًا يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله متفق عليه وعن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول اشد الناس عذابًا عند الله المصورون، عن ابن عباس رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول كل مصور فی النار يجعل له بكل صورة صورها نفسًا فيعذبه فی جهنم، قال ابن عباس رضی الله عنه فان كنت لابد فاعلًا فاصنع الشجر ومالا روح فيه متفق

علیه، قال رسول الله ﷺ ان اصحاب هذه الصور یعذبون یوم القیامة یقال لهم احیوا ما خلقتم الحدیث، عن سعید بن ابی الحسن قال کنت عند ابن عباس ؓ اذ جاءه رجل فقال یا ابن عباس ؓ انی رجل انما معیشتی من صنعة یدی وانی اصنع هذه التصاویر فقال ابن عباس لا احدثك الا ما سمعت من رسول الله ﷺ سمعته یقول من صور صورة فان الله معذبه حتی ینفخ فیه الروح ولیس بنافخ فیها ابدًا الحدیث
(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۶ و ص ۳۸۵) (۱)

شریعت مطہرہ میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو قبیح لعینہ ہیں یعنی ان کی ذات ہی میں قباحت ومضرت مرکوز ہے اور کچھ قبیح لغیرہٖ ہیں یعنی اس کی ذات میں گو قباحت نہیں مگر دوسرے مفاسد کے لئے مقدمات ووسائل کا کام دیتی ہیں، شارع کا فریضہ ہے کہ وہ جس طرح مفاسد کو روکے اسی طرح ان مقدمات ووسائل کا بھی سدِ باب کرے جو کسی نہ کسی وقت مفاسد تک منجر ہونے والے ہوں۔ چناچہ اسی وجہ سے حضرات فقہاء نے محرمات لغیرہا کی اصطلاح قائم فرمائی ہے اور اس کے تحت حرام لغیرہ کی مثالیں بہت سی ملتی ہیں، یہ بھی واضح رہے کہ انسان کی تباہی وبربادی کا اصل راز مفاسد کا عشق نہیں بلکہ وسائل ومقدمات کا فریب ہے دنیا میں ہمیشہ مفاسد کے قیام ودوام کا ذریعہ وسائل ومقدمات ہی ہوئے ہیں، چنانچہ مفاسد صریحہ سے نفرت خود طبیعت انسانیہ میں مرکوز ہے، اس لئے کوئی قوم کسی فساد صریح کو یکا یک قبول نہیں کرسکتی، یہ وسائل ومقدمات ہی ہیں جو بوجہ عدم مضرت بالفعل شائع ہوجاتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ مفاسد قطعیہ واصلیہ تک منجر ہوتے ہیں، شرک وبت پرستی، قتل اولاد، جنگ وجدال وغیرہ ان تمام مفاسد کے شیوع کی تاریخ پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ان سب کا آغاز ان مقدمات ووسائل سے ہی ہوا ہے۔ جن پر توجہ نہیں دی گئی، جب یہ حقیقت آپ کے سامنے آگئی تو آپ دیکھیں گے کہ بہت سے امور ایسے ہیں جس میں شرک وفساد کا بظاہر کوئی دخل نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود نہی منقول ہے، تصویر وتماثیل کا مسئلہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔

اسلام کے ظہور کے وقت آلات بت پرستی میں سے ایک مؤثر ترین آلہ فن مصوری وتماثیل سازی بھی تھا، آپ اگر فن مصوری کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بت پرستی ہی کی وجہ سے یہ فن دنیا میں شائع ومقبول ہوا، ایسی صورت میں ناگزیر تھا کہ اس کے سب سے بڑے مؤثر وسیلہ کا انسداد کیا جائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شارع نے نہایت سختی کے ساتھ مصورین اور تصویروں کی مذمت کی، ان گھروں کو سعادت سے محروم بتلایا جن میں تصویر ہو، ان کو اشد الناس عذاباً کی تہدید دی گئی، ان کے ناری ہونے کی اطلاع دی گئی، اشد الناس عذابا عند الله المصورون کے تحت ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں ”وقال النوویؒ هذا محمول على من صور الاصنام لتعبد له اشد عذابًا لانه كافر، وقيل هٰذا فيمن قصد المضاهات بخلق الله تعالىٰ واعتقد ذالك وايضًا كافر وعذابه اشد واما من لم يقصدها فهو فاسق لا يكفر كسائر المعاصى الخ“ (مرقات (۲) ج ۴ ص ۳۳۰) وقال الشاه عبد الحق محدث دہلویؒ وبعد گفتم کہ ایں وعید درحق آن کسے است کہ تصویر اصنام می کنند تا عبادت کردہ شوند از غیر حق تعالیٰ وایں شخص کافر ست، الخ وہرکہ نہ بایں قصد کند فاسق است نہ کافر، وحکم وے حکم مرتکب سائر معاصی است الخ (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۹۳) بہرحال ان روایات واقوال محدثین سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوئی ہے کہ فوٹو کھینچنا اور کھنچانا جائز ہے ایسا کرنے والا ناسق ومرتکب کبیرہ ہے۔ (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) مشکاۃ المصابیح: ج ۲ ص ۳۸۵۔

(۲) مرقاۃ المفاتیح: ج ۸ ص ۳۳۰ اشاعت الاسلام دہلی۔

وأيضًا عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول كل مصور

فی النار یجعل لہ بکل صورۃ نفسا الی اخر الحدیث ۔(مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۸۵۔)

(۳) قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وھو من الکبائر لانہ متوعد علیہ بھذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث وسواء صنعہ بما یمتھن اوبغیرہ فصنعتہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ ۔حاشیۃ النووی علی ھامش مسلم ج ۲ ص ۱۹۹ یاسر ندیم ۔

و کذا فی الشامی :باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا ، ج ۱ ص ۶۴۷ کراچی

(۳) ویحرم تصویر ذوات الارواح مطلقا ای :سواء کان للصورۃ ظل او لم یکن وھو مذھب الحنفیۃ الشافعیۃ والحنابلۃ ۔(الموسوعۃ الفقھیۃ ج ۱۲ ص ۱۰۲)

کسی بڑے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم

سوال: جماعت اسلامی کی ایک صاحبہ ارشاد فرماتی ہیں کہ کسی بزرگ کے آنے پر کھڑا ہونا اسلامی شعار کے خلاف ہے، بیٹھے بیٹھے سلام کر دینا چاہئے، کیا کسی بزرگ کی تعظیم جائز نہیں، سرکاری دفاتر میں بڑے عہدے پر فائز لوگوں کے استقبال کے لئے لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں، اسکولوں میں منیجر اور پرنسپل کی آمد پر ان کے ماتحت اور طالب علم کھڑے ہوجاتے ہیں، استاذ کو دیکھ کر بچے کھڑے ہوجاتے ہیں، کیا یہ سب ناجائز ہے؟ اسلام میں احترام حرام ہے، ایک حکایت نگاہ سے گذری، حضرت امام ابوحنیفہؒ درسگاہ میں ڈرس دے رہے تھے اتنے میں ایک مہتر جھاڑو لگانے کے لئے کلاس میں آیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور اس وقت تک کھڑے رہے جب تک وہ چلا نہیں گیا، کسی شاگرد نے پوچھا کہ ایسا کیوں تھا، امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا وہ میرا استاذ آگیا تھا اس کی تعظیم میں کھڑا ہوگیا تھا، کیونکہ ایک دن اس مہتر سے امام صاحب نے کتے کی بلوغت کے آثار پوچھے تھے اتنی بات بتانے پر وہ ان کا استاذ بن گیا تھا یہ تو ایک حکایت تھی، آپ ہمیں شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے؟ **المستفتی:** خورشید جہاں صبر حد جونپور

الجواب: حامدًا ومصليًا

جائز ہے، کسی آنے والے کو دیکھ کر اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا فی نفسہٖ مکروہ نہیں بلکہ یہ مکروہ لغیرہٖ ہے۔ وہ شخص جس کے لئے قیام کیا گیا ہے اگر اس کو یہ پسند ہو اور اس کا خواہشمند رہتا ہو کہ لوگ مجھ کو دیکھ کر میری تعظیم میں کھڑے ہو جائیں اس وقت قیام مکروہ ہے، جیسا کہ محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے بذل المجہود میں اور علامہ شامیؒ نے رد المحتار میں اس کی تصریح کی ہے والقیام لغیرہ لیس بمکروہ لعینہٖ وانما المکروہ محبۃ القیام لمن یقام لہ (بذل (۱) ج ۵ ص ۳۲۶، رد المحتار (۲) ج ۵ ص ۲۴۶) اور اگر قیام کسی ایسے شخص کے آنے پر کیا جو اپنی تعظیم میں قیام کا خواہشمند نہیں تو یہ مکروہ نہیں جیسا کہ علامہ شامی نے تصریح کی ہے فان قام لمن لا یقام لہ لا یکرہ (ج ۵ ص ۲۴۶) (۳) بلکہ صحیح یہ ہے کہ اہل فضل علماء، فضلاء، شرفاء کے لئے قیام جائز ہے جیسا کہ بذل میں ہے والصحیح ان احترام اھل الفضل والعلم والصلاح والشرف بالقیام جائز (ج ۵ ص ۳۲۶) (۴) امام نوویؒ تو ایسے حضرات کے لئے احتراماً کھڑے ہونے کو مستحب فرماتے ہیں، کما فی البذل ج ۵ ص ۳۲۶ وقال النوویؒ القیام للقادم من اھل الفضل مستحب وقد جاءت فیہ احادیث ولم یصح فی النھی عنہ بشیء تصریحًا (۴) اس انداز کی بات علامہ شامیؒ نے بھی نقل کی ہے۔ بعض مرتبہ کھڑا نہ ہونے کی وجہ سے کینہ، بغض، عداوت جیسی مہلک چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) بذل المجہود ج ۱۳ ص ۶۰۲ مرکز الشیخ ابی الحسن العلی الندوي۔

(کذا فی الشامي: کتاب الحظر والإباحۃ ج ۶ ص ۳۸۴ کراچی)

(۲) (وکذا فی مجمع الأنہر: ج ۴ ص ۲۰۶ فقیہ الامت۔)

(وکذا فی الطحطاوی علی المراقی: ص ۳۲۰ دار الکتاب۔)

(۳) فإن قام لمن لا یقام له لا یکره۔ (شامی: ج۶ص ۳۸۴ کراچی)

وفی بذل المجهود: ج۱۳ ص ۶۰۲ مرکز الشیخ أبی الحسن الندوی)

(۴) بذل المجهود: ج ۱۳ ص ۶۰۲ مرکز الشیخ۔ وفی الشامی: ج ۶ ص ۳۸۴ کراچی۔ وفی الموسوعة الفقهیة : ج ۳۴ ص ۱۱۵)

أما القیام تعظیما للقادم فجائز أو مندوب۔ (سکب الأنهر مع مجمع الأنهر: ج ۴ ص ۲۰۵ فقیه الامت۔)

اگر پکتی ہوئی ہانڈی میں چڑیا گر جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر ہانڈی وغیرہ میں گوشت پک رہا ہو اور دو کبوتر اتفاقاً لڑتے لڑتے گر گئے اور اس میں پک گئے تو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی کھالے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟ نیز اگر جواز کی کوئی شکل ہو تو تحریر فرمائیں۔

المستفتی: وصی اللہ گورکھپوری
مدرسہ عربیہ اسلامیہ شاہی مراد آباد

الجواب: حامداً ومصلیاً

فکلوا مما ذکر اسم الله علیه (۱) کے تحت ہر مباح جانور کے لئے زکوٰۃ شرعی ضروری (۲) ہے سوائے ان جانوروں کے جن کا استثناء شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت ہے، **احلت لنا المیتتان السمك والجراد** (۳) نیز زکوٰۃ کے بعد جانور کے اندر بہت سی آلائشیں ایسی ہوتی ہیں جن کا اخراج ہو جاتا ہے۔ الحاصل دونوں کبوتر کی وجہ سے پہلے سے جو گوشت پک رہا تھا وہ بھی ناپاک ہونے کی وجہ سے حرام ہو گیا۔ (۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) فکلوا ممّا ذکر اسم الله علیه۔ (سورۃ الأنعام: ۱۱۸)

(۳) قال رسول الله ﷺ احلّت لنا المیتتان والدمان المیتتان الحوت والجراد والدمان الکبد والطحال۔ (مشکاۃ شریف ص۳۶۱ مکتبہ ملت)

ولا یخفی أنّ الجرح بالرصاص إنّما ھو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعه العنیف إذ لیس له حدّ فلا یحل وبه افتی ابن نجیم۔ وتحته فی تقریرات الرافعی: نقل الخارمی فی حواشی الدرر عن فتاوی علی افندی الحل معللا أنّ النار تعمل عمل الذکاۃ فی الحیوان حتی لو قذف النار فی المذبح واحترقت العروق یؤکل، لکن ینبغی أن یحمل علی ما اذا سال الدم حتی إذا انجمد ولم یسل لایحلّ إلی إلی آخرہ۔ (شامی مع تقریرات الرافعی۔ ج۱۰ ص۶۹، ۷۰ کتاب الصید۔ اشرفیه)

(۲) الذکاۃ شرط حل الذبیحۃ لقوله تعالی: إلاّ ماذکیتم الخ۔ الھدایة: کتاب الذبائح ج۴ ص۴۳۴۔ اشرفیه)

(۴) ولو القیت دجاجۃ حال الغلیان فی الماء قبل أن یشق بطنھا لنتف الریش أو کرش قبل الغسل لایطھر أبدًا۔۔۔ قال ابن الھمام ھو معلل بتشربھا النجاسۃ المتحللۃ فی اللحم بواسطۃ الغلیان۔۔۔ لکن العلۃ المذکورۃ لاتثبت حتی یصل الماء إلی حد الغلیان و یمکث اللحم بعد الغلیان زمانًا یقع فیه التشرب والدخول فی باطن اللحم ۔۔۔۔ ولا یترك فیه إلاّ مقدار ما تصل الحرارۃ الی ظاھر الجلد۔ (حلبی کبیری: ص۲۰۷ لاھور وکذا فی الشامی: باب الانجاس ج۱ ص۳۳۴ کراچی)

جہیز کا سامان لڑکی کی اجازت کے بغیر استعمال کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ وہ سامان جو لڑکی کو اس کے والدین جہیز کے طور پر دیتے ہیں، آیا اس سامان کو کوئی شخص بغیر لڑکی کی اجازت کے اپنے مصرف میں استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟ بحوالۂ کتبِ فقہ جواب تحریر فرما کر عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جہیز میں جو سامان دیا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) عام جس کا استعمال گھر کی عمومی ضرورتوں میں ہوتا ہے، مثلاً لوٹا پلیٹ، ہانڈی وغیرہ اور یہ اسی نیت سے دی جاتی ہیں کہ گھر والے اس کو استعمال کریں اس میں اجازت کی ضرورت نہیں۔

(۲) خاص جو زوجین کے استعمال کے لئے ہوتا ہے، مثلاً پلنگ، گھڑی وغیرہ، اگر کوئی بغیر اجازت کے استعمال کرے تو لڑکی کو تکلیف ہوتی ہے تو ایسی چیزوں میں اجازت ضروری ہے، عرف کے تفاوت سے نوعیتِ جواز وعدمِ جواز میں بھی تفاوت ہوتا رہتا ہے، اس لئے جیسا عرف ہو اسی کے مطابق حکم ہوگا۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) المختار للفتوی أن یحکم بکون الجهاز ملکًا لا عاریة، لأنّه الظاهر الغالب إلاّ فی بلدة جرت العادة بدفع الکل عاریة.... والمعتمد البناء علی العرف کما علمت۔ (شامی: ج۳ص۱۵۷ مطلب فی دعوی الاب انّ الجهاز عاریة کراچی)

(و کذا فی البحر الرائق، باب المهر ج۳ ص۱۸۷ سعید)

(۲) فإنّ کلّ أحد یعلم أنّ الجهاز ملك المرأة إذا طلّقها تاخذ کلّه و إذا ماتت

یورث عنها۔ (شامی: مطلب فیما لو زفت إلیه بلا جهاز ج۳ ص۵۸۵ کراچی)

جهّز ابنته بجهاز ووسلّمها ذلك لیس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده إن سلّمها ذلك فی صحّته بل تختص به وبه یفتی۔ شامی: باب المهر ج۳ ص۱۵۵۔ کراچی)

قال رسول الله ﷺ ألا لا تظلموا، ألا لا یحلّ مال إمرء إلاّ بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح ص۲۵۵)

لا یجوز لأحدٍ أن یتصرّف فی ملك الغیر بغیر إذنه۔ (قواعد الفقه ص۱۱۰ دار الکتاب دیوبند)

کیرم بورڈ کھیل کا حکم

سوال: ایک کھیل یہاں پر کھیلا جاتا ہے جس کو کیرم بورڈ کہتے ہیں، اس کھیل میں کوئی کراہت شرعاً پائی جاتی ہے یا نہیں؟ اس کھیل کے بارے میں حافظ محمد ابراہیم صاحب گجراتی سے تفصیل دریافت فرمالیں تاکہ جواب لکھنے میں آسانی رہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

کیرم بورڈ کے بارے میں حافظ ابراہیم صاحب سے تحقیق کی، ان کی تحقیق کے مطابق اس کی حیثیت تاش کی ہے، لہٰذا تاش کا جو حکم ہے وہی حکم اس کا بھی ہے، اگرچہ کفایت المفتی میں جواز منقول ہے، لیکن مشہور ضابطہ ہے **واقعة حال لا عموم لها**۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) فالضابط فی هذا الباب عند مشائخنا۔۔۔۔ إن اللهو المجرد الذی لا طائل تحته ولیس له غرض صحیح مفید فی المعاش ولا المعاد حرام، أو مکروه تحریما وهذا الأمر مجمع علیه فی الأمّة۔۔۔ وما کان فیه غرض ومصلحة دینیة او دنیویة فان

ورد النهی عنه من الکتاب أو السنة کان حراماً او مکروها تحریما والغت تلك المصلحة والغرض لمعارضتها النهی الماثورة حکما.........وهذا ایضاً متفق علیه .... وأما ما لم یرد فیه النهی عن الشارع وفیه فائدة ومصلحة فهو بالنظر الفقهی علی نوعین الأول ما شهدت التجربة فان ضرره اعظم من نفعه ومناسده اغلب من منافعه وانه من اشتغل به الهاه عن ذکر الله وحده وعن صلوات والمساجد التحق ذلك بالمنهی عنه لاشتراك العلة فکان حراما او مکروها۔ والثانی مالیس کذالك .... وان اشتغل به لتحصیل تلك المنفعة وبنیة الستجلاب المصلحة فهو مباح۔ (احکام القرآن للتهانوی، ص ۱۹۹،۲۰۰، ج ۳، ادارة القرآن کراچی۔ و کذا فی تکملة فتح الملهم، ص ۳۸۲، ۳۸۱ ج ۴، فیصل پبلیکیشنز)

کل ما ادّی الی مالا یجوز لا یجوز (شامی: باب فی اللبس ص ۳۶۰، ج ۶، کراچی)

و کره تحریما اللعب بالنود و کذا الشطرنج وتحته فی الشامیة: وانما کره لان من اشتغل به ذهب عنائه الدنیوی وجائه العناء الاخروی فهو حرام و کبیرة عندنا (شامی: فصل فی البیع ص ۳۹۴، ج ۶، کراچی)

ویکره اللعب بالنرد والشطرنج .... لانه قمار او لعب وکل ذلك حرام وعن علی رضی الله عنه قال الشطرنج میسر الاعاجم وعن النبی ﷺ انه قال ما الهاکم عن ذکر الله وهو میسر، (البدائع الصنائع، کتاب الاستحسان ، ص ۱۲۷، ج ۵ دار الکتاب العربی بیروت)

طوائف کی کمائی کا حکم

سوال: ایک طوائف (فاحشہ) عورت ہے اس کے ناجائز حرام کاری کے پیشے کے بہت سے مکانات اور دوکان وغیرہ بھی ہیں اور اس کے کھیت باری بھی، اس وقت کے ہیں،

یعنی حرام کاری ہی کے پیسے کے ہیں، بعد میں تمام برے افعال سے توبہ کرلیا تو اس صورت میں اب اس کے سابق مکانات وکھیت باری وغیرہ کے غلے و پیسے کا استعمال اس کے لئے کیسا ہے؟ اور اگر دعوت دے تو اس کے یہاں کھانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں مذکورہ بالا عورت کے لئے مذکورہ بالا چیزوں میں سے کسی بھی چیز کا استعمال جائز نہیں جن لوگوں سے پیسہ حاصل کیا ہے اگر ان کا پتہ لگ سکے تو ان کو واپس کردیا جائے ورنہ پھر صدقہ کردیا جائے اور اگر ساری چیزوں پر جتنی رقم صرف ہوئی ہے اس کے بقدر صدقہ کردے تو اس صورت میں ان چیزوں کو اپنے استعمال میں لاسکتی ہے، اس کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں، موجودہ حالت میں جبکہ اس کے تمام مال کا حال معلوم ہے کہ کسب خبیث ہے اس کے یہاں دعوت کھانا جائز نہیں، البتہ مذکورہ بالا حیلہ کے بعد اس کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ ونظیرہ قال فی النھایۃ قال بعض مشائخنا کسب المغنیۃ کالمغصوب لم یحل اخذہ وعلی ھٰذا قالوا لو مات الرجل و کسبہ من بیع الباذق او الظلم او اخذ الرشوۃ یتورع الورثۃ ولا یأخذون منہ شیئًا وھو اولیٰ بھم ویردونھا علی اربابھا ان عرفوھم والا تصدقوا بھا لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبہ۔ (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۴۷)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) رافع بن خدیج عن رسول اللہ ﷺ قال ثمن الکلب خبیث ومھر البغی خبیث، و کسب الحجام خبیث۔ فی فتح الملھم: مھر البغی ھو ما تأخذہ الزانیۃ علی زناھا من الاجرۃ واطلاق المھر علیہ مجاز۔ (تکملہ فتح الملھم: کتاب المساقاۃ ج۱

ص۴۹۸، ۵۰۰ فیصل پبلیکیشنز)

(۲) إنّ من السحت مهر البغي وثمن الكلب. السحت الحرام المحض الخالص.

(بناية: مسائل منثورة تحت باب السلم ج۷، ص: ۵۹۶، ۵۹۷ دار الفكر)

(۳) (شامي: كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع ج۶ ص ۳۸۵ سعيد)

وكذا في البحر الرائق: كتاب الكراهية ج ۸ ص ۲۰۱ سعيد)

وكذا في الهندية: كتاب الكرهية ج ۵ ص ۴۰۴ زكريا جديد)

ماحصل بسبب خبيث فالسبيل ردّه (قواعد الفقه ص۱۱۵) دار الكتاب ديوبند)

جیون بیمہ کرانا کیسا ہے؟

سوال: جیون بیمہ جو معروف ومشہور ہے کرانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

جیون بیمہ (زندگی کا بیمہ) ربوٰ اور قمار پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، (۱) ہر مسلمان کے لئے اس سے بچنا لازم وضروری ہے، مزید تفصیل کے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کتاب جواہر الفقہ جلد دوم کا مطالعہ فرمائیں، باسٹھ ۶۲ صفحات پر مشتمل مبسوط کلام ہے۔ (۲)

نوٹ: یہ جواب ۱۴۰۲ھ کا ہے، بعد میں تبدیل احوال کی وجہ سے حکم میں تبدیلی آئی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) قال الله تعالى: أحلّ الله البيع وحرّم الربا. (سورة البقرة: ۲۷۵)

الآدمة مكرم شرعا وإن كان كافرًا فإيراد العقد عليه وابتذاله والحاقه بالجمادات إذلال له أي وهو غير جائز. (شامي: باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي

مکرم ج۷، ص۲۴۵) أشرفیہ)

و کذا فی مجمع الأنہر ج۳ص۸۵ باب البیع الفاسد۔ فقیہ الأمت)

القمار من القمر الذی یزداد تارۃ وینقص أخری وسمی القمار قمارًا لانّ کلّ واحد من المقامرین ممّن یجوز أن یذہب مالہ إلی صاحبہ ویجوز أن یستفید مال صاحبہ فیجوز الازدیاد والانتقاص فی کل واحد منہما فصار قمارًا وھو حرام بالنص۔ (تبیین الحقائق: مسائل شتی بعد کتاب الخنثی ج۶ ص۲۲۷ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) وفی جواھر الفقہ ج۴ص۴۵۵ زکریا)

کالے خضاب کا حکم؟

سوال: کالے خضاب جوکہ بازاروں میں بکتے ہیں لگایا جاسکتا ہے؟ جبکہ قحافہ رضی اللہ عنہ کو کالا خضاب کے استعمال سے منع کیا گیا ہے اور نشر الطیب میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور تیل کا خضاب استعمال کیا ہے یعنی اس ترکیب سے کہ بال سیاہ ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ رواہ ابوداؤد والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد (الترغیب والترہیب ۳ ص ۱۱۸)(۱)

سیاہ خضاب لگانے والوں کے لئے سخت وعید ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے، اس لئے حضرات فقہاء لکھتے ہیں کہ غازی کے لئے دشمنوں کے قلوب میں رعب ڈالنے کے لئے سیاہ خضاب ضرورۃً جائز ہے باقی اگر کوئی شخص کسی کو دھوکہ دینے کے لئے جیسے مرد عورت کو یا عورت مرد کو محض تزئین کے لئے سیاہ خضاب استعمال

کرے تو جائز نہیں، البتہ سرخ خضاب لگائیں بقول علامہ علاء الدین حصکفی سرخ خضاب مردوں کے لئے مستحب ہے، یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب فی الاصح ویکرہ بالسواد الخ (درمختار ج ۵ ص ۲۷۱)(۲)

واتفق المشائخ رحمھم اللہ ان الخضاب فی حق الرجال بالحمرۃ سنۃ وانہ من سیماء المسلمین وعلاماتھم واما الخضاب بالسواد فعل ذالک من الغزاۃ لیکون اھیب فی عین العدو فھو محمود عنہ اتفق علیہ المشائخ رحمھم اللہ ومن فعل ذالک لیزین نفسہ للنساء ویحبب نفسہ الیھن فذالک مکروہ وعلیہ عامۃ المشائخ (الفتاویٰ الھندیہ(۳) ج ۵ ص ۳۵۹) جن صحابہؓ سے سیاہ خضاب لگانا منقول ہے وہ سیاہ نہیں تھا بلکہ سرخ سیاہی مائل تھا اس وجہ سے ناقلین نے سیاہ نقل کر دیا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱)(الترغیب والترھیب: الترھیب من خضب اللحیۃ بالسواد۔ج ۳ ص ۸۶) دار الکتاب العلمیۃ بیروت)

(۲)(شامي: کتاب الحظر والاباحۃ، باب فی البیع ج ۶ ص ۴۲۲)

(۳) الھندیۃ: کتاب الکراھیۃ، باب العشرون ج ۵ ص ۳۵۹ رشیدیہ۔

وکذا فی التاتارخانیۃ ج ۱۸ ص ۲۱۴ زکریا)

وفی الموسوعۃ الفقھیۃ ج ۲ ص ۲۸۰) کویتیہ)

جان بچانے کے لئے نسبندی کا حکم

سوال: زید کی بیوی کے پانچ بچے ہیں وہ پانچ بچے کی ماں ہیں نیز جب پانچواں بچہ پیدا ہوا تو پیدائش کے وقت اس کی حالت بالکل نازک تھی بالکل موت کے قریب ہوگئی

تھی بہر حال کسی صورت سے اس کی جان بچی تو پیدائش کے بعد ڈاکٹر نے یہ مشورہ دیا کہ اب اگر چھٹواں بچہ جنے گی تو اس کا بچنا مشکل ہے اس لئے اب تم نسبندی کرالو آیا اس صورت میں اس کے لئے نسبندی کرانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

نسبندی حرام ہے لقوله تعالیٰ ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق لہٰذا کوئی ماہر، تجربہ کار، مسلمان دیندار حکیم یا ڈاکٹر اگر اس کو ضروری قرار دے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

هو أي الخصاء نهي تحريم بلا خلاف في بني آدم۔ (فقح الباری: باب مایکره من التبتل والخصاء ج۱۰ص۱۴۸ دار الفکر)

(۱) فاباحة الاسقاط محمولة على حالة العذر، أو أنّها لاتأثم اثم القتل۔ (شامی: نکاح الرقیق ج۳ص۱۷۶)

یجوز لها سدّ فم رحمها کما تفعله النساء۔ (شامی: ج۳ص۱۷۶ کراچی)

وفی احسن الفتاوی ج۸ص۳۴۷ زکریا)

و کذا فی فتاوی محمودیة ج۱۸ص۲۹۰ شیخ الاسلام)

شراب کی کمائی کا حکم

سوال: عمر شراب کا کاروبار کرتا ہے، اخراجات کے لئے شراب ہی کاروپیہ اس کے پاس ہے اب اس کاروبار سے توبہ کرنا چاہتا ہے اس شراب کے روپیہ کی بیع وشراء کے ذریعہ کوئی جواز کی صورت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

عمر نے بہت اچھا کیا کہ توبہ کرلیا شراب کی رقم سے اگر بیع وشراء کرے تو یہ جائز نہیں ہے بلکہ اس کا حکم یہ ہے کہ جن لوگوں سے شراب کی قیمت لی ہے ان کو وہ قیمت واپس کردے اور اگر واپس کرنا دشوار ہو تو صدقہ کردے بہر حال اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں۔ وجاز اخذ دين على كافر من ثمن خمر لصحة بيعه بخلاف دين على المسلم لبطلانه "قوله لصحة بيعه" اى بيع الكافر الخمر لانها مال متقوم فى حقه فملك الثمن فيحمل الاخذ منه بخلاف المسلم لعدم تقومها فى حقه فبقى الثمن على ملك المشترى اه "وبعد اسطر" ويردونها على اربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها لان سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد على صاحبه اه رد المحتار، مع الدر المختار ج ۵ ص ۲۴۷ فصل فى البيع (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) (شامي: كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع ج ٦ ص ۳۸۵ کراچی)

(وكذا فى البحر الرائق ج ۸ ص ۲۰۱ كتاب الكراهية۔ سعيد)

(وكذا فى الهندية ج ۵ ص ۴۰۴ كتاب الكراهية۔ زكريا جديد)

لايجوز بيعها لحديث مسلم الذى حرم شربها حرم بيعها۔ (شامی: كتاب الاشربة ج٦ ص٤٤٩ كراچی)

(وكذا فى بذل المجهود: كتاب الطهارة، باب فرض الوضوء ج١ ص٣٥٩ مركز الشيخ أبى الحسن الندوى)

قیام کا حکم

سوال: قیام کرنا کیسا ہے شریعت کی روشنی میں توضیح فرمائیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

قیام للتعظیم کی بناء، امر فاسد پر ہے فبناء الفاسد علی الفاسد(۱) اور امر فاسد عقیدۂ حاضر وناظر ہے وایضًا لقوله علیه الصلوٰۃ والسلام من سرہ ان یتمثل له الرجال قیامًا فلیتبوأ مقعدہ من النار. (۲)

ولا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضه بعضًا مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۴۰۳۔ (۳)

الحاصل قیام للتعظیم حاضر وناظر کا عقیدہ رکھتے ہوئے بدعت ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجه العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) المبنی علی الفاسد فاسد۔ (قواعد الفقه: ۱۱۷ رقم القاعدۃ: ۳۰۲ دار الکتاب دیوبند)

(۳) عن أبي أمامة قال: خرج علینا رسول الله ﷺ متکئیا علی عصا فقمنا الیه فقال: لاتقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضها بعضا۔ (أبوداؤد شریف: کتاب الاداب ج ۲ ص ۷۱۰ بلال۔ دیوبند)

(۲) عن معاوية رضی الله عنه: قال رسول الله ﷺ من سرّہ أن یتمثل له الرجال قیامًا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ (ترمذی: ابواب الاستیذان والأداب ج ۲ ص ۱۰۴ بلال دیوبند)

عن أنس رضی الله عنه قال: لم یکن شخص أحبّ إلیهم من رسوا الله ﷺ وکانوا إذا رأوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراهة لذلك۔ ترمذی شریق: ابواب

الاستیذان والأداب ج۲ ص۱۰۴) بلال دیوبند)

من قال أنّ أرواح المشائخ حاضرة یکفر ۔ بزّازیة علی ہامش الہندیة ج۶ ص۳۲۶ رشیدیہ)

عورت کا بیماری یا کمزوری کی وجہ سے نسبندی کرانا

سوال: عورت بیماری یا کمزوری یا مستقل خرابیٔ صحت کے سبب ضبطِ تولید کے عارضی یا مستقل طریقوں میں سے کسی طریقے کا استعمال کرسکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ضبطِ تولید کے طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ کا اختیار کرنا مرد وعورت ہر ایک کے لئے ممنوع ہے لہٰذا اگر کوئی ماہر تجربہ کار مسلمان ڈاکٹر یا حکیم بیماری یا کمزوری یا مستقل خرابیٔ صحت کی وجہ سلسلہ توالد وتناسل ہی کو قرار دے اور اس کا علاج سوائے ضبطِ تولید کے نہ ہو تو عارضی طور پر استعمال کرسکتی ہے (۱) اس کے بعد بھی اگر مرض ختم نہیں ہوا اور ان کی تجویز دائمی طور پر سلسلۂ توالد وتناسل کے ختم کی ہوئی تو ایسی صورت میں جان کا بچانا ضروری ہے لہٰذا دائمی طور پر سلسلۂ توالد کو منقطع کرنے کی صورت اختیار کرسکتی ہے ۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) یجوز لها سدّ فم رحمها كما تفعله النساء ۔ مطلب فی حكم اسقاط الحمل، ج۳ ص۱۷۶ کراچی)

إن خاف من الولد السوء فی الحرّة یسعه العزل بغیر رضاها، لفساد الزمان ۔ (شامی: ج۳ ص۱۷۶ کراچی)

(۲) وفی أحسن الفتاوی ج۸ ص۳۴۷، ب۳۴۸ زکریا)

وکذا فی فتاوی محمودیة ج۱۸ ص۲۹۰ مکتبہ شیخ الاسلام)

تداوی بالمحرَّم کا حکم

سوال: ایک لڑکی بہت بیمار ہے قریب ایک سال سے اس کی کمر سے لیکر نیچے پیر تک درد رہتا ہے، ایک سال سے بہت علاج ہوا لیکن کوئی فائدہ نہیں، لوگ بتاتے ہیں کہ شراب پلوادیجئے اس سے آرام ہوجائے گا لیکن ہم لوگ اس سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ حرام چیز ہے اس لئے میں آپ کے پاس پرچہ بھیج رہی ہوں کہ شریعت کیا کہتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًاومصليًا

حرام چیز کو بطور دوا کے استعمال کرنا ناجائز ہے، الایہ کہ کوئی مسلمان ماہر تجربہ کار عادل ڈاکٹر یہ کہے کہ سوائے شراب کے اس مرض کی اور کوئی دوا نہیں ہے تو بقدر ضرورت بوقت ضرورت استعمال کرسکتے ہیں صرف لوگوں کے کہنے سے اس کو استعمال نہیں کرسکتے۔ وکذا کل تداوٍ لا یجوز الا بطاهر وجوزه فی النهایة بمحرّم اذا اخبره طبیب مسلم ان فیه شفاء ولم یجد مباحًا یقوم مقامه الخ. (درمختار ج۵ ص۲۴۹ فصل فی البیع (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

الجواب صحیح بندہ عبدالحلیم عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ محمد حنیف غفرلہ

التعليق والتخريج

(۱) الدرالمختار مع السامي: کتاب الحظر والاباحۃ ج۶ ص۳۸۹ کراچی۔

الاستشفاء بالمحرم إنّما لا تجوز إذا لم يعلم فيه شفاء، أمّا إذا علم أنّ فيه شفاء وليس له دواء أخر غيره. يجوز الاستشفاء به۔ (الفتاوى التاتارخانية ج۱۸ ص۲۰۰ زکریا)

يجوز العليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم

أنّ شفائه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه۔ (الهندية: كتاب الكراهة ج۵ص۴۱۰ زکریا جدید)

وكذا في تكملة فتح الملهم: باب حكم المحاربين والمرتدين ج۲ ص۲۶۳) فيصل ديوبند)

(۵) وكذا في البحر الرائق ج۸ص۲۰۵ سعید)

اسقاط حمل کی چند صورتوں کا حکم

سوال: (۱) اسقاطِ حمل جائز ہے یا ناجائز اگر جائز ہے تو کتنے مہینے کے حمل کا اسقاط کرایا جاسکتا ہے جبکہ مرد اور عورت دونوں چاہتے ہیں کہ اگلا بچہ ابھی نہ ہو۔

(۲) اگر ابھی چھوٹا بچہ ہے اور ایک مہینے سے ماہ واری نہیں آرہی ہے تو کیا ایسی صورت میں ماہ واری چالو کرنے کے لئے دوادی جاسکتی ہے جبکہ حیض نہ آنے کی وجہ سے مشکوک ہے اور احتمال مرض وحمل دونوں کا ہے اگر کسی لڑکی سے ایسی غلطی ہوگئی اور ابھی شادی ہونا باقی ہے تو کیا عزت کی خاطر اسقاط حمل کرایا جاسکتا ہے اگر ہاں تو کتنے مہینے تک؟

(۳) اگر غیر مسلم ہے اور اس کے یہاں جائز اور ناجائز کوئی چیز نہیں ہے تو کیا اگر وہ چاہتے ہیں کہ چھوٹے بچے کی وجہ سے دوسرا بچہ بھی پیدا نہ ہو اور ماہ واری کا آنا بند ہوگیا ہے تو کیا ماہ واری چالو کرنے کے لئے کوئی دوادی جاسکتی ہے؟ جبکہ یہ مشکوک ہے کہ خون نہ آنے کی وجہ حمل ہے یا مرض۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

اسقاط حمل علی الاطلاق جائز نہیں بلکہ صرف چند صورتوں میں اس کی اجازت ہے۔

(۱) بیوی بد خلق ہو اندیشہ ہ کہ اولاد ہوجانے کے بعد اس کی بداخلاقی میں اور اضافہ ہوجائے گا اس بنیاد پر کہ بچہ ہوجانے کے بعد اسے طلاق کا کوئی خطرہ نہیں رہ جائے گا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ج ۲ ص ۶۷ ورد المحتار ج ۲ ص ۷۹ ۳ و ۸۰ ۳

بیوی بد خلق ہو جس کی وجہ سے شوہر الگ کرنا چاہتا ہو اندیشہ ہو کہ حاملہ نہ ہوجائے کذا فی

الشامی ج ۲ ص ۳۸۰

عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو استقرار حمل یا دوسرے بچہ کی ولادت سے شیر خوار بچہ کو ضرر پہونچنے کا امکان ہو یا ہلاک ہونے کا امکان ہو اور باپ کے پاس اتنی وسعت نہ ہو کہ اس کی پرورش کے لئے کسی دودھ پلانے والی عورت کا انتظام کر سکے (شامی ج ۲ ص ۳۸۰)

ان وجوہات میں سے کسی بھی ایک وجہ کے تحقق کے وقت اعضاء کے وجود پذیر وظہور ونفخ وروح سے پہلے (جس کی مدت ایک سو بیس دن ہے) حمل کو ساقط کرا سکتے ہیں۔ ولا یستبین خلقه الا بعد مأته وعشرین (رد المحتار ج ۵ ص ۳۷۹)(۲) وکره ان تسقی لاسقاط حملها وجاز لعذر حیث لا یتصور (درمختار ج ۵ ص ۲۷۶)(۳)

(۲) اس زمانہ میں آلات جدیدہ اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ اب کوئی مسئلہ پیچیدہ نہیں رہ پاتا اس لئے تشخیص کرانے کے بعد اگر مرض ہو تو ماہ واری کے اجرا کی دوا دیں اور اگر حمل ہو تو دوا نہ دیں الا یہ کہ وجوہات اربعہ مذکورہ میں سے کسی وجہ کے تحت اسقاط ہی کا ارادہ ہو تو دوا دے سکتے ہیں اور اگر بلا تشخیص دوا کھلا دیا جس کی وجہ سے حمل ضائع ہو گیا تو اضاعت ماء کا گناہ ہوگا۔

(۳) جائز نہیں اور اگر چار ماہ سے قبل ساقط کروا دیا تو اضاعت ماء کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد قتل نفس کا گناہ ہوگا۔ قوله ویکره الخ ای مطلقًا قبل التصویر وبعده علی ما اختاره فی الخانیة ولا اقول به لضمان المحرم بیض الصید لانه اصل الصید فلا اقل من ان یلحقها اثم وهذا لو بلا عذر (شامی ج ۵ ص ۲۳۹)(۴) قبیل باب الاستبراء ج ۵ ص ۲۷۶ قبیل کتاب احیاء الموات و ج ۵ ص ۳۷۹ فصل فی الجنین

(۴) مسلمان ڈاکٹر کو دوا دینے میں احتیاط کرنی چاہئے اس لئے کہ ہم تو جائز و ناجائز کے مکلف ہیں، تعاون علی الاثم بھی منہی عنہ ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) أنّه أراد إلحاق مثل هذا العذر به كأن يكون فى سفر بعيد، أو فى دار الحرب فخاف على الولد أو كانت الزوجة سيئة الخلق ويريد فراقها فخاف أن تحبل ..... و من الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل وليس لأب الصبى ما يستأجر به الظئر ويخاف هلاكه. (شامی: باب نکاح الرقیق ج۳ص۱۷۶ کراچی)

يباح لها أن تعالج فى استنزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة ولم يخلق له عضو و قدّروا تلك المدّة بمأة وعشرين يومًا وجاز لأنّه ليس بآدميّ و فيه صيانة الآدمي. (شامی: کتاب الحظر و الإباحة ج۶ص۴۲۹ کراچی)

و كذا فى الهندية: كتاب الكراهة ج۵ص۴۱۲ زکریا جدید)

وفى البحر الرائق ج۸ص۲۰۵سعید)

(۵) (شامي: باب نکاح الرقیق ج ۳ ص ۱۷۶ کراچی)

(۲) شامی ج:۵ ص:۳۷۹ نعمانیہ۔

شریعت کے بارے میں نامناسب الفاظ کہنا، ارتداد کو لازم کرتا ہے یا نہیں؟

سوال: زید کی بیوی ہندہ نہایت جاہل اور بے علم عورت ہے وہ اکثر شریعت کے خلاف نامناسب الفاظ بولا کرتی ہے جیسے نماز کے لئے کہا گیا تو اس نے کہا کہ تم نماز پڑھوں اور جنت میں جاؤ میں نہیں پڑھتی جہنم میں چلی جاؤں گی یا اور کوئی شریعت کی بات کہی جاتی ہے تو کہتی ہے کہ تم شریعت پر چلو میں نہیں چلتی، یا نہیں مانتی، ایسی صورت میں شریعت اس کے لئے ارتداد کا حکم تو نہیں لگاتی اگر لگاتی ہے تو نکاح باقی رہے گا کہ نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

ہندہ کے قول کی توجیہ ہوسکتی ہے میں تمہارے کہنے سے نہیں پڑھتی او مثل ذلك اسی طرح میں تمہارے کہنے سے شریعت پر نہیں چلتی اس لئے اس کی تکفیر نہیں کی جاسکتی اور نہ نکاح کے ٹوٹ جانے کا حکم لگایا جائے گا، ہاں البتہ ہندہ کو چاہئے کہ اس انداز کی بات نہ کہا کرے اور اگر تجدید ایمان ونکاح کرلے تو بہتر ہے۔(۱)

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ محمد حنیف غفرلہ — اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) قول الرجل: لا أصلي يحتمل أربعة أوجه أحدها: لا أصلي لأنّي صليت والثاني: لا أصلي بأمرك فقد أمرني بها من هو خير منك و الثالث: لا أصلي فسقا و مجانة فهذه الثلاث ليس بكفر والرابع: لا أصلي إذ ليست تحب علّي الصلاة، أو لم أومر بها، جحودًا بها، و في هذا الوجه يكفر و قال الناطفي: إذا أطلق فقال: لا أصلي لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه۔ (الفتاوى التاتارخانية ج۷، ص۳۱۹ زكريا)

يجب أن يعلم أنّه إذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسينًا للظنّ بالمسلم.......... و في الظهيرية: و إن لم تكن له نية حمل المفتي كلامه على وجه لا يوجب التكفير ويؤمر بالتوبة و الاستغفار و استجداد النكاح۔ (الفتاوى التاتارخانية ج۷، ص۲۸۱،۲۸۲ زكريا)

لا يفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن۔ (البحر الرائق كتاب السير، باب أحكام المرتدين ج۵ ص۱۲۵ سعيد۔ وفي الشامي: باب المرتد ج۴ ص۲۲۹ كراچی)

و كذا في الهندية: الباب التاسع في أحكام المرتدين ج۲ ص۲۹۳ زكريا جديد)

إنّ المسئلة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالًا للكفر و احتمال واحد فى نفيه فالأولى للمفتى والقاضى ان يعمل بالاحتمال النافى۔ (شرح فقه الأكبر ص۱۹۹ اشرفیه)

ڈالڈا میں حلال وحرام جانور کی چربی ملائی جاتی ہے، کیا حکم ہے؟

سوال: چند مہینوں سے یہ خبر گرم ہے کہ ڈالڈا اور اس قسم کی جتنی بھی گھی ہیں سب میں چربی ملائی جاتی ہے جو کہ باہر ملکوں سے منگوائی جاتی ہے اور چربی گائے اور سور کی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اخباروں میں یہ خبریں زوروں پر آرہی ہیں ایک اخبار یہ لکھتا ہے کہ یہ چربیاں جہاں بنوائی جاتی ہیں وہاں پر چربیوں کا ذخیرہ ہوتا ہے مگر اس پر چھاپے نہیں لگی رہتی کہ یہ چربی فلاں جانور کی ہے بلکہ سب چربیاں ایک ہی سات ملا کر رکھی جاتی ہیں اور جب کوئی آرڈر آتا ہے تو بھیج دی جاتی ہیں، وہ چربیاں یہاں آکر ڈالڈا اور اس قسم کے گھی میں ملائی جاتی ہیں، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ ان تمام گھی کا استعمال کرنا کیسا ہے ہمارے ایک دوست جناب محمد ایوب صاحب نے مجھ سے بتلایا کہ میرا ایک خاص آدمی جو ٹاٹا کمپنی کا ایک رکن ہے اس نے بتایا کہ ڈالڈا بغیر چربی کی آمیزش کے جم ہی نہیں سکتا جو پلانٹ کمپنی نے لگا رکھا ہے اگر اس کی بھاپ کی مدد سے جمایا جائے تو اتنا سخت نہیں جم سکتا جیسا کہ موجودہ ڈالڈا رہتا ہے، اور پھر ڈالڈا چربی نہ ملنے کی صورت میں کھلے تیل سے ڈیڑھ گنا زیادہ قیمت پر کمپنی تیار کرسکے گی جبکہ ڈالڈا کھلے تیل سے بھی کم قیمت میں بازاروں میں بیچا جارہا ہے، اس سلسلہ میں کچھ لوگ تو کہتے ہیں کہ کیا کسی نے دیکھا ہے اور بعضوں کا کہنا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ چربیاں باہر سے منگوائی جاتی ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ کچھ لوگ گرفتار کئے گئے اور ہند میں ضمانت پر رہا کردیئے گئے اس شرط پر کہ اب بغیر اجازت عدالت ملک کے باہر نہیں جاسکتے اور یہ گرفتار شدہ لوگ گھی بنانے والی کمپنی کے مالکان ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اشیاء کے اندر اصل اباحت ہے حرمت عارضی ہے جب تک کسی دلیل قطعی سے حرمت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک کسی مباح الاصل چیز کو حرام نہیں کہا جائے گا (۱) لہٰذا اگر کوئی عادل ثقہ آدمی نے شہادت دی کہ حرام چربی ڈالڈا میں ملائی جاتی ہے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس وقت حرمت کا فتویٰ دیا جائے گا، اخبارات کی خبروں کا اس باب میں اعتبار نہیں جبکہ مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ اخبارات والے آئے دن اپنی خبروں کی تردید کرتے ہیں "خبر الواحد یقبل فی الدیانات کالحل والحرمة والطهارة والنجاسة اذا کان مسلما عدلا الخ" (عالمگیری ۳۰۸/۵) (۲)

البتہ اگر دل نہ مانے تو احتیاط کرے یہ تقویٰ ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

الجواب صحیح بندہ محمد حنیف غفرلہ

التعلیق والتخریج

(۱) واعلم أن الأصل فی الأشیاء کلها سوی الفروج الإباحة..... وإنما تثبت الحرمة بعارض خصّ مطلق أو خبر مروی فما لم یوجد شیئ من الدلائل المحرمّة فهی علی الإباحة۔ (مجمع الأنهر، کتاب الأشربة ج۴ص۲۴۴ فقیه الأمّت)

(۲) الأصل فی الاشیاء الإباحة۔ (قواعد الفقه ص۵۹ رقم: ۳۳ دار الکتاب)

(۳) من شك فی إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا فهو طاهر ما لم یستیقن .... وکذا ما یتخذه أهل الشرك أو الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والأطعمة والثیاب۔ (شامی: کتاب الطهارة، قبیل مطلب فی أبحاث الغسل ج۱ ص۱۵۱ کراچی)۔

(۲) (الفتاوی الهندیة: کتاب الکراهیة، الباب الأول ج۵ص۳۵۶ زکریا جدید)۔

وشرط العدل فی الدیانات وھی التی بین العبد والربّ فھی عرقا حق الله ....
کالخبر عن نجاسة الماء وحلّ الطعام وحرمته .... فیتیمّم إن أخبرها
مسلم عدل۔ (سکب الأنہر علی ھامش مجمع الأنہر، کتاب الکراھیة ج۴ص۱۸۹
فقیہ الأمّت)

لڑکی کے بال کٹوانے کا حکم

سوال: پانچ سال کی لڑکی کا بال کٹوانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

کسی بیماری کی وجہ سے علاجا کٹوا سکتے ہیں بال عورتوں کی زینت ہے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے کٹوانا ممنوع ہے۔

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبدالحلیم غفرلہ — اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

تعزیہ داری کے لئے چندہ کا حکم

سوال: کچھ لوگ تعزیہ کا پیسہ لے رہے ہیں اسکا پیسہ کیسا ہے؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

تعزیہ بنانا بدعت اور خلاف شرع ہے اس کے لئے پیسہ نہ دیا جائے۔(۱)

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبدالحلیم غفرلہ — اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان۔ سورۃ المائدۃ: ۲
یأمر تعالی عبادہ المؤمنین بالمعاونہ علی فعل الخبرات و ھو البر وترک

المنکرات وهو التقوى، وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم۔ (تفسیر إبن کثیر ج۲ ص۴۵۳ زکریا جدید)

(۲) کل ما یؤدّی إلى ما لا يجوز لا يجوز۔ (شامي: کتاب الحظر وال إباحة ج۶ ص۳۶۰ کراچی)۔

(۳) والرد على هؤلاء من البدع الواجبة لأنّ حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية۔ (مرقاة المفاتيح: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأوّل ج۱ ص۲۱۶ إشاعت الاسلام دهلی)

من دعا إلى ضلالة أى من أرشد غيره إلى فعل إثم ۔۔ أو أمر به أو أعانه عليه كان عليه ۔ مثل آثام من تبعه۔ (مرقاة المفاتيح: باب الاعتصام بالكتاب والسنة ج۱ ص۲۳۳ إشاعت الاسلام دهلی)

قال رسول الله ﷺ من وقّر أى عظّم أو نصر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الأسلام۔ مرقاة المفاتيح: باب الاعتصام بالكتاب والسنة ج۱ ص۲۵۷ إشاعت الاسلام دہلي)

حلال جانور کی کتنی چیزیں حرام ہیں؟

سوال: بکرے اور نر مرغ اور نر حلال جانوروں کا انڈا اور گورگودی وغیرہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ حلال جانور کی کون کون سی چیزیں حرام ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

حلال جانور کی سات چیزیں حرام ہیں: (۱) خون۔ (۲) آلۂ تناسل۔ (۳) خصیتین یعنی انڈا۔ (۴) فرج یعنی شرمگاہ۔ (۵) غدود۔ (۶) مثانہ۔ (۷) پت۔ (کذا فی فتاوی ہندیہ: ۲۹۰/۵)

”ما يحرم اكله من اجزاء الحيوان سبعة الدم المسفوح والذكر والانثيان والقبل والغدة والمثانة والمرارة كذا فى البدائع“.(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاوى الهندية: كتاب الذبائح، الباب الثالث فى المتفرقات ج۵ ص۳۳۵ زكريا جديد)

وكذا فى البدائع الصنائع: كتاب الذبائح والصيود، فصل بيان ما يحرم أكله من الجزاء الحيوان المأكول ج۴ ص۱۹۰ زكريا)

(۳) وكذا فى الشامى: قبيل كتاب الأضحيّة ج۶ ص۳۱۱ كراچى)

(۴) عن مجاهد قال: كان رسول الله ﷺ يكره من الشاة سبعًا: الدم والحياء، الأنثيين والغدّة، والذكر والمثانة والمرارة. (مصنف ابن عبد الرزاق: باب مس يكره من الشاة ج۴ ص۴۰۹ رقم: ۸۸۰۲ دار الكتاب العلمية بيروت)

(۵) زكذا فى إعلاء السنن: باب ما يكره من الحيوان المذكى ج۱۷ ص۱۳۰ ادارة القرآن كراچى)

جھینگا کھانے کا حکم

سوال: جھینگا کا کھانا کیسا ہے؟ جھینگا کا شمار مچھلی میں ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جھینگا کے بارے میں علماء ہند کا اختلاف ہے اور اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں علامہ دمیری علیہ الرحمۃ نے اس کو مچھلی کی ایک قسم قرار دیا ہے حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ نے بھی اس کی حلت کا فتوی دیا ہے۔ (کذا فی امداد الفتاوی) (۱) لیکن چونکہ اختلاف ہے اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ نہ کھائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) و کذا فی امداد الفتاوی ج۴ص۱۰۴،۱۰۳ قدیم نسخه، زکریا دیوبند)

فتاوی محمودیه: باب الانتفاع بالحیوان ج۱۸ص۲۱۲) مکتبه شیخ الاسلام)

انکم ٹیکس کی چوری کا حکم

سوال: اگر کوئی آدمی تجارت کرتا ہو تو یہ شخص اپنا پورا حساب حکومت کو بتادے تو یہ اتنا ٹیکس لگائیں گے کہ آدمی تجارت نہیں کرسکتا بلکہ مفلس ہوجائے گا ایسی صورت میں پورا حساب حکومت کو نہ بتانا کیسا ہے؟

اس کے متعلق کیا حکم ہے کہ اگر صحیح حساب پیش کردیا تب بھی رشوت نہ دینے پر ہر طرح سے حکومت ہند کے حاکم پریشان کرتے ہیں اس تاجر کے خلاف مقدمہ کردیتے ہیں ایسی حالت میں رشوت دینا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں ہندوستان دارالحرب ہے، حکومت کی چوری کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں، کیا ہندوستان دارالحرب ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اس سوال کا جواب زبانی معلوم کریں۔

غیر مسلم کی دعوت کا حکم

سوال: غیر مسلم کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اگر مجلس دعوت میں غنا ومزامیر، بت پرستی، شراب خوری، اطوار شرک وکفر ودیگر محرمات نہ ہوں تو جانے اور دعوت کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں، جائز ہے۔(۱)

”لا بأس بعيادة أهل الذمة وحضور جنائزهم واكل طعامهم والمعاملة معهم وفى السراجية لا بأس بطعام المجوس الا الذبيحة

وهكذا فى المضمرات اه“(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعـــليـــق والـتـخـريـــج

(۱) عن انس بن مالك أنّ يهودية أتت النبيّ ﷺ بشاةٍ مسمومة فأكل منها فجيئ بها فقيل ألا نقتلها قال: لا الخ۔ (بخاری شریف: باب قبول الهدية من المشركين ج۱ص۳۵٦ یاسر ندیم دیوبند)

(۱) لا بأس بطعام المجوس كلّها إلا الذبيحة فإنّ ذبيحتهم حرام ..... و لا بأس بالذهاب إلى ضيافة أهل الذمّة۔ (الفتاوى التاتارخانية: فصل أهل الذمة و الاحكام ج۱۸ص۱٦٦،۱٦۷ زکریا)

(و كذا فى خلاصة الفتاوى : الفصل الثالث فيما يتعلّق بالمعاصى ج۴ ص۳۴٦ مکتبہ اشرفیہ)

(۱) (وکذا فی الهندية: كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر ج ۵ ص ۴۰۱ زکریا جدید)

(وكذا فى الموسوعة الفقهية ج ۴۵ ص ۲۴۳)

متبنّی کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص کسی بچے کو اپنا متبنّی بنالے تو کیا وہ لڑکا ان ماں باپ کو ابا امی کہہ کر پکار سکتا ہے یا نہیں؟ یا یہ ماں باپ اس بچے کو بیٹا کہہ کر پکار سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصليًا

کوئی مضائقہ نہیں حضور اکرم ﷺ سے غیر ابن (دوسرے کے بیٹے) کو ابن کہہ کر پکارنا ثابت ہے (۱) البتہ اس سے حقیقی بیٹا وہ نہیں ہوگا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التـعـلـيـق والـتـخـريـج

(۱) وأمّا دعوة الغير ابنًا على سبيل التكريم والتحطيب فليس ممّا نهى عنه فى هذه الآية۔ بدليل ما رواه الإمام أحمد ...... عن ابن عباس قال: قدمنا على رسول الله ﷺ أغيلمة بنى عبد المطلب على حُمرات لنا من جمع فجعل يلطخ أفخاذنا و يقول أبينّى لاترموا الجمرة حتى يطلع الشمس۔ وعن انس بن مالك رضى الله عنه قال: قال لى رسول الله ﷺ يا بنىّ وغير ذلك۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۱۴۴ از کریا)

(۲) قال الله تعالى: وجعل أدعياء كم أبناء كم ذلكم قولكم بأفواهكم۔ سورة الاحزاب: آية ۴۔ فى التفسير المظهرى: أدعياء كم: أى الذين تبنّيتم ... فلا يثبت بالتبنى شيئ من أحكام البنوة من الإرث وحرمة النكاح وغير ذلك۔ و فى الأية ردّ لما كانت العرب تقول...... ودعى الرجل ابنه يرثه و يحرّم بالتبنى ما يحرم بالنسب۔ (تفسير مظهرى ج۷ص۲۹۲ زكريا)

و ما جعل أدعياء كم أبناء كم۔ إبطال لما كان فى الجاهليّة أيضا و صدر من الإسلام من أنّه إذا تبنّى الرجل ولد غيره أجريت أحكام النبوّة عليه وقد تبنى رسول الله ﷺ۔ قبل البعثة زيد بن حارث، والخطاب عامر بن ربيعة و أبو حذيفة مولاه سالمًا إلى غير ذلك۔ (تفسير روح المعانى ج۱۲ ص۲۲۲ زكريا۔ و كذا فى تفسير ابن كثير ج۵ ص۱۴۳،۱۴۴ زكريا)

وليس عليكم جناح فيما أخطأ تم به ولكم ما تعمدت قلوبكم۔ سورة الأحزاب: آية ۵ وظاهر الآية حرمة تعمد دعوة الإنسان لغير أبيه، ولعلّ ذلك فيما إذا كانت الدعوة على الوجه الذى كان فى الجاهليّة، وأمّا إذا لم تكن كذلك كما يقول الكبير للصغير على سبيل التحنّن والشفقة يا ابنى، و كثيرًا ما يقع ذلك فالظاهر عدم الحرمة۔ (تفسير روح المعانى ج۱۲ ص۲۲۶)

مسجد میں سونے کا حکم

سوال: کسی گاؤں میں کسی شخص کا روزانہ مسجد میں سونا کیسا ہے؟ جبکہ اس شخص کا اپنا مکان ہے، مسجد تو عبادت کی جگہ ہے نہ کہ آرام گاہ اور خواب گاہ، ایسا شخص گنہگار ہوگا یہ فعل از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

مسجد بالاخانہ اور بیٹھکا نہیں ہے، نماز تلاوت وغیرہ کے لئے ہے، معتکف کے لئے ضرورۃً سونے کی اجازت ہے ایسے شخص کو مسجد میں نہیں سونا چاہئے احتیاط کرنا چاہئے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) ويكره النوم والأكل فيه: أى المسجد لغير المعتكف وإذا أراد أن يفعل ذلك ينبغي أن ينوى الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر الله تعالى بقدر ما نوى أو يصلى ثم يفعل ما شاء .... ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام فى المسجد فى الصحيح من المذهب والأحسن أن يتورّع فلا ينام۔ (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد ج۵ ص۳۲۱ رشيدية)

زكذا فى الشامى: مطلب فى العرس فى المسجد ج۱ ص۶۶۱ كراچى)

النوم فيه لغير المعتكف مكروه وقيل لا بأس للغريب أن ينام فيه والأولى أن ينوى الاعتكاف يخرج من الخلاف۔ (حلبى كبيرى: فصل فى أحكام المسجد ص۶۱۲)۔ سهيل اكيڈمى۔

وكذا فى الفتاوى السراجية: باب المسجد ص۳۱۵ مكتبة الاتحاد)

إنّه أى ابن عمر كان ينام وهو شابّ أعزب لا أهل له فى مسجد النبى ﷺ۔ بخارى

شریف ج۱ ص۶۳۔ قلت لأتمسّك فیه لأنّ ابن عمر رضی الله عنه کان أحوج الناس وأفقر من الغرباء لم یکن له بیت ولا شیئ فإذا جاز للغریب أن ینام فی المسجد فکیف به۔ (فیض الباري: باب نوم الرجال في المسجد ج ۲ ص ۴۹) خضراہ بک ڈپو۔

نسبندی کا حکم

سوال: زید سرکاری ملازم ہے اور حکومت کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے کہ چند مخصوص دنوں کے اندر اگر زید نسبندی نہیں کرواتا ہے تو نوکری سے برطرف کر دیا جائے گا یا اس ضمن میں زید کی تنخواہ روک دی جائے گی تو مالی پریشانی میں مبتلا ہوگا، کیا زید ایسی حالت میں نس بندی کرواسکتا ہے؟ اگر زید نے دباؤ میں آکر نس بندی کروالیا ہے تو کیا زید گناہ کا مرتکب ہے یا نہیں؟ اس کا مفصل ومدلل جواب فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں نسبندی کروانا جائز نہیں، (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ضروری ہے البتہ تحفظ ملازمت میں دباؤ کی وضاحت کی جائے کون سا دباؤ مراد ہے؟

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ (مصنف ابن أبی شیبة: کتاب السیر ج۱۸ ص۲۴۷ رقم: ۳۴۴۰۶ المجلس العلمی)

(۱) أمّا خصاء الآدمی فحرام۔ (شامی: کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع ج۶ ص۳۸۸ کراچی)

(۳) فنهانا عن ذلك أی الاستحصاء هو نهی تحریم بلا خلاف فی بنی آدم لما تقدم وفیه أیضًا من المفاسد تعذیب النفس والتشویه مع إدخال الضرر الذی قد

يفضى إلى الهلاك وفيه ابطال معنى الرجوليّة و تغيير خلق الله و كفر النعمة لأنّ خلق الشخص رجلاً من النعم العظيمة فإذا أزال ذلك فقد تشبّه بالمرأة واختار النقص على الكمال۔ (فتح البارى: باب ما يكره من التبتل والخصاء ج۹ ص۱۳۷ شركة القدس)

(۴) و تأنث الرجال أقبح الخصال، و كذلك جريان الرسم بقطع أعضاء التناسل واستعمال الأدوية القامعة للباءة. والتبتّل وغيرها تغيير لخلق الله واهمال لطلب الفسل فنهى النبى ﷺ عن كل ذلك۔ (حجة الله البالغة مع شرحها رحمة الله الواسعة: آداب مباشراب ج۵ ص۱۱۰ مكتبه حجاز)

ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا مسئلہ

سوال: (۱) دارالاسلام، دارالحرب، ارالامن کس کو کہتے ہیں؟

(۲) ہندوستان کو موجودہ احوال کے پیش نظر دارالحرب قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) کیا موجودہ حالات کا اعتبار کرتے ہوئے ''لا ربوا بين المسلم والحربى'' کے پیش نظر ہندوستان میں سود جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

(۴) وہ کون سے عوارض ہیں کہ جن کی بنا پر بنکوں سے سودی قرض کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

(۵) بینک میں روپیہ جمع کرنے کے بعد جو سود بنتا ہے کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ پیسہ جمع کرنے والا سود کی مقدار اپنے پاس سے غرباء وغیرہ پر تقسیم کردیا کرے اور بینک کا سود جمع رکھتا رہے تاکہ یکمشت رقم وقت ضرورت کام آجائے۔

الجواب: حامدًاومصليًا

(۱) علامہ علاء الدین حصکفی کے بیان کے مطابق دار الاسلام وہ ہے جہاں مسلمانوں کے امام کا حکم نافذ وجاری ہو، اور بعض کے بیان کے مطابق دارالاسلام وہ ہے جہاں مسلمان غالب اور مامون ہوں، اور دار الحرب وہ ہے جہاں کافروں کی حکومت ہو یا یہ کہ وہاں کے

مسلمان کافروں سے خائف ہوں۔ (سکب الانہر: ۱/ ۶۳۴)(۱)

(۲) دارالامن وہ ہے جہاں کے رہنے والوں کی جان مال محفوظ ہو، بے خوف زندگی گذارتے ہوں، ہندوستان جہاں بعض اعتبار سے دارالحرب معلوم ہوتا ہے وہیں بعض اعتبار سے دارالاسلام بھی معلوم ہوتا ہے اس لئے اس کو علی الاطلاق دارالحرب نہیں قرار دیا جاسکتا نیز جبکہ اکابرین نے اس کی تصریح بھی کی ہے حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے مجموعۃ الفتاوی میں اس کی تصریح کی ہے کہ یہ دارالحرب نہیں ہے۔ (مجموعۃ الفتاوی: ۱/ ۱۶۲)

(۳) نہیں۔

(۴) کوئی شخص ایسا ہو کہ بالکل قلاش ہو بلاسودی قرض اس کو کہیں سے نہ مل رہا ہو تو بدرجۂ مجبوری بقدر ضرورت لینا جائز ہے کما فی الاشباہ والنظائر ''یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح''۔(۲)

(۵) جائز تو ہے لیکن بہتر نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ودار الإسلام ما یجری فیها حکم إمام المسلمین، ودار الحرب ما یجری فیها أمور رئیس الکافرین کما فی الکافی، وذکر الزاهدی أنّها ما غلب فیه المسلمون وکانوا فیه آمنین ودار الحرب ما خافوا فیه من الکافرین ولا خلاف إن دار الحرب تصیر دار إسلام بإجراء بعض أحکام الإسلام فیها۔ (سکب الأنهر مع مجمع الأنهر: کتاب السیر ج۲ ص۴۱۰ فقیه الأمّت)

لا تصیر دار الإسلام دار حرب إلا بأمور ثلاثة بإجراء أحکام أهل الشرك وباتصالها بدار الحرب۔ تحته فی الشامیّة: بأن لا یتخلّل بینهما بلدة من بلاد الإسلام وبأن لا یبقی فیها مسلم أو ذمی آمنًا بالامان الأوّل۔ (شامی: کتاب

الجهاد: مطلب فیما تصیر به دار الاسلام دار حرب وبالعکس ج۴ ص۱۷۵ کراچی)
وقد اتفقت الأمّت علی أنّ الخروج من الخلاف مستحب قطعًا، لأنّ خلاف الأمّة لا سیّمّا خلاف جمهورهم یورث شبهة فی الجواز۔ قال النبیّ ﷺ الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات، فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه، لاسیّمّا و کون الهند دار الحرب عند الإمام محل نظر بعد۔ فالشبهة إذا قویّة غیر ضعیفة والتوقی عنه واجب من غیر ریبة۔ (إعلاء السنن، کتاب البیوع، باب الربا ج۱۴ ص۳۶۷ ادارة القرآن کراچی)
و کذا فی فتاوی محمودیة باب الربا ج۱۶ ص۳۵۲ ۹ مکتبه شیخ الاسلام
(و کذا فی جواهر الفقه ج۵ ص۲۰۷ زکریا جدید)
(۲) الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامّة کانت أو خاصّة ...... یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح۔ (الاشباه والنظائر: القاعدة الخامسة ج۱ ص۲۶۷ دار الکتاب دیوبند)

مشترک شکار کی ملکیت کا حکم

سوال: زید نے مچھلی پھنسانے کے لئے ڈوری اندر ڈالی اس کے بعد وہ اپنے گھر گیا اتفاقاً بکر دریا کے کنارے پہنچا، دیکھا کہ اس کی ڈوری میں مچھلی پھنسی ہے بکر نے مچھلی نکالا تو آیا مچھلی کا مستحق بکر ہوگا یا زید جو کہ اس ڈوری کا مالک ہے؟
زید عمر بکر تینوں مچھلی کا شکار کرنے گئے ڈوری دریا کے اندر ڈالدی اتفاق ایک ڈوری میں مچھلی پھنسی جس کو زید نے نکالا تو آیا مچھلی کا مستحق صرف زید ہوگا یا تینوں شریک برابر کے شریک ہوں گے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا
صورت مسئولہ میں زید ہی مچھلی کا مالک ہوگا بکر کے لئے اس مچھلی کا لینا جائز نہیں ہے

’’کنصب شبکة للصید ملك ما تعقل بها‘‘ (درمختار:۵/۲۹۸)(۱)

’’ولا یجوز الشرکة فی الاحتطاب والاصطیاد اما اصطاده کل واحد منهما أو احتطبه فهو له دون صاحبه‘‘ (ہدایہ:۲/۶۱۴)(۲)

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ شرکت صحیح نہیں ہے لہٰذا زید ہی شکار کا مالک ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) نصب شبکة للصید ملك ما تعقّل بها۔ (شامي: کتاب الصید ج۶ ص ۴۶۲ کراچی)۔

إنّ من نصب شبکة فتعقّل بها صید ملکه صاحب الشبکة۔ (الهندیة: کتاب الصید ج۵ ص۴۷۰ زکریا جدید۔ وفی التاتارخانیة ج۱۸ ص۴۵۳ زکریا)

(۲) هدایة: فصل فی الشرکة الفاسدة ج۲ ص۶۳۴ مکتبه تهانوی

وکذا فی الهندیة: فصل فی الشرکة الفاسدة ج۲ ص۳۳۴ زکریا جدید۔

کما لو اشترکا فی الاحتطاب والاصطیاد وسائر المباحات فإنّ ذلك لا یجوز حتی عند الحنفیّة لأنّ الشرکة مقتضاها الوکالة ولا تصحّ الوکالة فی تملك المباح لأنّه یملك بالاستیلاء۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته۔ تعریف شرکة الأعمال أو الأبدان ج۵ ص۳۸۸۹ دار الفکر المعاصر)

زانی، زانیہ، اور قاتل کی دعوت کا حکم

سوال: مسلم زانی یا زانیہ کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو جواز کی کیا صورت ہے؟

قاتل مسلم کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے ناجائز ہے تو جواز کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

زانی وزانیہ اور قاتل مسلم یہ سب فاسق ہیں جس طرح داڑھی کٹانے والا، جھوٹ بولنے والا، غیبت کرنے والا، بلا عذر نماز چھوڑنے والا ان کا مال اگر حلال ہو تو ان کے یہاں کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں (۱) اگر یہ معلوم ہو کہ ہمارے نہ کھانے سے ان پر اثر ہوگا اور اپنے فسق سے باز آجائیں گے تو ان کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے، اسی طرح اگر یہ مقصود ہو کہ اس کو اپنے فسق کا احساس ہو جائے اور یہ سمجھ لے کہ یہ لوگ میرے اس کام کی وجہ سے ناراض ہیں تو اس صورت میں بھی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے لا یجب دعوة الفاسق المعلن لیعلم انه غیر راض بفسقه الخ (کذا فی التمرتاشی عالمگیری: ۵/ ۳۴۳) (۲) لیکن اگر صدق دل سے توبہ کرلیں تو اس کے بعد دعوت رد نہ کی جائے قبول کرسکتے ہیں۔ (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

عن عمران بن حصین قال نهى رسول الله ﷺ عن إجابة طعام الفاسقین.

(مشکاۃ شریف: باب الولیحة: فصل الثالث ج۲ ص۲۷۹ مکتبہ ملت)

(۲) لا یجیب دعوة الفاسق المعلن لیعلم أنّه غیر راض لفسقه كذا دعوة من كان غالب ماله من حرام مالم یخبر أنّه حلال وبالعكس یُجیب ما لم یتبیّن عنده أنّه حرام. (الهندیة: الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات ج۵ ص۳۹۷ زكریا جدید. وكذا فی مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی ج۴ ص۳۳۹ المكتبة الأشرفیة)

(۱) رجل أهدى إلى إنسان أو أضافه إن كان غالب ماله من حرام. لا ینبغی ان یقبل و یأكل من طعامه ما لم یخبر أنّ ذلك المال حلال استفرضه أو ورثه وإن

كان غالب ماله من حلال فلا بأس بأن يقبل الهدية ويأكل ما لم يتبيّن له أنّ ذلك من الحرام۔ (الفتاوى التاتارخانية ج۱۸ ص۱۷۵ زکریا۔ (و کذا فی الهندية ج۵ ص۳۹۶ زکریا جدید)

و کذا فی مجمع الأنهر ج۴ ص۱۸۶ کتاب الکراهية، فصل فی الکسب۔ فقیه الأمّت)

وفی الروضة: يجيب دعوة الفاسق والورع أن لا يجيبه۔ (بزّازيّة: کتاب الکراهية ج۳ ص۲۰۶ زکریا جدید)

(۳) قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له۔ (ابن ماجه: کتاب الزهد، باب ذکر التوبة۔ ص۳۱۳ یاسر قدیم دیوبند

اسقاط کرانے والی عورت کی دعوت کا حکم

سوال: ایک شخص کی بہن کو ناجائز حمل تھا اس نے اسقاط کرادیا اس کے ساتھ کھانے پینے کا تعلق کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اس کا حکم وہی ہے جو زانی زانیہ اور قاتل کی دعوت کے حکم کے تحت آچکا ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن عمران بن حصين قال نهى رسول الله ﷺ عن إجابة طعام الفاسقين۔ (مشکاۃ شریف: باب الولیمة، فصل الثالث ج۲ ص۲۷۹ مکتبه ملت)

لا يجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنّه غير راض لفسقه و كذا دعوة من كان غالب ماله من حرام ما لم يخبر أنّه حلال و بالعكس يجيب ما لم يتبيّن عنده أنّه حرام۔ (الفتاوى: الهندية الباب الثاني عشر في الهدايا والصيافات ج۵

ص۳۹۷۔ وکذا فی مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاون ج۴ ص۳۳۹ المکتبة الأشرفیة)

وفی الروضة: یجیب دعوة الفاسق والورع أن لا یجیبه۔ بزّازیّة: کتاب الکراهیّة ج۳ص۲۰۶ زکریا جدید)

رجل أهدی إلی إنسان أو أضافه إن کان غالب ماله من حرام لا ینبغی أن یقبل ویأکل من طعامه ما لم یخبر أنّ ذلك المال حلال استقرضه أو ورثه وإن کان غالب ماله من حلال فلا بأس بأن یقبل الهدایة ویأکل مالم یتبیّن له أنّ ذلك من الحرام۔ (الفتاوی التاتارخانیة ج۱۸ ص۱۷۵ زکریا۔ وکذا فی الهندیة ج۵ ص۳۹۷ زکریا جدید)

وکذا فی مجمع الأنهر: کتاب الکراهیة،فصل فی الکسب ج۴ص۱۸۶ فقیه الأمت)

ختنہ کی دعوت کا حکم

سوال: ختنہ میں دعوت قبول کرنے کی شرعی کیا حیثیت ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

کوئی مضائقہ نہیں۔''فی شرح الطحطاوی لا ینبغی التخلف عن اجابة دعوة العامة کدعوة العروس والختان ونحوهما واذا اجاب فقد فعل ما علیه اکل او لم یأکل وان لم یاکل فلا بأس به'' (خلاصة الفتاوی: ۴/ ۳۵۸۔وفتاوی ہندیہ:۵/ ۳۴۳)(۱)

لیکن دعوت میں اگر وہ منکرات ہوں جن کا تذکرہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے اصلاح الرسوم: (۵۶ تا۵۹) میں کیا ہے تو اس میں شرکت نہ کی جائے۔(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) (الهندية: الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات ج۵ ص۳۹۷ زکریا جدید۔
وکذا فی التاتارخانية ج۱۸ ص۱۷۶ زکریا۔ وکذا فی خلاصة الفتاوی: الفصل الخامس فی الأکل ج۴ ص۳۵۸ المکتبة الأشرفية)
عن أبی هريرة قال: الوليمة حق وسنّه، فمن دعی فلم يجب فقد عصی الله ورسوله والخرس ولاعذار والتوکير أنت فيه بالخيار قال: قلت: إنّی والله لا أدری ما الخرس والاعذار والتوکير؟ قال: الخرس الولادة، والاعذار: الختان والتوکير: الرجل يبنی الدار وينزل فی القوم فيجعل الطعام فيدعوهم، فهم بالخيار إن شاءوا وأجابوا وإن شائوا قعدوا۔ (المعجم الأوسط: ج۳ ص۸۸ رقم: ۳۹۴۸ دار الکتاب العلميّة بيروت
وکذا فی مجمع الزوائد: باب الدعوة فی الوليمة والإجابة ج۴ ص۵۵ رقم: ۶۱۵۶ دار الکتاب العلميّة بيروت)
(۲) لو دعی إلی دعوة قالوا: أحبّ أن يجيبه إلی ذلك إذا لم يکن هناك معصية ولابدعة۔ (الفتاوی التاتارخانية ج۱۸ ص۱۷۵ زکريا)
(الضيافة ثمانية أنواعٍ الوليمة للعرس، الخرس للولادة، والاعذار للختان والوکيرة للبناء والنقيعة لقدوم المسافر والوضيمة المصيبة والعقيقة ولمأدبة الطعام المتخذ للضيافة بلا سبب وکلها مستحبّة الا الوليمة فإنّها بجب عند قوم کذا فی المجمع۔ (حاشية صحيح بخاری رقم:۵ ج۲ ص۷۷۶ کتاب النکاح، باب الوليمة ياسر نديم ديوبند)

ختنہ کی دعوت میں شرکت کا حکم

سوال: دعوت ختنہ میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اگر ختنہ کی دعوت میں منکرات نہ ہوں تو شرکت میں کوئی مضائقہ نہیں۔

”لا ینبغی التخلف عن اجابة الدعوة العامة کدعوة العروس والختان ونحوهما الخ“ (ہندیہ: ۵/ ۳۴۳) فدمرّت دلائلہا فی المسئلة السابقة۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

مچھلی کے شکار میں شرکت کا حکم

سوال: شرکت کے ساتھ مچھلی کا شکار جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مچھلی کے شکار میں شرکت صحیح نہیں۔ کذا فی الهدایه (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) لا یجوز الشرکة فی الاحتطاب و الاصطیاد و ما اصطاده کلّ واحد منهما او احتطبه فهو له دون صاحبه۔ (الهدایة: فصل فی الشرکة الفاسدة ج۲ ص۶۳۴) مکتبہ تھانوی

لو اشترکا فی الاحتطاب و الاصطیاد و سائر المباحات فإنّ ذلك لا یجوز حتی عند الحنفیؒ لأنّ الشرکة مقتضاها الوکالة ولا تصح الوکالة فی تملك المباح لأنّه

بملك بالاستيلاء (الفقه الاسلامی وأدلته: تعريف شركة الاعمال والابدان ج٦ ص٣٨٨٩) دار الفكر المعاصر

(وكذا فی الهندية: فصل فی الشركة الفاسدة ج٢ ص٣٣٤) زكريا جديد

لا يجوز الشركة فيما لا تصحّ الوكالة كالاحتطاب والاحتشاش والاصطياد والاستفاء وما جمعه كل واحد منهما فله. وتحته فی مجمع الأنهر: لأنّ الشركة تقضی الوكالة والتوكيل اثبات التصرف لمن ليس له ولاية ذلك التصرف وذا لا يوجد فی المباحات. (ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر: فی الشركة الفاسدة ج٢ ص٥٦٣) فقيه الأمّت

شراب کو بطور دواء کے استعمال کرنے کا حکم

سوال: شراب کا بطور دوا، بدن پر لگانا یا شیافتہ لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

اگر شراب کے علاوہ کوئی دوسری دوا نہ ہو اور حکیم یا ڈاکٹر جو ماہر ہو، مسلمان ہو یہ کہے کہ اس کے علاوہ اس کی کوئی دوا نہیں ہے ایسی صورت میں بقدر ضرورت بوقت ضرورت اس کا استعمال جائز ہے۔

”اختلف فی التداوی بالمحرم وظاهر المذهب المنع كما فی رضاع البحر لكن نقل المصنف ثمه وهنا عن الحاوی وقيل يرخص اذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص الخمر للعطشان وعليه الفتوی“ (درمختار: ۱/ ۱۴۰) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (شامی: باب المیاہ، مطلب فی التداوی بالمحرم ج۱ ص۲۱۰)۔

یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی إذا أخبره طبیب مسلم أنّ شفائه فیه ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه۔ (شامی: کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ج٦ ص۳۸۹)۔ کراچی۔

إنّ الاستشفاء بالمحرّم إنّما لا تجوز إذا لم یعلم فیه شفاء أمّا إذا علم أنّ فیه شفاء ولیس له دواء آخر غیره، تجوز الاستشفاء به۔ الفتاوی التاتارخانیة ج۱۸ ص۲۰۰) زکریا

ولو أنّ مریضًا أشار إلیه الطبیب شرب الخمر، روی عن جماعة من أئمّة بلخ أنّه ینظر إن کان یعلم یقینًا أنّه یصحّ حلّ له التناول۔ (الفتاوی الهندیة: کتاب الکراهیة ج۵ ص۴۱۰) زکریا جدید

وکذا عنایة مع فتح القدیر: کتاب الکراهیّة، مسائل متفرقة ج۸ ص۵۰۱) دار احیاء التراث العربی بیروت

غیر محرم سے بے تکلفی ہے، شوہر ملاقات بات سے منع کرتا ہے، کیا صحیح ہے؟

سوال: ہمارے دو چچا زاد بھائی ہیں بڑا مولانا کوثر صاحب، حافظ جمال اختر سلمہ، بچپن سے ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا پڑھنا لکھنا کھانا پینا حتی کہ کھیلنا کودنا سب ساتھ ہی رہا، گویا کہ جیسے بھائی بہن رہتے ہیں ویسے ہی شادی کے بعد یعنی بلوغ کے بعد بھی رہتے چلے آئے ہیں۔ شادی کے بعد سے ہمارے خاوند چچا زاد بھائی کے ساتھ اس طرح بے تکلفی سے مع الاختلاط رہنے کو منع کرتے ہیں۔ یعنی پہلے کی طرح بات چیت کرنا سامنے آنا جانا وغیرہ وغیرہ ان سب

کے منع کرنے کا حاصل یہ ہے کہ پردہ سے ان کے ساتھ رہنے کو کہتے ہیں جو کہ ہمارے لئے ایک امر محال ہے اس لئے کہ بچپن ہی سے بھائی بہن کا رشتہ تعلق تھا آج تک ہے ۲۴ گھنٹہ ایک ہی گھر میں رہنا سہنا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہمارے خاوند کا یہ کہنا اور منع کرنا شرعا برحق ہے؟ اس بارے میں شرعت کا کیا حکم ہے؟ تفصیل کے ساتھ تشفی بخش جواب دیں، اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی اس طرح کی کوئی نظیر ہو تو بیان فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ کیا بلوغت کے بعد سے جو آج تک اس طرح رہتے چلے آئے ہیں تو وہ دونوں گنہگار اور قابل مواخذہ ہوں گے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

شوہر کا منع کرنا شرعا بالکل برحق اور صحیح ہے آپ سے مولانا محمد کوثر صاحب اور حافظ جمال اختر سلمہ کا پردہ کرنا واجب ہے، بے پردگی کی صورت میں دونوں گنہگار ہوں گے چونکہ ہندوستان کے رسم ورواج میں پردہ نہیں اور اب تک پردہ کیا بھی نہیں، اس لئے ابتداءً تھوڑی سی دقت ہوگی لیکن آہستہ آہستہ جب مزاج بن جائے گا تو پھر پریشانی نہ ہوگی، بات کرنا ہے تو پردہ سے کریں کوئی چیز لینی دینی ہو مثلاً کھانا پانی وغیرہ اس وقت صرف چہرہ پر کپڑا ڈال لینا کافی ہے اسی طرح گھر میں اس طرح کام کاج کرتے وقت آجائیں تو اس وقت چہرہ پر دوپٹہ ڈال لیں اس طرح پریشانی بھی نہ ہوگی اور عادت بھی بن جائے گی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "الا وان لكم على نسائكم حقا ونسائكم عليكم حقا فاما حقكم على نسائكم فلا يؤطئن فرشكم من تكرهون ولا يأذن فى بيوتكم من تكرهون" (الحدیث ترمذی شریف مع تحفہ: ۸/ ۴۸۳)

"قال النووى المختار ان معناه ان لا يأذن لاحد تكرهونه فى دخول بيوتكم، والجلوس فى منازلكم سواء كان الماذون له رجلا اجنبيًا او امرأة او احدا من محارم الزوجة فالنهى يتناول جميع ذلك اه" (حوالہ بالا) (۱) یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا تمہاری بیویوں پر حق ہے، اسی

طرح تمہاری بیویوں کا تمہارے اوپر حق ہے، شوہروں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تمہارا تمہاری بیویوں پر یہ حق ہے کہ جن کو تم اپنے بستروں پر دیکھنا پسند نہیں کرتے ان کو تمہارے بستروں پر نہ آنے دے اور جن کو تم اپنے کمرہ میں دیکھنا پسند نہیں کرتے ان کو تمہارے کمروں میں آنے کی اجازت نہ دے اس روایت کے تحت امام نووی ؒ جو بہت بڑے محدث ہیں فرماتے ہیں: کہ جس کو کمرہ میں اور بستر پر آنے کی اجازت شوہر کی طرف سے نہیں خواہ وہ اجنبی مرد ہو یا عورت یا بیوی کے محارم مثلاً ماں باپ وغیرہ میں سے کوئی ہو، چنانچہ فتاوی ہندیہ وشامی وغیرہما میں صراحةً جزئیہ موجود ہے، بیوی اپنے والدین کو بھی شوہر کے کمرہ میں ملاقات کے لئے نہیں بلا سکتی، تو اگر کسی غیر محرم سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا تو کیا برا کیا، اس کا اس کو حق ہوتا ہے لیکن اسی کے ساتھ شوہر کو چاہئے کہ اپنے بھائیوں کو بھی پردہ کی تاکید کرے اور اس کو بھی بتلائے امید کہ اس تفصیل سے مسئلہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا پھر بھی اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو معلوم کرنے کی اجازت ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (ترمذی شریف مع تحفة الاحوذی: ابواب تفسیر القرآن من سورة التوبة ج۸ ص۴۸۳) دار الفکر

ويمنعها من زيارة الأجانب وعيادتهم والوليمة، وإن أذن كانا عاصبين. (شامی: باب النفقة، مطلب فی الكلام على المؤنسة ج۳ص۶۰۳) کراچی۔

وکذا فی خلاصة الفتاوی: کتاب النکاح ج۲ ص۵۳) المکتبة الأشرفیة

للزوج أن يضرب زوجته على أربعة اشياء .... ما إذا كشفت وجهها لغير محرم أو كلمت أجنبيًا أو تكلمت عامدًا مع الزوج أو شاغبت معه يسمع صوتها الأجنبي. (البحر الرائق: فصل فی التعزير ج۵ ص۴۹) سعيد

لا يدين زينتهن إلاّ لبعولتهنّ .... أو اخنواهنّ و المراد بالاخون ما يشمل الاعيان وهم الاخوة لاب وام و بنى العلات وهم أولاد الرجل من نسوة شتى والأخياف وهم أولاد المرأة من آباء شتى۔ (تفسير روح المعاني: سو ج۱۰ ص۲۰۹) زكريا

(۵) قال الله تعالى: يدنين عليهنّ من جلابهنّ قال أبو بكر: فى هذه الآيات دلاله على أنّ المرأة الشابّة مأمورة بستر وجهها عن الاحنبين۔ (أحكام القرآن للجصاس ج۳ص۳۷۲

روزہ نماز کے انکار کا حکم

سوال: اگر کوئی عاقل بالغ روزہ نماز کا انکار کرے تو نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

اگر فرضیت کا منکر ہو تب تو ایمان سے خارج ہونے کی وجہ سے نکاح ٹوٹ جائے گا (۱) اور اگر فرضیت کا منکر نہ ہو تو اس سے تحقیق کی جائے اس لئے اس باب میں حضرات فقہاء نے بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا ہے۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

ورد النصوص بأن ينكر الأحكام التى دلّت عليها النصوص القطيعة من الكتاب والسنة، كحشر الاجساد مثلًا كفر لكونه تكذيبًا صريحًا لله تعالى ورسوله عليه السلام: (شرح العقائد: مبحث رد النصوص كفر ص۱۲۰) كتب خانه رشيديه دهلى۔

(۱) ويكفر جاحدها أى الصلاة لثبوتها بدليل قطعى۔ (شامى كتاب الصلاة ج۱

ص۳۵۲)

لا يفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن۔ (البحر الرائق: كتاب السير، باب أحكام المرتدين ج۵ص۱۲۵) سعيد

يجب أن يعلم أنّه إذا كان فى المسئلة وجوه توجب التكفير وجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتى ان يميل إلى الوجه الذى يمنع التكفير تحسينًا للظن بالمسلم۔ الفتاوى التاتارخانيةك ج۷ص۲۸۲،۲۸۱) زكريا

(۲) وفى الفتاوى الصغرى: الكفر شيئ عظيم فلا أجعل المؤمن كافرًا متى وجدت رواية أنّه لا يكفر۔ (البحر الرائق: باب أحكام المرتدين ج۵ص۱۲۴) سعيد

وما يكون كفرًا اتفاقًا يبطل العمل والنكاح و أولاده أو لاد زنا وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح۔ (شامى: كتاب الجهاد، باب المرتد ج۴ص۲۴۶)۔ كراچى۔

بلاطلب سسرال والوں کی چیزوں کو قبول کرنے کا حکم

سوال: اگر سسرال والے داماد کو بلاطلب کے کچھ خوشی سے دیں تو قبول کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًاومصليًا

جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ لیا جائے تا کہ دوسرے لوگ دلیل نہ بنائیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) قال فى الوسيلة الأحمدية شرح الطريقة المحمديّة: ولعن رسول الله ﷺ الراشى والمرتشى و من الرشوة ما أخذه ولى المرأة قبل النكاح إذا كان بالسؤال

أو كان اعطاء الزوج بناء على عدم رضائه على تقدير عدمه۔ أمّا إذا كان بلا سؤال ولا عن عدم رضائه فيكون هديّة، فيجوز۔ (مجموعة الفتاوى لعبد الحى اللكنوى ج۲ ص۲۳۰) سعيد بحواله فتاوى محموديه ج۱۱ ص۱۸۷) مكتبه شيخ الاسلام

أنّه لا يوجد ما يدلّ على أنّ الجهاز واجب على أبيها، وليس لأحد أن يجبرها على ذلك، فإذا قامت بالجهاز و ما يلزم من أثاث وأدوات، فهى متبرعة۔ (الموسوعة الفقهيّة ج۳۹ ص۲۰۶

أنّ رسول الله ﷺ قال: تصافحوا يذهب الغل و تهادوا تحابوا، وتذهب الشحناء۔ (مشكاة شريف ص۴۰۳) مكتبه ملّت

المالك هو المتصرّف فى الأعيان المملوكة كيف شاء۔ (بيضاوى شريف ص،)ياسر نديم

اعلم أن للإنسان أن يتصرّف فى ملكه ماشاء من التصرفات ما لم يضر بغيره ضرر۔ (تبيين الحقائق: كتاب القضاء، باب مسائل شتى ج۴ ص۱۹۶) مکتبہ امدادیہ ملتان۔

غیر شرعی طریقہ پر ہونے والی شادی میں شرکت کا حکم

سوال: بکر کی سالی کی شادی غیر شرعی رسم پر ہو رہی ہے اس کی بیوی بہت ضد کر رہی ہے، وہ اگر جانے دے تو کیا بکر گنہگار ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصليًا

نہیں، (۱) البتہ بیوی کو سمجھا دیں کہ وہ منکرات میں شرکت نہ کرے۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

إن علم المدعو أنّ فيها لهوًا لا يجيب سواء كان ممن يقتدى به أو لا لأنّه لا يلزمه إجابة الدعوة إذا كان هناك منكرًا۔ (مجمع الأنهر: كتاب الكراهية، فصل فى المتفرقات ج۴ص۲۱۷) فقيه الأمت

وإن علم أوّلاً باللعب لا يحضر أصلًا سواء كان ممن يقتدى به أو لا لأنّ حق الدعوة إنّما يلزمه بعد الحضور لا قبله ابن كمال۔ (شامى: كتاب الحظر والإباحة ج۶ ص۳۴۸)۔ كراچى۔

و يسقط الإجابة بأعذار، نحو كون الشبهة فى الطعام، أو حضور الأغنياء فقط أو من لا يليق مجالسته أو يدعو لجاهه أو لتعاونه على باطل أو كون المنكر هناك، مثل الغناء وفرش الحرير۔ (بذل المجهود: كتاب الأطعمة، باب ما جاء فى إجابة الدعوة ج۱۱ص۴۶۷) مركز الشيخ إبى الحسن الندوى

وإن كان هناك لعب وغناء قبل أن يحضرها، فلا يحضرها لأنّه لا يلزمه اجابة الدعوة إذا كان هناك منكر۔ (تبيين الحقائق: كتاب الكراهية، فصل فى الأكل والشرب ج۶ص۱۳) مكتبة امدادية ملتان

و كذا فى الهندية: ج۵ص۳۹۷) زكريا جديد

(۱) قال الله تعالى: ولا تزر وازرة وزر أخرى۔ (سورة الانعام: ۱۶۴

(۲) ويمنعها من زيارة الأجانب ... والوليمة۔ وإن أذن كانا عاصيين۔ تحته فى الشامية: وظاهره ولو كانت عند المحارم لأنّها اشتملت على جمع فلا تخلو من الفساد عادة۔ (شامى باب النفقة ج۳ص۶۰۳)۔ كراچى۔

بیوی کا دودھ شوہر پی لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: اگر زید کی بیوی کا دودھ غلطی سے منہ میں چلا گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اس سے نکاح نہیں ٹوٹے گا، (۱) البتہ جان بوجھ کر بیوی کا دودھ پینا حرام ہے (۲) (کذا فی الشامی) لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ غلطی سے دودھ کیسے منہ میں چلا جائے گا؟ کیا شوہر چھوٹا دو سال کا بچہ ہے کہ بیوی سمجھ نہیں پائی؟ یہ احتمال اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب شوہر بیوی کے پستان کو منہ میں لیکر چوسے اس لئے اس سے پرہیز کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے دوسری چیز بنائی ہے جس سے ہر شوہر واقف ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) مصّ رجل ثدی زوجته لم تحرم۔ (شامی: باب الرضاع ج۳ ص۲۲۵)۔ کراچی۔

إذا مصّ الرجل ثدی إمرأته وشرب لبنها، لم تحرم عليه إمرأته لما قلنا أنّه لا رضاع بعد انفصال۔ (قاضی خان باب الرضاع ج۱ ص۲۵۰) زکریا جدید

(۲) لم يبح الارضاع بعد المدّة، لأنّه جزء آدميّ والانتفاع به لغير ضرورة حرام على الصحيح۔ (شامی: باب الرضاع ج۳ ص۲۱۱)

(وکذا فی کفاية المفتی: کتاب النکاح، دسواں باب ج۵ ص۱۶۲) زکریا

شوہر بیوی کا دودھ کب پی سکتا ہے؟

سوال: بیوی کا دودھ شوہر کن حالات میں پی سکتا ہے اور اس سے نکاح متأثر ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

بلا ضرورت شدیدہ (مثلاً دواء) بیوی کا دودھ پینا ناجائز ہے، ایسے شخص کو چاہئے کہ فوراً توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کبھی اس کو استعمال نہ کرے۔ ”وفی شرح المنظومة الارضاع بعد مدته حرام لانه جزء الادمی والانتفاع به من غیر ضرورة حرام علی الصحیح وأجاز البعض التداوی به لانه عند الضرورة لم یبق حراما“ (مجمع الانہر: (۱) ۱/ ۳۷۶) لیکن اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا زوجہ پہلے کی طرح اس کے بعد بھی بیوی رہے گی، اس سے تعلق ازدواجیت قائم رکھا جائے۔ ”مص رجل ثدی زوجته لم تحرم“ (درمختار: ۲/ ۴۱۴) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (مجمع الأنهر: کتاب الرضاع ج۱ص۵۵۲) فقیه الأمت

و کذا فی الشامی: باب الرضاع ج۳ص۲۱۱)

(و کذا فی البحر الرائق: باب الرضاع ج۳ص۲۲۳) سعید

(۲) مصّ رجل ثدی زوجته لم تحرم۔ (شامی: باب الرضاع ج۳ص۲۲۵)۔ کراچی۔

إذا مصّ الرجل ثدی إمرأته وشرب لبنها، لم تحرم علیه امرأته لما قلنا أنّه لا رضاع بعد انفصال۔ (قاضی خان باب الرضاع ج۱ص۲۵۰) زکریا جدید

رشوت وسود خور کی دعوت کا حکم

سوال: رشوت خور اور سود خور بے نمازی کی دعوت قبول کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ قبول نہ کی جائے تاکہ اس کو اپنے غلط کام پر ندامت ہو بشرطیکہ غالب مال حلال ہو اور اگر غالب حرام ہو تو جائز نہیں۔ (کذا فی الهندیہ) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

عن عمران بن حصين قال نهى رسول الله ﷺ عن إجابة طعام الفاسقين. (مشكاة شريف: باب الوليمة، فصل الثالث ج۲ ص۲۷۹) مكتبه ملّت

(۱) لا يجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنّه غير راض لفسقه و كذا دعوة من كان غالب ماله من حرام ما لم يخبر أنّه حلال وبالعكس يجيب ما لم يتبيّن عنده أنّه حرام. الفتاوى الهندية: كتاب الكراهيّة ج۵ ص ۳۹۷) و كذا في مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى ج۴ص۳۳۹) المكتبة الأشرفية وفي الروضة يجيب دعوة الفاسق والورع أن لا يجيبه. بزّازيّة ج۳ص۲۰۶) زكريا جديد.

رجل أهدى إلى انسان أو أضافه إن كان غالب ماله من حرام لا ينبغي أن يقبل ونأكل من طعامه ما لم يخبر أنّ ذلك المال حلال استقرضه أو ورثه وإن كان غالب ماله من حلال فلا بأس بأن يقبل الهديّة ويأكل ما لم يتبيّن له أنّ ذلك من الحرام. (الفتاوى التاتارخانية: ج۱۸ص۱۷۵) زكريا

و كذا في مجمع الأنهر: فصل في الكسب ج۴ص۱۸۶) فقيه الأمّت

نیوتہ کا حکم

سوال: ختنہ، عقیقہ، عقد کے موقع پر اپنے عزیز واقربا کو بشکل نیوتا بلانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

بدعت، خلاف سنت ہے، بلا تکلف حاضرین کو کھلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) قال رسول الله ﷺ ألا لا تظلموا، ألا لا يحلّ مال امر، إلا بطيب نفس منه۔ (مسکاۃ شریف: باب الغصب والعارية، فصل ثانی ص۲۵۵) مکتبہ ملت

(۲) لا يجوز لأحدٍ من المسلمين أخذ مال أحدٍ بغير سبب شرعيّ۔ (الفتاوى الهندية: كتاب الحدود، فصل فی التعزير ج۲ ص۱۸۱) زکریا جدید

(وکذا في فتاوی محمودیہ: باب ما یتعلّق بالرسوم عند الزفاف ج۱۱ ص ۲۴۲) شیخ الاسلام

بڑے بھائی کا، چھوٹے بھائی کی بیوی سے بات کرنے کا حکم

سوال: بکر، زید اور محمد تین بھائی اپنے کنبہ کے ساتھ ایک جگہ پر رہتے ہیں بکر سب سے بڑا بھائی ہے اگر گھریلو ضرورت زید، محمد کی بیوی سے معلوم کرے تو وہ بول سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہمیشہ بات کرے تو کیا شرعی پابندی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

بات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو، البتہ پردہ ضروری ہے ۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) یجوز الکلام المباح مع إمرأة أجنبیّة۔ (شامی کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر واللمس ج۶ص۳۹۹)۔ کراچی۔

انّا نجیز الکلام مع النساء للأجانب ومحاورتهنّ عند الحاجة إلی ذلك ولا نجیز لهنّ رفع أصواتهن والا تمطیطها ولا تلیینها وتقطیعها لما فی ذلك من استمالہ الرجال إلیهنّ و تحریك الشهوات منهم۔ (شامی: باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة ج۱ص۴۰۶)۔ کراچی۔

و کذا فی منحة الخالق علی هامش البحر الرائق: کتاب الصلاة ج۱ص۲۷۰) سعید

أن رسول الله ﷺ قال إیّاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الأنصار یا رسول الله افرایت الحمو قال الحمو الموت۔ الحدیث: قال اللیث بن سعد الحمو أخو الزوج وما أشبه من أقارب الزوز ابن العم ونحوه۔ وتحته فی شرح النووی: الحمو الموت فمعناه أنّ الخوف منه أکثر من غیره والشر یتوقّع منه والفتنة أکثر لتمکّنه من الوصول إلی المرأة الخلوة من غیر أن ینکر علیه بخلاف الأجنبیّ۔

(مسلم شریف مع شرح النووی ج۲ص۲۱۶) یاسر ندیم دیوبند

قال رسول الله ﷺ إیّاکم والدخول علی النساء أی غیر المحرمات علی طریق التخلیة أو علی وجه التکشف الخ۔ (مرقاة المفاتیح: باب النظر إلی المخطوبة، فصل اول ج۶ص۱۹۶) إشاعت الاسلام دهلی

تمنع المرأة الشابّة من کشف الوجه بین الرجال لا لأنّه عورة بل لخوف الفتنة۔ وتحته فی الشامیّة والمعنی تمنع من الکشف لخوف أن یری الرجال وجهها فتقع الفتنة، لأنّه مع الکشف قد یقع النظر إلیها بشهوة۔ (شامی: باب شروط الصلاة ج۱ص۴۰۶)

بیڑی سگریٹ کا حکم

سوال: بیڑی سگریٹ پنا اور تمباکو کھانا گل لگانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جائز ہے، لیکن بیڑی سگریٹ اکابرین کا شعار نہیں ہے، نہ استعمال کیا ہے، اس کے لئے علماء کرام کو خاص طور سے پرہیز کرنا چاہئے، جولوگ عادی نہیں ان کو عادی نہیں بننا چاہئے اور جو عادی ہیں آہستہ آہستہ ترک کرنے کی انہیں کوشش کرنی چاہئے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) من أكل ما يتأذى به: أي برائحته كثوم وبصل، ويؤخذ منه أنّه لو تأذى من رائحة الدخان المشهور له منعها من شربه۔ (شامي: قبيل باب الرضاع ج ۳ ص ۲۰۸) ۔کراچی۔

هذا تصريح بإباحة الثوم وهو مجمع عليه لكن يكره لمن أراد حضور المسجد وحضور جمع فى غير المسجد ..... و يلحق الثوم كل ماله رائحة كريهة من البصل والكراث نحوهما۔ (انجاء الحاجة علی ہامش ابن ماجہ: کتاب الأطعمة ص ۲۴۱) یاسر ندیم دیوبند

قال رسول الله ﷺ من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا، فإنّ الملائكة تتأذىّ مما يتأذى منه الإنس۔ (مشكاة شريف: كتاب الصلاة، باب المسجد ص ۶۸) مکتبہ ملت

وأكل نحو الثوم: أي كبصل ونحوه ممّا له رائحة كريهة للحديث الصحيح فى النهى عن قربان أكل الثوم والبصل المسجد .... علّة النهى أذى الملائكة وأذى المسلمين .. .. ويلحق بما نصّ عليه فى الحديث كل ماله رائحة كريهة مأكولًا أو غيره۔ (شامي: کتاب الصلاة، مطلب في الغرس فی المسجد ج ا ص ۶۶۱) ۔کراچی۔

و كذا فى فتاوى محموديه ج ۱۸ ص ۳۸۹) مکتبہ شیخ الإسلام

تعویذ گنڈے کا حکم

سوال: تعویذ گنڈے بنانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جائز ہے، بشرطیکہ الفاظ شرکیہ وکفریہ کا استعمال نہ ہو نیز امور منہی عنہا سے بھی اجتناب ہو۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وقد أجمع العلماء على جواز الرقى عند اجتماق ثلاثه شروط: أن يكون بكلام الله تعالى أو بأسمائه وصفاته وباللسان العربيّ أو بما يعرف معناه من غيره وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى۔ (فتح التارى: كتاب الطب، باب الرقى بالقرآن والمعوذات ج۱۰ ص۲۲۴) دار البيان العربى الأزهر

عن عوف بن مالك الأشجعى قال كنّا ترقى فى الجاهليّة فقلنا يا رسول الله كيف ترى فى ذلك فقال اعرضوا على رقاكم لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك۔ (مشكاة المصابيح: كتاب الطب والرقى، فصل اول ص۳۸۸) مكتبه ملّت

أنّ الرقى يكره منها ما كان بغير اللسان العربيّ و بغير اسماء الله تعالى وصفاته كلامه فى كتبه المنزلة ...... ولا يكره منها ما كان على خلاف ذلك كالتعوذ بالقرآن واسماء الله تعالى۔ (مرقاة المفاتيح: كتاب الطب والرقى، فصل اول ج۸ ص۳۵۰) إشاعت الاسلام دهلى

وإنّما تكره العوذة إذا كانت بغير لسان العرب ولا يدرى ما هو ولعلّه يدخله سحر أو كفر أو غير ذلك، وأمّا ما كان من القرآن أو شيئ من الدعوات فلا بأس به۔ (شامى: كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس ج۶ ص۹۳۶)۔ كراچى۔

لڑکی والے سے سامان کے مطالبہ کا حکم

سوال: شادی وغیرہ کے موقعہ پر (جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے) لڑکے والے متعین کرتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں چیز لیں گے تو شادی کریں گے ورنہ نہیں کریں گے لڑکی کے اولیاء زیورات کی تعیین کرتے ہیں تو یہ تعیین کیسی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

غلط ہے، یہ خلاف سنت ہے، رسوم ہنود کی موافقت ہے، اس سے اجتناب ضروری ہے۔ البتہ خوش سے کوئی بھی کسی کو کوئی چیز دے اس کے لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) انس بن مالك رضى الله عنه يقول: سمعت النبیﷺ من تزوّج إمرأة لعزها لم يزده الله إلاّ ذلًّ ومن تزوجها لما لها لم يزده الله إلاّ فقرًا الخ۔ (المعجم الأوسط ج۲ص۱۸ رقم: ۲۳۴۲) دار الكتاب العلمية بيروت

(۲) قال فى الوسيلة الأحمديّة شرح الطريقة المحمديّة ولعن رسول الله ﷺ الراشى والمرتشى ومن الرشوة ما أخذه ولى المرأة قبل النكاح إذا كان بالسؤال أو كان اعطاء الزوج بناءً على عدم رضائه على تقدير عدمه أما إذا كان بلا سؤال ولا عن عدم رضائة فيكون هديّة فيجوز۔ (حموعة الفتاوى لعبد الحى اللكنوى ج۲ص۲۳۰ سعيد بحوله فتاوى محمودية ج۱۱ص۱۸۷) مكتبه شيخ الاسلام

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحدٍ بغير سبب شرعى۔ (شامى: مطلب فى التعزير بأخذ المال ج۴ص۶۱)۔ کراچی۔

أنّه لا يوجد ما يدلّ على أنّ الجهاز واجب على أبيها وليس لأحد أن يجبرها على

ذلك، فإذا قامب بالجهاز وما يلزم من أثاث وأدوات فهي متبرعة۔ (الموسوعة الفقهية ج۳۹ص۲۰۶

قال الإمام المرغيناني: الصحيح أنّه لايرجع على أب المرأة بشيئ لأنّ المال فى النكاح غير مقصود۔ (الفتاوى الهندية كتاب النكاح، الباب السادس عشر ج۱ ص۳۹۴) زکریا جدید

و کذا فی الشامی: باب المهر ج۳ص۱۵۸۔ کراچی۔

گانا باجہ والی تقریب کی دعوت کا حکم

سوال: صبح کے وقت دعوت ہوتی ہے شادی بیاہ کے اندر اس کو قبول کرلیا جائے لیکن بارات جب آتی ہے باجہ وغیرہ بجنے کی وجہ سے کھانے میں شرکت نہ کیا جائے یہ کیسا ہے؟ کیا دعوت آنے کے وقت یہ کہہ دیا جائے کہ شرع کے مطابق بارات ہوگی تو دعوت منظور ہے ورنہ نہیں، اور کبھی ایسا نہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی خرافات نہیں ہوتی لیکن سوچا جاتا ہے کہ جب انکار نہ کیا گیا تو کھانا وغیرہ نقصان ہوگا اور یہ اچھی بات نہ معلوم ہو رہی ہے کہنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ باجہ وغیرہ تو نکاح سے قبل بجا ہے کھانا وغیرہ تو بعد میں ہوتا ہے یا جہاں کھانا کھانے کا انتظام ہوتا ہے وہاں کچھ نہ ہوتا ہے یہ کیسا ہے؟

دعوت دینا کسی کو سنت ہے یا واجب؟ اور دعوت کا قبول کرنا سنت ہے یا واجب اور دعوت کھانا اس کے مکان تک جانا ہے کتنے آدمی دعوت گھر پر قبول کرکے اور مکان پر جا کر نہ عزت کرتے ہیں اور نہ جا کر کھاتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

دعوت دینے والا اگر کھانا وغیرہ کے بعد ناوقت دے تو اس وقت کیا کرنا ہوگا؟ فاتحہ وغیرہ کی دعوت آتی ہے تو ہم لوگ خاموش ہوجاتے ہیں۔ دعوت دینے والے سے کیا کہا جائے؟ نہ جانے پر کھانا نقصان ہونے کا ڈر ہے اور انکار کرنے پر تکلیف ہوگی اس حالت میں کیا کرنا ہوگا؟ اور اگر گھر پر نہ آدمی کھانا کھانے جائے تو کھانا گھر پر آجائے تو کیا کھانا واپس

کرنا ہوگا یا رکھ کر اس کو استعمال کیا جائے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جس شادی میں باجہ وغیرہ محرمات ہوں اس میں ہرگز شرکت نہ کی جائے (۱) خاص طور پر وہ لوگ جو رہنما و مقتدی ہوں عالم ہوں، ان کو بہت زیادہ پرہیز کی ضرورت ہے (۲) اگر دعوت قبول کرلیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس شادی میں باجہ وغیرہ ہے تو بعد میں انکار کردے اور شرکت نہ کرے، (۲) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ باجہ پہلے بجا ہے اور کھانا بعد میں ہے لہٰذا شرکت میں کوئی حرج نہیں وہ غلط کہتے ہیں۔ دعوت دینا نہ واجب ہے اور نہ فرض یہ صرف میل ومحبت پیدا کرنے اور اضافہ کے لئے ہے اسی طرح دعوت قبول کرنا نہ واجب ہے اور نہ فرض بلکہ سنت ہے بشرطیکہ اس دعوت میں منکرات نہ ہوں البتہ ولیمہ کی دعوت سنت ہے نیز اس کو قبول کرنا بھی سنت ہے بشرطیکہ اس میں بھی منکرات نہ ہوں۔ فاتحہ کی دعوت ہرگز قبول نہ کی جائے نہ اس میں شرکت کی جائے (۳) اگر کھانا گھر بھیج دے اور وہ فاتحہ کا ہو تو کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن بہتر ہے کہ کسی غریب کو کھلا دے خود نہ کھائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) لو دعی إلی دعوة فالواجب الإجابة إن لم یکن هناك معصیة ولا بدعة۔ شامی: کتاب الحظر والإباحة ج۶ ص۳۴۸)۔ کراچی۔

(۲) إن کان مقتدی به ولم یقدر علی المنع خرج ولا یقعد لأنّ فیه شین الدین وفتح باب المعصیة علی المسلمین۔ تبیین الحقائق: کتاب الکراهیة، فصل فی الأکل والشرب ج۶ ص۱۳) مکتبه امدادیه ملتان (وکذا فی الشامی: ج۶ ص۳۴۸)۔ کراچی۔

(۲) إن علم المدعو أنّ فیها لهوًا لا یجیب سواء کان ممن کان یقتدی به أو لا لأنّه

لا يلزمه أجابة الدعوة إذا كان هناك منكرًا۔ مجمع الأنهر: كتاب الكراهية، فصل فى المتفرقات ج۴ص۲۱۷)فقيه الأمت

و كذا فى الهندية ج۵ص۳۹۷) زكريا جديد

و كذا فى الهندية: ج۵ص۳۹۷) زكريا جديد

(مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، ابواب الجنائز ج۱ ص۱۹۵) المكتبة الاشرفية

الردّ على هؤلاء من البدع الواجبة لأنّ حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية۔ (مرقاة المفاتيح: باب الاعتصام بالكتاب والسنّة، الفصل الأول ج۱ ص۲۱٦) إشاعت الاسلام دهلى

قرائة الفاتحة والاخلاص والكافرون على الطعام بدعة۔ (الجنة لأهل السنة ص ۱۴۸)

میت کے گھر پکے ہوئے کھانے کا حکم

سوال: جس کے گھر کوئی میت ہوجائے گھر کے آدمی نہ پکا ہوا سامان اور نہ پانی وغیرہ استعمال میں لاتے ہیں اور نہ جھاڑو تک عورتیں دیتی ہیں دفن کے بعد میں گھر کا تمام کام انجام دیں گے اور کسی کا شوہر مرگیا تو مرنے کے فوراً بعد عورت اپنی چوڑیاں توڑ دیتی ہیں یا کوئی عورت چھوڑ دیتی ہے، اگر شادی شدہ ہے تو اس کے مانگ کو جو رنگ وغیرہ لگا کرتی ہے دوسری عورتیں اس کو رگڑ کر دھوتی ہیں اور یہ سب اگر نہ کیا جائے تو کیسا ہے؟ اور اگر میت کے جانے پر گھر کی عورتیں نہ روئیں تو کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

مرنے والے کے مرنے کی وجہ سے گھر کا پکا ہوا کھانا حرام نہیں ہوتا اس کا کھانا جائز ہے لیکن غم اور حزن وملال کی وجہ سے لوگ نہیں کھاتے ہیں (۱) گھر میں جھاڑو دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کھانا پکا ہوا نہ کھانا اور جھاڑو نہ دینا بعض جگہ زیادہ غم کی وجہ سے ہے اور

بعض جگہ یہ رسم ہے اس لئے اس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔شوہر کے مرنے کے بعد چوڑی توڑنا ماتم کی وجہ سے ہوتا ہے بیوی کو سوگ منانے کا حکم ہے(۲) لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں، رنگ کو رگڑ کر صاف کرنا ضروری نہیں البتہ عدت کے زمانہ میں رنگین کپڑا استعمال نہ کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

عن عبد الله بن جعفر قال: لمّا جاء نعي جعفر قال رسول الله ﷺ اصنعوا لآل جعفر طعاماً فقد أتاهم ما يشغلهم أو أمر يشغلهم۔ (ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الطعام يبعث إلی أہل الميت ج۱ ص ۱۱۵) یاسر ندیم دیوبند

(۲) قال في بذل المجهود: المعنى جاءهم ما يمنعهم من الحزن عن تهية الطعام لأنفسهم والمراد طعام يشبعهم يومهم وليلتهم فإنّ الغالب أنّ الحزن الشاغل عن تناول الطعام لا بستمر أكثر من يوم۔ (بذل المجهود: كتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل البيت ج۱۰ ص۴۰۳) مركز الشيخ أبي الحسن الندوي

(۱) قال في الفتح: ويستحب لجيران أهل الميت والإقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم ...... لأنّ الحزن يمنعهم من ذلك فيضعفون۔ (شامي: باب صلاة الجنائز، مطلب في الثواب على الميت ج۲ ص۲۴۰)۔ كراچی۔

قال رسول الله ﷺ لا يحلّ لامرأة تومن بالله واليوم الآخر تحد على ميت فوق ثلاث إلاّ على زوج أربعة أشهر وعشر۔ (بخاری شریف: باب احداد المرأة على غير زوجها ج۱ ص۱۷۱) النسخة الهندية

لا بأس بأن يتخذ لأهل الميت طعام۔ الفتاوى الهندية: الفصل السادس في

القبر ج۱ ص۲۲۹) زکریا جدید

(۲) علی المبتوتة والمتوفی عنها زوجها إذا کانت بالغة مسلمة الحداد فی عدّتها والحداد، الاجتناب عن الطیب والدهن والکحل والحنّاء والخضاب .. ولبس الحلی والتزیّن والامتشاط۔ (الفتاوی الهندیة: الباب الرابع عشر فی الحداد ج۱ ص۵۸۵) زکریا جدید

(۷) تحد مکلّفة مسلمة ولو أمة منکوحة إذا کانت معتدة بت أو موت بترك الزینة بحلیّ أو حریر أو امتشا ط بضیق الإسنان والطیّب والدهن الخ۔ (شامی: باب العدة فصل فی الحداد ج۳ ص۵۳۰،۵۳۱)۔ کراچی۔

غرارہ اور ساڑی پہننا کیسا ہے؟

سوال: شادی شدہ عورتوں کو لباس زینت اور دیگر اشیاء زینت مثلاً زیورات وغیرہ کا استعمال کس موقع پر اور کب کس نیت سے کرنا چاہئے؟

اور عورتوں کو غرارہ اور ساڑی اور نیچے چست اور اوپر ڈھیلہ پائجامہ جس کو چوڑی دار اور پائجامہ بھی کہتے ہیں ان سب کا پہننا کیسا ہے؟ واضح طور پر بہ انداز سہولت بیان فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

شوہر کو خوش کرنے کی نیت سے پہنے دوسروں کو دکھلانے اور نام ونمود کے لئے نہ پہنے اسی طرح بازار اور شادی بیاہ کے موقعہ پر خاص طور پر اس کا خیال رکھے کہ ایسا لباس اور ایسا زیور نہ ہو کہ دوسرے لوگ فتنہ میں مبتلا ہوں شوہر کی موجودگی میں گھر میں پہنے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

غرارہ اور ساڑی میں چونکہ پورے طور پر پردہ نہیں اس لئے بہتر ہے کہ اسے نہ پہنے بلکہ ایسا کپڑا پہنے جس میں پردہ ہو ویسے (۱) چوڑی دار پائجامہ پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) اتفق العلماء على أنّه يجب على المرأة أن تلبس من اللباس ما يغطى جميع عورتها۔ (الموسوعة الفقهيّة ج۳۵ص۱۹۲

قال رسول الله ﷺ ليس منّا من تشبّه بغيرنا۔ قال الملا على القارى: أى من يشبّه نفسه بالكفّار مثلا فى اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أى فى الإثم أو الخير عند الله تعالى۔ مرقاة المفاتيح: كتاب اللباس، فصل ثانى ج۸ص۲۵۵) إشاعت الاسلام دهلى

و كذا فى بذل المجهود: باب فى ليس الشهرة ج۱۲ ص۵۹) مركز الشيخ أبى الحسن الندوى

كل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة لا تقره الشريعة الإسلاميّة مهما كان جميلاً أو موافقًا لدور الأزيار و كذلك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذى يحكى للناظر شكل حصّته من الجسم الذى يجب ستره فهو فى حكم ما سبق فى الحرمة وعدم الجواز والمبدأ الثالث: إن اللباس الذى بتشبّه الذى به الانسان بأقوام كفرة لا يجوز لبسه لمسلم إذا قصد بذلك التشبّه بهم۔ (تكملة فتح المهم: كتاب اللباس والزينة ج۴ ص۷۷) فيصل ديوبند

اتخذوا السراويلات، فإنّها من استرثيابكم و حسّنوا بها نسائكم إذا خرجن، رواه العقيلى وابن عدى۔ (كشف الخفاء ومزيل اللباس ج۱ ص۳۸) إحياء التراث العربى

لبس السراويل سنّة وهو من أستر الثياب للرجال والنساء۔ (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهيّة ج۵ص۳۸۶) زكريا جديد

کچہری میں کام کرنے کا حکم

سوال: تمام کچہری کے کام کرنے والے کا پیسہ جائز ہے یا ناجائز؟ جبکہ کچہری میں رشوت اور جھوٹ اور دھوکہ عام ہے اور خاص طور سے وکیل کا پیسہ درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا محمد سلیم الدین موتیہاری چمپارن

الجواب: حامدًا ومصليًا

اگر قطعی طور پر معلوم ہوکہ کچہری میں کام کرنے والوں کا پیسہ حرام ہی ہے، تب تو نہیں لینا چاہئے، (۱) اسی طرح اگر وکیل صرف غلط مقدمات کی وکالت کرتا ہوتو وہ پیسہ غلط ہے (۲) اور اگر صحیح مقدمہ کی وکالت کرتا ہوتو وہ پیسہ صحیح ہے۔ (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) لا يجوز قبول هدية امراء الجور لأنّ الغالب فى مالهم الحرمة إلاّ إذا علم أنّ أكثر ماله من حل بأن كان صاحب تجارة أو زرع فال بأس به وفى البزّازيّة غالب مال المهدى إن حلالًا لا بأس بقبول هديته وأكل ماله ما لم يتبيّن أنّا من حرام لأنّ أموال الناس لا يخلو عن حرام فيعتبر الغالب و إن غالب ماله الحرام لا يقبلها ولا يأكل۔ (مجمع الأنہر: کتاب الکراہیۃ ج ۴ ص ۱۸۶) فقیہ الأمّت

و كذا فى الهندية ج۵ ص۳۹۶) زكريا جديد

و كذا فى التاتارخانية ج۱۸ ص۱۷۵) زكريا

(۲) عن الإمام انّ المبتلى بطعام السلطان والظلمة يتحرّى، إن وقع فى قلبه حله قبل وأكل و إلا لا لقوله عليه الصلاة والسلام استفت قلبك۔ (بزّازيّة: كتاب الكراهيّة ج۳ ص۲۰۳) زكريا جديد

(۳) قال رسول الله ﷺ طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة۔ (ضعب الإيمان، باب فی حقوق الأولاد والأهلين ج٦ ص٤٢٠ رقم: ٨٧٤١) دار الكتاب العلمية بيروت

(۴) أخذ الوكيل الأجرة لا قامة الوكالة فإنّه غير ممنوع شرعًا إذا لوكالة عقد جائز لا يجب على الوكيل إقامعها فيجوز أخذ الأجرة فيها۔ (فتح القديرك كتاب الوكالة ج٧ص٢) دار احياء التراث العربی

(۵) لو وكّل أجد آحر بالمحاكمة والمخاصمة مع يخر ويبيّن وقت مدّة معينة للخصومة والمرافعة وقاوله على أجره كانت الإجارة صحيحه ولزم الآجر۔ درر الحكام شرح مجلة الأحكام ج٣ص٣٩٣)

(٦) ولا تكن للخائنين خصيما، واستغفر الله إنّ الله كان غفورًا رحيمًا ولا تجادل عن الذين يختانون أنفسهم إنّ الله لا يحبّ من كان خوّانا أثيما۔ سورة النساء: ١٠٥، ١٠٧) فی أاحكام القرآن للجصاص

وهذا يدلّ على أنّه غير جائز لأحدٍ أن يخاصم عن غيره فی اثبات حق أو نفيه وهو غير عالم بحقيقة أمره۔ (أحكام القرآن للجصاص ج٢ص٢٧٩)

قبرستان کی گھاس وغیرہ کو فروخت کرکے کسی دینی کام میں لگانا کیسا ہے؟

سوال: قبرستان کی گھاس اور دیگر اشیاء کو فروخت کرکے کسی بھی دینی کام میں لگانا کیسا ہے؟ یہاں پر ایسا ہوتا ہے کہ ہر سال قبرستان کی گھاس کو فروخت کیا جاتا ہے اس کی قیمت سے جامع مسجد کے امام صاحب کو تنخواہ دی جاتی ہے تو اس طرح کرنا کیسا ہے؟

صدیق احمد قاسمی بھاگلپور

الجواب: حامدًا ومصليًا

موقوفہ قبرستان کی آمدنی ومنافع مصالح قبرستان ہی پر صرف کئے جائیں گے امام کی

تنخواہ میں دینا درست نہیں۔ کما فی کتب الفقہ(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) حطب لبث فی المقبرة ثمنه یصرف فی مصالح المقبرة۔ الفتاوی التاتارخانية: الفصل الجنائز، القبر الدفن ج۳ ص۷۶) زکریا

(۲) سئل نجم الدین فی مقبرة ف یها اشجار هل یجوز حرفها إلی عمارة المسجد قال: نعم إن لم تکن وقفًا علی وجه آخر۔ الفتاوی الهندية: کتاب الوقف ج۲ ص۴۱۸) زکریا جدید

(۳) وإن نبنت الاشجار فیها بعد اتّخاذ الأرض مقبرة فإن علم غارسها کانت للغارس وإن لم یعلم الغارس فالرای فیها یکون للقاضی إن رأی أن بیع الأشجار ویصرف ثمنها إلی عمارة المقبرة فله ذلك و یکون فی الحکم کأنّها وقف۔ قاضیخان علی هامش الفتاوی الهندية: کتاب الوقف، فصل فی الأشجار ج۳ ص۳۱۱) رشیدية

(۴) یصرف وقفها لأقرب مجانس لها۔ (شامی: کتاب الوقف جص۴ ص۳۵۹)

(۵) شرط الواقف کنصّ الشارع أی فی المفهوم والدلالة و وجوب العمل به۔ (شامی : کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارقع ج۴ ص۴۳۳)

(۶) الذی یبدأ من ربح الوقف عمارته ...... ثم ما هو أقرب إلی العمارة و أعمّ للمصلحة۔ (الفتاوی الهندية: کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف ج۲ ص۳۵۶) زکریا جدید

نرودھ کے استعمال کا حکم

سوال: بیوی سے جماع کے وقت نرودھ کا استعمال کیسا ہے؟ جبکہ اس کی مرضی سے عزل کرنا جائز ہے، اگر عزل کرنا جائز اور نرودھ کا استعمال ناجائز ہے تو وجہ فرق بیان فرما کر مستفتی کے دل کو تشفی بخشیں۔

عبداللہ قاسمی ناسک

الجواب: حامدًا ومصليًا

جن صورتوں میں عزل کی شرعاً اجازت ہے ان صورتوں میں وقتی مانع حمل تدابیر کا اختیار کرنا بھی شرعاً جائز ہے، ان تدابیر میں سے ایک تدبیر نرودھ کا استعمال بھی ہے البتہ شوقیہ استعمال کی قطعاً اجازت نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) عن الخانيّة أنّه يباح العزل عن الحرّة بغير إذنها في زماننا لفساده .... وعبارته في الفتاوى: إن خاف من الولد السوء في الحرّة يسعه العزل بغير رضاها كأن كانت جاهلة أو حمقاء لا تعرف تربية الأطفال وتأديبهم فيجوز العزل عنها بلا إذنها لفساد الزمان ..... وهذا أي عدم الجواز إذا لم يخف على الولد ألسوء لفساد الزمان وإلاّ فيجوز بلا إذنها ويحتمل أن يلحق بهذا العذر مثله كأن يكون في سفر بعيد أو في دار الحرب فخاف على الولد أو كانت الزوجة سيئة الخلق ويريد فراقها فخاف أن تحبل .... أو تكون زوجته أمة فيخشى على ولده الرقّ أو تكون له أمة يحتاج إلى وطئها و بيعها ۔ (إعلاء السنن: باب جواز العزل عن الأمة و كراهته عن الحرة إلا بإذنها ج۱۷ص۴۰۹،۴۱۰) ادارة القرآن

(۲) و کذا فی الشامی: مطلب فی حکم العزل ج۳ ص۱۷۶)

(۳) العذر فی العزل یتحقق فی الأمور التالیة إذا کانت الموطوئة فی دار الحرب وتخشی علی الولد الکفر، وإذا کانت أمة ویخشی الرق علی ولده، إذا کانت المرأة یمرّضها الحمل أو یزید فی مرضها، إذا خشی علی الرضیع من الضعیف، إذا فسد الزمان وخشی فساد ذرّرته۔ (الموسوعة الفقهیّة: ج۳۰ ص۸۲

(۴) و کذا فی الفقه الاسلامی وأدلته: حکم الاستمتاع وهل الوطء واجب ج۹ ص۶۶۰۱) دار الفکر المعاصر

غالب حلال کمائی والے کے یہاں دعوت کا حکم

سوال: بندہ ایک بستی میں تراویح پڑھاتا ہے اس بستی میں ایک شخص سود کھانے والا تھا جس کا انتقال ہوگیا اس کے کئی لڑکے ہیں جن میں سے ایک لڑکا اب بھی سود خوری کرتا ہے اور سارے علیحدہ علیحدہ ہیں اور سب کی زمین، جائیداد تقسیم ہو چکی ہے التماس یہ ہے کہ ایک لڑکا جو سود نہیں لیتا، مجھے ہر اتوار کو کھلانے کی کوشش کرتا ہے اور ایک دوسرے کے گھر میں رہنے کے لئے جگہ ملی ہے وہ بھی سود نہیں لیتا تو اس کے گھر رہنا اور اس دوسرے کے گھر کے کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مقتدا حضرات کے لئے بہت یہ ہے کہ اس انداز کے لوگوں کے یہاں کھانا نہ کھائیں لیکن اگر اس کے پاس حلال کمائی بھی ہے اور حلال کمائی غالب ہے تو فتویٰ کے اعتبار سے ان کے یہاں کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) رجل أهدى إلى إنسان أو أضافة إن كان غالب ماله من حرام لا ينبغي أن يقبل ويأكل من طعامه ما لم يخبر أنّ ذلك المال حلال استفرضه أو ورثه وإن كان غالب ماله من حلال فلا بأس بأن يقبل الهديّة ويأكل ما لم يتبيّن له أنّ ذلك من الحرام۔ الفتاوى التاتارخانية۔ كتاب الكراهية والاستحسان ج۱۸ ص۱۷۵) زکریا

وکذافی الهندية: ج ۵ ص ۳۹٦) زکریا جدید

وکذافي مجمع الأنهر ج ۴ ص ۱۸٦) فقیہ الامت

وکذافی الفتاوی البزّازيّة ج ۳ ص ۲۰۳ کتاب الکراهية) زکریا جدید

بلا اجازت کسی کا خط پڑھنا یا پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: مسلمانوں کا راہبر مثلاً سکریٹری پریسیڈنٹ امام اساتذہ کرام کسی دوسرے آدمی کا خط ڈاک سے چوری کرلے یا کسی طرح ڈاک سے حاصل کرلے اور اس خط کو دوسرے تیسرے کو پڑھائے اور جس کا خط ہے اس کو اس بات سے دلی تکلیف ہو تو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس خط کو سننے والا اور پڑھنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

مدرسہ کے ناظم ومہتمم کو صرف اس بات کی اجازت ہے کہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت طلباء کے خطوط کی تفتیش کرے باقی کوئی اور بلا ضرورت محض شک وشبہ کی بناء پر یا عداوت وضد کی بناء پر ایسا کرتا ہے تو جائز نہیں، پڑھنے والا پڑھوانے والا اس میں اس کی مدد کرنے والا سب گنہگار ہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) أنّ رسول الله ﷺ قال لا تستروا الجدر من نظر فی کتاب أخیه بغیر إذنه فإنّما ینظر فی النار۔ (أبوداؤد شریف: کتاب الصلاۃ، باب الدعاء ج ۱ص ۲۰۹) مکتبہ بلال

إذا أراد الشخص أن ینظر فی کتاب فیه ما یخصّ غیره فعلیه أن یستأذنه قبل النظر لحدیث عبد الله بن عباس قال: قال رسول الله ﷺ من نظر فی کتاب أخیه بغیر إذنه فإنّما ینظر فی النار۔ الحدیث، لئلاّ یفتضح لذلك الغیر سرّ۔ (الموسوعة الفقهیّة) ج۳ص۱۵۷۔

قال فی بذل المجهود تحت هذا الحدیث: إنّما أراد بالکتاب الذی فیه أمانه، أو شیئ یکره صاحبه أن یطلع علیه أحد دون الکتاب التی فیها علم۔ (بذل المجهود: کتاب الصلاۃ، باب الدعاء ج٦ص۲۱۰) مرکز الشیخ أبی الحسن الندوی

چہرہ کھول کر لڑکیوں کا تعلیم حاصل کرنے کا حکم

سوال: سیدہ و فاطمہ انگریزی کالج میں حدود شرع کی رعایت کرتے ہوئے تعلیم حاصل کر رہی ہیں لیکن ان کا ایک پریڈ ایسا ہے جس میں پٹیکل سائنس پڑھائی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کو نقاب کھولنا پڑتا ہے لیکن سیدہ اور فاطمہ کا کہنا ہے کہ ہم مردوں کو نہیں دیکھتے مگر وہ لوگ ہم کو دیکھتے ہیں تو ایسی صورت میں کیا ہم دونوں گنہگار ہوں گے حالانکہ اس گناہ میں ہمارا کوئی قصد نہیں یا تو ہم سائنس کا گھنٹہ چھوڑ دیں یا یہ کہ حیلے کی کوئی شکل ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اس طرح کے امور میں بے نقاب ہونے کی شرعا کوئی گنجائش نہیں، بے پردگی پر سخت گناہ ہوگا۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) قال الله تعالیٰ: یا أیّها النبیّ قل لا زواجك وبنتك ونساء المؤمنین یدنین علیهنّ جلابیهن۔ (سورۃ الاحزاب: ۵۹) قال علیّ بن أبی طلحة عن ابن عباس، أمر الله نساء المؤمنین إذا خرجن من بیوتهنّ فی حاجة أن یغطینّ وجوههنّ من فوق رؤوسهنّ بالجلابیب ویبدین عینًا واحدۃ۔ (تفسیر ابن کثیر ج۵ص۲۳۱) زکریا

(۲) اعلم أنّه لمّا کان الرجال یهیّجهم النظر إلی النساء علی عشقهنّ والتولّه بهنّ و یفعل بالنساء مثل ذلك وکان کثیرًا ما یکون ذلك سببا لأن یبتغی قضاء الشهوۃ منهنّ علی غیر السنّة الراشدۃ کاتباع من هی فی عصمة غیرہ، أوبلا نکاح، أو غیر اعتبار کفائة، والذی شوهد من هذا الباب یغنیی عمّا سطر فی الدقائر، اقتضت الحکمة أن شدّ هذا الباب۔ حجّة الله البالغة مع شرحها رحمه الله الواسعة: ذکر العورات ج۵ص۴۷) مکتبة حجاز

عن النبیّ ﷺ قال المرأۃ عورۃ فإذا خرجت استشرفها الشیطان۔ (مشکان شریف: باب النظر إلی المخطوبة ج۲ص۲۶۹) مکتبه ملّت

یا أیّها النبیّ قل لأزواجك إلی آخر الآیة: فی هذہ الآیة دلالة علی أنّ المرأۃ الشابّة مأمورۃ بستروجهها عن الاجنبین واظهار الستر و العفاف عند الخروج لئلاّ یطمع أهل الریب فیهنّ۔ (أحکام القرآن للجصاص ج۳ص۳۷۲

تمنع المرأۃ الشابّة من کشف الوجه بین رجال لا لأنّه عورۃ بل لخوف الفتنةك وفی الشامیة: لخوف أن یری الرجال وجهها فتقع الفتنة لأنّه مع الکشف قد یقع النظر إلیها بشهوۃ۔ (شامی: باب شروط الصلاۃ ج۱ص۴۰۶)۔ کراچی۔

برقعہ پہن کر، نامحرم کو دیکھنے کا حکم

سوال: اس زمانہ میں عورتیں برقع میں سے دیکھنے کے لئے آنکھ والے حصے پر جالی لگاتی ہیں جس کی وجہ سے وہ عام راستے میں چل سکیں کیا ایسی صورت میں دیکھنا جائز ہے حالانکہ اس سے وہ غیر محرم مردوں کا بھی نظارہ کرتی ہوں گی جو عام راستوں پر ہوتے ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

غیر محرم مردوں کا نظارہ کرتی ہوں گی یہ صرف ایک امکانی پہلو ہے اس کی وجہ سے برقعہ اتار کر بے نقاب پھرنے کی اجازت نہیں۔ البتہ تیقن کی صورت میں ایسی عورتوں کو نظارہ سے منع کیا جائے جو بالقصد بلا ضرورت اس کی مرتکبہ ہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) عن أمّ سلمة أنّها كانت عند رسول الله ﷺ و ميمونة إذ أقبل ابن أمّ مكتوم فدخل عليه فقال رسول الله ﷺ احتجبا منه فقلت يا رسول الله! أليس هو أعمى لا يبصرنا فقال رسول الله ﷺ افعميا و ان أنتما ألستما تبصرانه۔ (مشكاة شريف، باب النظر إلى المخطوبة ج۲ ص۲۶۹) مكتبه ملت

قال الله قل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن۔ سورة النور: ۳۱ أي عمّا حرّم الله عليهنّ من النظر إلى غير أزواجهنّ ولهذا ذهب كثير من العلماء إلى أنّه لا يجوز للمرأة أن تنظر إلى الرجال الأجانب بشهوة و لا بغير شهوة أصلًا۔ (تفسير ابن كثير ج۴ ص۵۳۷) زكريا

وفى الزواجر لابن حجر المكى كما يحرم نظر الرجل للمرأة يحرم نظرها إليه ولو بلا شهوة ولا خوف فتنة .... والمذكور فى بعض كتب الأصحاب إن كان نظرها

إلى ما عدا السرّة والركبة بشهوة حرم وإن بدونها لا يحرم نعم غضّها بصرها من الأجنب أصلًا أولى بها وأحسن۔ (فتسير روح المعاني ج۱۰ص۲۰۶) زكريا

(۴)أمر الله تعالى المؤمنين والمؤمنات بغضّ الأبصار عمّا لا يحلّ، فلا يحّل للرجل أن ينظر إلى المرأة ولا المرأة إلى الرجل فإنّ علاقتها به كعلاقته بها وقصدها منه كقصده منها۔ (تفسير قرطبي ج۷ص۱۵۷) دار البيان العربي

(۵)إن كانت في قلبها بشهوة أو أكبر رأيها أنّها تشتهي أو شكّت في ذلك يستحبّ لها أن تغضّ بصرها۔ (البحر الرائق ج۸ص۱۹۳) كتاب الكراهية) سعيد

انگریزی اسکولوں میں شرکیہ اعمال میں شرکت کا حکم

سوال: اس زمانے میں غیر مسلم انگلش میڈیم کالج میں چاہے لڑکیوں کا کالج ہو یا لڑکوں کا، اپنے اسکولی ترانوں میں اپنے مذہبی شعار کی علامتیں بنا کر اپنے مذہب کے مطابق عمل کرواتے ہیں مثلاً یہ کہ دونوں ہاتھوں کو نمستے کی طرح کرو اسی طرح اپنے مذہب کی مختلف چیزوں پر عمل کرواتے ہیں چاہے مسلم طلباء ہوں یا غیر مسلم ہر ایک کو کرنا ضروری ہے اور یہ اسکول کے قوانین میں سے ہے اور اگر کوئی طالب علم نہ کرے تو اسکول سے خارج کر دیا جائے گا ایسی صورت میں جبکہ انگریزی کا پڑھنا ضروری ہے کیا جواز کی کوئی شکل موجود ہے؟ افروز احمد ممبئی

الجواب: حامدًا ومصلیًا

انگریزی کا پڑھنا دنیا کمانے کے لئے ضروری ہے دین کے لئے نہیں، جن لوگوں کو انگریزی ایک حرف نہیں آتی ہے اللہ پاک نے ان سے لاکھوں انسانوں کی ہدایت کا کام لیا اور لے رہے ہیں۔ (۱) شرکیہ اعمال یا وہ اعمال جو شعائر مشرکین میں سے ہیں اس کی اجازت نہیں، ایسے موقعہ پر توریہ اور حیلہ سے کام لیں اور اسکے مطابق عمل کریں۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

أنّ رسول الله ﷺ قال: العلم ثلالة، فما وراء ذلك فهو فضل آية محكمة، أو سنة قائمة أو فريضة عادلة۔ (أبو داؤد: كتاب الفرائض ج۲ ص۳۹۹) مكتبه بلال

(۱) المراد بالعلم الشرعيّ الذى يفيد معرفة ما يجب على المكلف من أمر دينه فى عبادته ومعا ملاته والعلم بالله وصفاته وما يجب له من القيام بأمره و تيزيهه عن النقائص ومدار ذلك على التفسير و الحديث والفقه۔ (فتح البارى: كتاب العلم، باب فصل العلم وقول الله تعالى: يرفع الذين آمنوا منكم الخ۔ ج۱ ص۱۹۲) دار الفكر بيروت قديم نسخه

عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ طلب العلم فريضة على كلّ مسلم۔ قال الملّا على القارى: طلب العلم أى الشرعيّ .... قال الشراح المراد بالعلم مالا مندوحة للعبد من تعلّمه كمعرفة الصانع والعلم بوحدانيّته ونبوّة رسوله و كيفية الصلاة فإنّ تعلمه فرض عين۔ (مرقاة المفاتيح، كتاب العلم، الفصل الثانى ج۱ ص۲۸۴) إشاعت الاسلام دهلى

(۴) قال العلامى فى فصوله۔ من فرائض الإسلام تعلّم ما يحتاج إليه العبد فى إقامة دينه واخلاص عمله لله تعالى ومعاشرن عباده و فرض علا محلّ مكلف ومكلفة بعد تعلّمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والفسل والصلاة الخ۔ (شامى، ج۱ ص۴۲ قبيل مطلب فى فرض الكفاية وفرض العين)

(۵) من كثر سواد قوم فهو منهم ومن رضى عمل قوم كان شريكا فى عمله۔ كنزالعمال ج۹ ص۲۲ رقم: ۲۴۷۳۵) موسسة الرسالة بيروت

(۶) ويكفر بخروجه غلى نيروز المجوس والموافقة معهم فيما يفعلونه فى ذلك اليوم۔ (مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد، قبيل باب البغاة ج۲ ص۵۱۳) فقيه الأمّت

حقہ پانی بند کرنے کا حکم

سوال: ہمارے یہاں ایک کمیٹی انصاری برادری کی قائم ہوئی ہے جو سترہ گاؤں پر مشتمل ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے برادری کے کوئی بھی معاملے عدالت یا تھانے میں نہیں جانا چاہئے، کیونکہ نہ تو عدالت میں کوئی فیصلہ ہوتا ہے نہ تھانے میں ہر جگہ رشوت لیکر انصاف مٹا دیا جاتا ہے یا عدالت فیصلہ اسلام اور شریعت کے خلاف دیتی ہے جس سے قوم کا پیسہ برباد ہوتا ہے کمیٹی ہذا میں ہر قسم کے معاملے طے کئے جاتے ہیں وہ چاہے زمین کے ہوں یا شادی بیاہ اور طلاق ونکاح کے ہوں معاملے کی گواہوں کے صحیح ثبوت ہو جانے پر کمیٹی جائز فیصلہ دیدیتی ہے اور فیصلہ نہ ماننے والے پر انصاری برادری فیصلہ نہ ماننے والے کو برادری سے بائیکاٹ کر دیتی ہے جس کو ہمارے عرف میں حقہ پانی بند کرنا کہتے ہیں یہی کمیٹی کی طرف سے سزا ہے، چنانچہ محمد بشیر انصاری نام کے ایک شخص نے اپنا پرانا مکان توڑ کر نیا پکا مکان بنایا اور اس کے گھر کے سامنے ایک قدیم راستہ تھا اس کو پاٹ لیا، اور پاٹ کر اینٹ کا کھڑنجہ لگایا لیکن اس راستے پر محلے کا برساتی پانی نکلتا تھا وہ بندہ ہوگیا، راستہ بہر حال برقرار رہے لیکن پانی نہیں نکل سکتا ہے جس سے محلے کے کچھ مکانات کے گر جانے کا خطرہ ہے جس سے جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے اس لئے محلہ کے محمد بشیر انصاری نے کمیٹی کے پاس درخواست دی کہ راستے کو کھولا جائے کمیٹی کے ارکان انصاری برادری کے لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور محمد بشیر سے کہا کہ آپ نے پانی کے راستے کو بند کر دیا اس کو کچھ نیچا کر لیجئے تو اس بات پر وہ راضی نہیں ہوئے لوگوں نے کہا کہ آپ نالی بنا کر اس کو بند کر لیجئے اس پر راضی نہیں ہوئے لوگوں نے کہا کہ آپ اتنے پرانے راستے کو بند کر رہے ہیں اس کو کھولنا ہوگا تو انہوں نے کہا کہ بابری مسجد میں مسلمانوں نے پانچ سو برس نماز پڑھی آج کوئی مرد ہو تو جا کر پڑھ لے اور مسجد اقصیٰ پر مسلمانوں کا ہزار سال قبضہ رہا آج جا کر کوئی لیلے اور بند نالی کے بارے میں کہا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور مشک زعفران کا گارا لگایا جائے تب بھی نالی نہیں بننے

دیں گے تب لوگ محمد بشیر پر خفاء ہو گئے کہ اتنی بیہودہ مثالیں دی ہیں کہ جس کے لئے دنیا کے لاکھوں مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور آنے والے وقت میں کیا نہ ہو جائے اور نالی کی مثال جنت کے اینٹ اور گالے سے دیدیا لوگ بہت ناراض ہوئے اور محمد بشیر کو برادری سے بائیکاٹ کر دیا اب آپ فرمادیں کہ محمد بشیر عام مسلمانوں سے بائیکاٹ کرنے کے قابل ہیں یا نہیں؟ یا عام مسلمان ان کے ساتھ کیا سلوک کریں؟ کیونکہ ان کی ان مثالوں سے مسلمانوں کے ہر طبقہ کے لوگ ناراض ہو گئے ہیں عین نوازہو گی۔

فقط

انجمن جمعیت ملت انصار شاخ مصطفی آباد ضلع بہرائچ

الجواب: حامدًا ومصلیًا

یقیناً بشیر کی بات نامناسب ہے لیکن سوال کے سیاق وسباق سے یہ پتہ لگتا ہے کہ بشیر صاحب نے سوال میں مذکور باتیں انتہائی جذبات میں کہی ہیں غصہ اترنے کے بعد ان کی ضمیر نے خود ہی ملامت کی ہوگی فی زمانناحقہ پانی بند کرنا اور بائیکاٹ کرنا مناسب نہیں چونکہ اس کی وجہ سے بعض جگہوں پر غیر اسلامی باتیں وجود میں آگئی ہیں، اس لئے برادری کے لوگوں کو چاہئے کہ اس کی دوسری تدبیر اختیار کریں البتہ قدیم راستہ جو سب کا مشترکہ ہے اس پر بشیر صاحب کا قبضہ غلط ہے اور سراسر ظلم ہے اور ظالم کو اپنے ظلم کی سزا جلدی دنیا ہی میں مل جاتی ہے اگر اللہ پاک کی پکڑ سے بشیر صاحب بچنا چاہتے ہیں تو ان پر واجب ہے کہ اکڑ چھوڑ دیں اور غاصبانہ قبضہ سے دستبردار ہو جائیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(١) الشركة الخصّة لا تمنع الملك فى الملك المشترك بخلاف الشركة العامّة۔ قواعد الفقه ٨٥ رقم: ١٥٤) دار الكتاب

(٢) لى يجوز التصرف فى مال غيره بلا إذنه ولا ولايته۔ شامى، كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف لمال الغير ج٦ ص٢٠٠) سعيد

(٣) عن سهل بن معاذ عن أبيه قال: غزوت مع نبىّ الله ﷺ غروة كذا و كذا فضيّق الناس المنازل وقطعوا الطريق فبعث نبىّ الله ﷺ مناديا ينادى فى الناس أنّ من ضيّق منزلا أو قطع طريقا فلا جهاد له۔ أبو داؤد، كتاب الجهاد، باب مؤمر من انضمام العسكر ج١ ص٣٥٣) مكتبه بلال

عن أبي ذر رضى الله عنه عن النبىّ ﷺ فيما روى عن الله تبارك فتعالى أنّه قال: يا عبادى: إلى حرمت الظلم على نفسى وجعلته بينكم محرما فلا تظالموا الخ۔ مسلم شريف، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم ج٢ ص٣٢٠) ياسر نديم ديوبند

أدع إلى سبيل ربّك بالحكمة الموعظة الحسنه۔ سورة النحل: ١٢٥

(٦) قال رسول الله ﷺ لا يحل لرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال۔ قال الملا على القاريك قال الخطابى: رخّص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليالٍ لقلته ولا يجوز فوقها إلا إذا كان الهجرات فى لق من حقوق الله تعالى فيجوز فوق ذلك .... و اجمع العلماء على أنّ من خاف من مكالمة احد وصلته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرة فى دنياه يجوز له مجانبته وبعده۔ (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من النهاجر والتقاطع ج٩ ص٢٦٢ . ٢٦١) اشاعت الاسلام

و كذا فى تكملة فتح الملهم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الهجر فوق ثلاث بلا عذر شرعىّ ج٥ ص٢٥٧) فيصل ديوبند

ٹی وی بنانے کا کام کرنا کیسا ہے؟

سوال: اوضح البراہین محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی کوئی کتاب ہے میری نگاہ سے نہیں گذری ہے اس کی ایک عبارت ایک جگہ دیکھی ہے عبارت درج ذیل ہے ''حضور اکرم ﷺ کا مزار گرادینے کے لائق ہے اگر میں اس کے گرادینے پر قادر رہوں تو گرادوں گا''
دوسری عبارت یوں ملاحظہ فرمائیں:
''میری لاٹھی حضور اکرم ﷺ سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جاسکتا ہے اور محمد ﷺ مرگئے انہیں کوئی نفع باقی نہ رہا۔'' (حوالہ مذکور)
اگر یہ دونوں عبارتیں حاصل ہوں جائیں تو اس کی توضیح فرمائیں کہ اس کا حاصل کیا ہے؟ اور اس کا عقیدہ رکھنا درست ہے یا نہیں؟ نیز ٹی وی بنانے کا کام کرنے کے متعلق آپ حضرات کی کیا رائے ہے جواز یا عدم جواز کی صورت میں دلیل کیا ہے؟
مدرسہ تجوید القرآن محلہ بارہ پتھر، ڈہری اون سون، ضلع روہتاس (بہار)

الجواب: حامدًا ومصليًا

اوضح البراہین نامی کتاب سے ناکارہ واقف نہیں ہے اور نہ ہی آج تک یہ کتاب کہیں ناکارہ کی نگاہ سے گذری ہے اس لئے اس سلسلہ میں کوئی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ ٹی وی بنانے کا کام تعاون علی الاثم ہے اور قرآن کریم ناطق ہے ''ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان'' اس لئے یہ عمل ناجائز ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) قال الله تعالى: ولا تعاونوا على الإثم والعدوان۔ (سورة المائدة: ۲)

(۲) فإذا ثبت كراهة لبسها للبختم، ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من

الإعانة علی ما لی یجوز۔ وکلّ ما أدّی إلی ما لا یجوز لا یجوز۔ (شامی، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس ج۶ص۳۶۰)

(۳) عن محمد استأجر رجلًا لیصوّر له صورا أو تماثیل الرجال فی بیت أو قسطاط، فإنّه أکره ذلك واجعل له الاجرة وقوله۔ وإن استأجر لینحت له طنبور أو بربطا فنفعل وطاب له الأجر إلا أنّه بأثم به۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب الإجارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع ج۴ص۴۵۰) رشیدیه

(۴) إذا استأجر رجاً اینحت له الطنبور ال الیربط ونحو ذلك تطیب له الأجرة، إلا أنّه أثم یهذا، لأنّه إعانة علی المعصیة۔ (الفتاوی السراجیّة، باب ما یکره من الإجارة ص۴۶۵،۴۶۶) مکتبة الاتحاد

(۵) وکذا فی التاتارخانیة ج۱۰ص۱۳۰

کھلے عام کفر کی باتیں کرنے والے شخص کا حکم

سوال: ایک شخص مسمیٰ سعید احمد انصاری موضع مصطفیٰ آباد ضلع بہرائچ کا باشندہ ہے۔ وہ نماز ایک وقت کی بھی نہیں پڑھتا ہے شریعت کے کسی حکم کا بھی پاس خیال نہیں رکھتا ہے نمازیوں اور داڑھی والوں کا مذاق اڑاتا ہے تاش کھیلنے کا بڑا شوقین ہے اور کہتا ہے کہ نماز سے تاش کھیلنا اچھا ہے پچھلے سال مسجد کی تعمیر ہوئی اس میں کوئی حصہ بھی نہیں لیا۔ اور کہتا ہے کہ مسجد حرام کمائی سے بنی ہے حالانکہ لوگوں نے خوشدلی سے اپنی گاڑھی کمائی کا پیسہ دیا ہے اس کا کہنا ہے کہ اور ملکوں میں سور کا گوشت کھانا بھی درست ہے کہتا ہے کہ گوشت سب برابر ہے اس کا کہنا ہے کہ اگر یہ بات سچی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ گلزار ہوگئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا نے راستہ دیدیا وغیرہ کرامات اور معجزات آج کیوں نہیں ظاہر ہوتے، کوئی کر کے دکھائے تو ہم یقین کریں اس قسم کے بہت سی واہیات اور کفریات کی باتیں کرتا ہے لہٰذا سوال یہ ہے کہ ایسا شخص از روئے شرع کیسا ہے؟ اور عام

مسلمانوں کو ایسے شخص کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

برتقدیر صحت سوال وکلام مذکورہ بالا اقوال کا قائل کافر ہے ”وفی الجواهر من أنكر حرمة لحرام المجمع على حرمته أو شك فيها اى يستوى الامر فيها كالخمر والزنا واللواطة والربوا، زعم ان الصغائر والكبائر حلال كفر من استحل حراما وقد علم تحريمه فى الدين أى ضرورة كنكاح المحارم وشرب الخمر وأكل الميتة والدم والخنزير كفر“ (فقہ اکبر: ۲۳۱، ۲۳۲) لہٰذا ایسے شخص کے ذمہ لازم ہے کہ توبہ استغفار کے ساتھ تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے اور ذی اثر وباوقار لوگوں کو چاہئے کہ اس کو سمجھائیں کہ آئندہ ان جیسے کلمات کو زبان پر نہ لائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) وفى الجواهر من أنكر حرمة الحرام المجمع على حرمته أو شك فيها أى يستوى الأمر فيها كالخمر والزنا واللواطة والربوا، زعم الصغائر والكبائق حلال كفر من استحلّ جرامًا وقد علم تحريمة فى الدين أى ضرورة كنكاح المحارم وشرب الخمر وأكل الميتة والدم والخنزير كفر۔ (فقه أكبر)

ورد النصوص بأن ينكر الأحكام التى دلّ عليها النصوص القطيعة من الكتاب والسنة كحشر الأجساد مثلا كفر لكونه تكذيبًا صريحًا لله تعالى ورسوله عليه السلام۔ (شرح العقائد، مبحث رد النصوص كفر ص۱۲۰) كتب خانه رشيديه دهلى

إنّ من اعتقد الحلال حرامًا، أو على القلب يكفر إذا كان حرامًا لعينه وثبتت حرمته بدليل قطعى أمّا إذا كان حرامًا لغيره بدليل قطعى أو حرامًا لعينه بخبر

الآحاد لا یکفر إذا اعتقده حلال۔ (طحطاوی علی المراقی ص۱۳۸باب الحیض والنفاس)دار الکتاب

(۴) الأصل أنّ من اعتقد الحرام حلالا فإن کان حرامًا لغیرہ کمال الغیر لا یکفر وإن کان لعینہ فإن کان دلیلہ قطعیا کفر وإلاّ فلا۔ (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین ج۵ص۱۲۲)سعید

(۵) وکذا فی الھندیّۃ: کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین ج۲ ص۲۸۴) زکریا جدید

قرض خواہ کے مفقود ہونے کی صورت میں قرض کی رقم کا حکم

سوال: کوئی شخص کسی غیر مسلم سے بطور قرض کے سو روپیہ لیا حالانکہ پہلے سے اس کی جان پہچان نہیں ہے اس نے محض ایماندار سمجھ کر اسے پیسہ دیدیا اب وہ آدمی پھر دس سال کے بعد اسی شہر آیا جہاں قرضہ لیا تھا لیکن کافی تلاش کرنے کے باوجود وہ آدمی نہ مل سکا اور نیز اس کے پڑوسی یا رشتے دار کا بھی پتہ نہیں ہے پھر پانچ سال کے بعد وہ آدمی آیا اور تلاش کیا لیکن نہیں ملا پھر پانچ سال کے بعد آیا پھر بھی نہ مل سکا اور یہ آدمی قرض ادا کرنا چاہتا ہے اب اس کے قرض کے ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟ یہ آدمی مسجد یا مدرسہ یا کسی غریب کو یہ رقم دے سکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس کی شکل یہ ہو سکتی ہے کہ اس شرط پر مسجد میں دے کہ اگر وہ آگیا تو واپس دینا ہوگا ایسی شرط لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر بغیر شرط کے مسجد یا مدرسہ میں دیدیا اس کے بعد وہ آدمی آگیا تو کیا وہ رقم اپنے پاس سے دینا ہوگا یا یہ کہہ کر ٹال سکتے ہیں کہ ہم نے وہ آپ کی رقم فلاں جگہ خرچ کر دی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اب مذکورہ فی السوال رقم لقطہ کے حکم میں ہوگئی تاہم اب بھی بہتر یہی ہے کہ کچھ دنوں تک اپنے ہی پاس رکھیں ”الا ان الافضل ان یحفظہ لیجیٔ صاحبھا فان

التصدق رخصة والحفظ عزيمة "(۱) لیکن اگر صدقہ کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے (اس لئے کہ اتنی مدت گذر چکی ہے جس پر عدم طلب اور فقدان کا ظن غالب ہے) لیکن اس رقم کو مسجد میں نہ دی جائے بلکہ کسی فقیر کو دیدیا جائے صدقہ کرنے کے بعد اگر مالک (قرض خواہ) مل گیا تو اس کو مطالبہ کا حق ہوگا اور اس وقت سو روپیہ دینا پڑے گا اور اگر وہ از خود نہ لینا چاہے اور تصدق کو جائز رکھے یہ بھی صحیح ہے" ثم أى بعد ما مضى الى مدة التعريف ولم يظهر مالكها يتصدق بها ان شاء فان جاء ربها بعده اى بعد التصدق وبعد التعريف مدته ان شاء واجره لهٗ اى ثواب التصدق له وضمن الملتقط الخ" (ملتقی الابحر مع مجمع الانہر: ۱/ ۷۰۶) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) إلاّ أنّ الأفضل أن يحفظه لجيئ صاحبها فإنّ التصدق رخصة الحفظ عريمة۔ (مجمع الأنهر، كتاب اللقطة ج۲ ص۵۲۶) فقيه الأمّت

(۲) ثمّ أى بعد ما مضى مدّة التعريف، ولم يظهر مالكها يتصدّق الملتقط بها أى بللقطة إن شاء ..... فإن جاء ربها بعده أى بعد التصدق بعد التعريف مدته أجازه ..... إن شاء .... و اجره له أى ثواب التصدق له أو ضمن الملتقط۔ (مجمع الأنهر، حواله سابق

وإن لم يجد المديون ولا وارثه صاحب الدين ولا وارثه فتصدّق المديون أو وارثة عن صاحب الدين برء فى الآخره۔ (شامى: كتاب اللقطة، قبيل مطلب فيمن عليه ديون ومظالم جهل اربابها ج۴ ص۲۸۳)

يعرّف الملتقط اللقطة فى الاسواق والشوارع مدة يغلب على ظنّه أنّ صاحبها لى يطلبها بعد ذلك۔ هو الصحيح......... ثم بعد تعريف المدّ المذكورة

الملتقط مخبر بين أن يحفظها حسبة وبين أن يتصدّ بها فإن جاء صاحبها فامضى الصدقة يكون له ثوابها وإن لم يمضها ضمن الملتقط۔ الفتاوى الهندية، كتاب اللقطة ج۲ص۲۹۹) زکریا جدید

(۵) عبد الرزّاق ۔۔۔۔ عن عمر بن الخطاب قال فى اللقطة: يعرفها سنة فإن جاء صاحبها، وإلاّ تصدّق بها فإن جاء صاحبها بعد ما يتصدّق بها خيّره، فإن اختار الاحر كان له وإن اختار المال كان له ماله۔ (مصنف بن عبر الرزاق: كتاب اللقطة ج۹ص۵۳۸رقم:) دار الكتاب العلمية بيروت

(۶) و كذا فى الهداية، كتاب اللقطة ج۲ص۶۱۵) مکتبہ تھانوی

غصہ کی حالت میں والدہ سے الجھ کر قرآن اٹھالیا کیا حکم ہے؟

سوال: میری والدہ محترمہ نے ایک دن میرے لئے دوکان پر کھانا بھیجا میں نے جب ڈبہ کھول کر دیکھا تو اس میں گوشت کم تھا لیکن میں نے اسے باقاعدہ گنتی نہیں کیا اس میں میرے سمجھ سے چھوٹی چھوٹی دو تین ڈلی اور ایک ہڈی تھی میں شام کو گھر گیا تو پوچھا کس نے کھانا بھیجا تھا تو معلوم ہوا کہ والدہ صاحبہ بہر حال میں نے کہا کہ کیا گوشت کم تھا یا خرید کر کم آیا تھا تو معلوم ہوا کہ نہیں دو کلو آیا تھا تو میں نے کہا کہ پھر اتنا کم گوشت کیوں گیا تھا۔ تو میری والدہ صاحبہ نے کہا کہ چار پانچ ڈلی اور ایک ہڈی دی تھی تو میں نے کہا کہ نہیں دو بوٹی اور ایک ہڈی تھی لیکن والدہ صاحبہ برابر یہی کہتی رہیں کہ چار پانچ بوٹی دینے والی میں اور تم مجھ کو جھوٹا بنا رہے ہو تو میں خاموش ہو گیا اور کہا کہ اچھا بھائی جانے دو چاہے زیادہ گیا ہو یا کم بات ختم کرو لیکن میری والدہ برابر بولتی رہیں اور مجھے کافی غصہ لگنے لگا تو اسی غصہ میں میں نے کہا کہ اچھا کلام پاک اٹھاؤ گی کہ چار پانچ بوٹی بھیجی تھی تو والدہ صاحبہ نے کہا کہ تم بھی اٹھاؤ کہ صرف دو بوٹی تھی تو میں نے کہا چلو وہ تیار ہو گئیں اور تمام باتیں کھانا شام کو کھاتے وقت ہو رہی تھی، میرا ہاتھ بھی جوٹھا تھا میں اسی غصہ میں اٹھا اور ایک ہاتھ سے کلام پاک اٹھا کر میں نے والدہ

صاحبہ کو دیدیا والدہ صاحبہ نے کہا کہ میں نے چار بوٹی دی تھی اور ایک ہڈی اور میں نے بھی شاید دل کے اندر ہی کہا کہ دو تین بوٹی تھی جس وقت والدہ صاحبہ نے کہا میں جھجھک گیا اور پھر ہوش آیا کہ میں نے جو کچھ کیا سب غلط کیا اس کے بعد والدہ صاحبہ اور زیادہ خفا ہو گئیں پھر بعد میں میں نے اپنی غلطی کو مانا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تو پوچھنا یہ ہے کہ میں نے جو دل میں کہا کہ دو بوٹی تھی جبکہ مکمل بھروسہ نہیں ہے کہ کتنا تھا شریعت کا کیا حکم ہے؟

اگر میں نے اتنی بڑی غلطی غصہ میں آ کر کیا تو شریعت کے اعتبار سے کیا کروں کہ گنہگار نہ ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

والدہ سے معافی تلافی کر کے معاملہ کو ختم کر لیں اور آئندہ خیال رکھیں والدہ سے اس طرح نہ الجھیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) قال الله تعالى فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما وقل لهما قولًا كريما۔ (سورة الاسرى: ۲۳)

أي لا تسمعهما قولا سيئاً، حتى ولا التأفيف الذي هو أدنى مراتب القول الشيئ ولا تنهرهما: ولا تنفض يدك على الديك .... وقل لهما قولًا كريمًا أي ليّنا طيبًا حسنا بأدب وتوقير وتقظيم۔ (تفسير ابن كثير ج۴ص۱۳۴) زكريا

الأف معناه القلّة يعني لاتقل لهما كلمة تدلّ على أدنى كراهة، فيحرم بذلك سائر انواع الإيذاء بدلاله النص... ولا تنهرهما أي لا تزجرهما عمّا لا يعجبك۔ (تفسير مظهري ج۵ص۲۷۸) زكريا

قال رسول الله ﷺ من أحبّ أن يمد في عمره ويزاد له في رزقه، فيبرّ والدية۔ (بر الوالدين، باب من بسط له في الرزق بصلة الرحم ص۱۱۴) دار الحديث الكتابيه

(۵) أنّ رسول الله ﷺ قال من ربّو الدیه طولی له زاد الله فی عمره۔ المستدرك للحاکم، کتاب للبر والصلة ج۴ ص۱۷۰ رقم ۷۲۵۷) دار الکتاب العلمیة بیروت

(۶) أن علیّا رضی الله عنه قال هذا ما سمعت من رسول الله ﷺ لعن الله من ذبح لغیر الله ومن تولی غیر موالیه ولعن العاق لوالدیه ولعن الله ممنتقص منار الأرض۔ المستدرك للحاکم، کتاب البر والصلة ج۴ ص۱۶۹ رقم: ۷۲۵۴) دار الکتاب العلمیة بیروت

مرغ کا خصیہ کھانا حلال ہے یا حرام؟

سوال: مرغ کا خصیہ کھانا حلال ہے یا حرام اس کی حرمت حقیقی ہے یا حکمی؟
اگر خصیہ گوشت کے ساتھ مل کر پک جائے تو اس پکے ہوئے گوشت کا کھانا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

حلال جانور کے سات اجزاء حرام ہیں ان میں سے خصیہ بھی ہے چاہے بیل کا ہو یا بکرے کا، حتیٰ کہ مرغ کا خصیہ بھی اسی میں داخل ہے لہٰذا اس کا کھانا حرام ہے۔کذا فی الفتاویٰ الہندیہ۔ درست نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ما یحرم أکله من أجزاء الحیوان المأکول سبعة: الدم المسفوح والذکر الأنثیان والقبل والغدة والمثانة المرارة۔ بدائع۔ (شامی، قبیل کتا الأضحیة ج۶ ص۳۱۱)

(وکذا فی الہندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات ج ۵ ص ۳۳۵) زکریا جدید

و کذا فی البدائع الصنائع، کتاب الذبائح والصیود، فصل بیان ما یحرم أکله من أجزاء الحیوان المأکول ج۴ص۱۹۰) زکریا

عن مجاهد قال کان رسول الله ﷺ یکره من الشاة سبعًا: الدم والحیاء والأنثیین والغدّة والذکر والمثانة والمرارة۔ مصنّف عبد الرزّاق، باب ما یکره من الشاة ج۴ص۴۰۹ رقم: ۸۸۰۲) دار الکتاب العلمیة بیروت

وکاذا فی إعلاء السنن، باب ما یکره من الحیوان المذکی ج۱۷ص۱۳۰) ادارة القرآن

حلال جانور کا عضو تناسل کھانے کا حکم

سوال: بیل وبھینسا کا عضو تناسل یہاں مسلم وغیر مسلم سبھی کھاتے ہیں ایک کتاب میں یہ ناچیز دیکھا تھا مقام پاخانہ ومقام پیشاب کا کھانا درست نہیں مگر عضو تناسل پورے کا حکم نہیں رہا ہے لہٰذا اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

حلال جانور کے سات اجزاء (اعضاء) حرام ہیں ان میں سے ایک آلہ تناسل بھی ہے اس لئے اس کو کھانے والا گنہگار ہے توبہ استغفار لازم ہے۔ اوراس سے احتراز ضروری ہے۔ (کذا فی الفتاوی الہندیہ)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

کتاب البدعات والرسومات

صلوٰۃ وسلام اور فاتحہ خوانی کی مفصل تحقیق

بعد سلام مسنون

سوال: باعث تحریری اینکہ یہاں دیوبندی بریلوی کا اختلاف چل رہا ہے اور نذر ونیاز بہت دھوم سے ہو رہا ہے اور نماز فجر کے بعد صلوٰۃ وسلام بہت مستعدی سے پڑھتے ہیں کچھ سوالات ہم نے کئے تھے جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) مسجد میں کھڑے ہو کر سلام وصلوٰۃ بآواز بلند فجر کے وقت کس صحابی سے اور کس حدیث سے اور کس سنہ میں شروع ہوا۔

(۲) مسجد میں شیرینی اور دوسری چیزیں سامنے رکھ کر نذر ونیاز کرنا کسی صحابی سے ثابت ہے یا نہیں اور کس حدیث سے ثابت ہے ان دونوں سوالوں کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اثر بھی تحریر کریں کہ کس صحابی نے کیا ہے اگر اس کا جواب نہ دے پائے تو مسجد کے باہر اپنے ہی گھر کریں ہم کچھ نہیں کہیں گے ہم کو اس پر کچھ اعتراض نہیں ہے۔

ہم مسلمان ہیں آپس میں بھائی بھائی ہیں ایک خدا اور ایک رسول کے ماننے والے ہیں تشفی بخش جواب دیں۔

جواب: جو مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں جائز ہے اور صلوٰۃ وسلام کا ثبوت قرآن وحدیث دونوں سے ہے جو اسے ناجائز یا بدعت کہے وہ گمراہ بے دین ہے اسے لازم ہے کہ توبہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں پس ایمان والوں تم بھی سلام بھیجو

یہاں پر قید نہیں فلاں وقت پڑھو یا فلاں وقت نہ پڑھو جب دل چاہے پڑھو غرضیکہ ہر حالت میں پڑھ سکتے ہو مگر کھڑے ہو کر پڑھنا بہت بہتر ہے اس لئے کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے سرور عالم ﷺ نے فرمایا قوموا الی سیدکم اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور تم لوگ سے مراد مسلمان ہیں اور نبی ﷺ تو سرداروں کے سردار ہیں تو کھڑا ہونا چاہئے اب رہا آپ کا اعتراض جس بات کا حکم خدا دے وہ ذکر اللہ ہے اب آپ بتائیے کہ ذکر اللہ صحابہ کرام مسجد میں کرتے تھے یا گھر وغیرہ میں کرتے تھے جواب دیجئے کہ کھانا یا مٹھائی سامنے رکھ کر فاتحہ کرنا جائز ہے غزوہ تبوک میں لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہوگئی حضور ﷺ نے تمام اہل لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کے پاس ہو لاؤ سب حضرات لائے دستر خوان پر رکھا گیا پس آپ نے اس پر کچھ پڑھا پھر فرمایا لے جاؤ حوالہ دیا ہے (مشکوٰۃ شریف) اسی مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کیا ہے حضرت ام سلمہ نے کچھ کھانا بطور ولیمہ کے پکایا لیکن بہت لوگوں کو بلالیا اس کھانے پر دست مبارک رکھا ان دو حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا یا دعا کرنا سنت ہے۔

تو ہم کھانا سامنے رکھ کر دعا کرتے ہیں یا قرآن پڑھتے ہیں تو ناجائز کیوں اور آپ نے جو لکھا ہے کہ ایک اللہ ایک رسول کے ماننے والے ہیں تو یہ بات غلط ہے بقول دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے یہ لوگ اپنے خدا کو موذی مکار جھوٹا مانتے ہیں اور ہم اہل سنت اپنے خدا کو تمام برائیوں سے پاک مانتے ہیں یہ لوگ اپنے رسول کو مردہ جانتے ہیں اور اپنا جیسا مانتے ہیں ہم لوگ اپنے رسول کو زندہ اور خدا کے بعد سب سے بڑھ کر جانتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں کہاں سے للکارتا ہے ہم کو اور اعتراض کرتا ہے اس پر جسے اعتراض ہو اسے چاہئے کہ کوئی ایسی جگہ تلاش کرے جہاں مسلمان نہ رہتے ہوں۔

اب اے دیو کے بندو میں سوال کر رہا ہوں اس کا جواب دو اگر اپنے باپ کے صحیح نطفے سے ہو۔

(۱) قرآن وحدیث سے صلوٰۃ وسلام کا پڑھنا ناجائز ثابت کرو۔

(۲) مسجد میں صلوٰۃ وسلام بآواز بلند کھڑے ہو کرنا جائز ثابت کرو۔

(۳) کھانا یا شیرینی سامنے رکھ کر اس پر قرآن پڑھنا جائز ثابت کرو۔

میں ایک جونپور کے دیہات کا رہنے والا ہوں ان کے جوابات کی تردید جو قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ کے اثر سے بھی ہو اور ایسی کتابوں کا حوالہ ہو جو انہوں نے کبھی نہ دیکھی ہو مفتی صاحب اگر ہم ہار گئے تو بہت زیادہ دین دار لوگ صلوٰۃ وسلام نذر و نیاز فاتحہ قبر پوجنے والے ہو جائیں گے انشاء اللہ اس کا اجر خدا دے گا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

اس سے بڑھ کر بخیل کون ہوگا جس کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک آئے اور درود نہ پڑھے جیسا کہ ایسے شخص کے بخیل ہونے کی تصریح ترمذی شریف ج ۲ ص ۳۳۳ باب الدعا میں موجود ہے اور کون ایسا بدقسمت ہوگا جو درود پڑھنے سے انکار کرے گا یا زندگی بھر میں کم از کم ایک مرتبہ بھی نہ پڑھے اس کی تصریح تو فقہاء احناف بھی کرتے ہیں کہ زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے (کذا فی عین الهدایہ ج ۱ ص ۳۹۹ فی کتاب الصلوٰۃ) اور اسی طرح غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار ج ۱ ص ۲۴۲ میں ہے لیکن ہر چیز کے ادا کرنے کا ایک طریقہ ہے اگر انسان اس کام کو اس طریقہ سے ادا کرتا ہے تو یقیناً وہ عند اللہ مقبول ہوگا اور اگر اس طریقہ کو چھوڑ کر نیا طریقہ اختیار کرتا ہے اور اختیاری طریقہ پر وہ گامزن ہوتا ہے تو کبھی بھی کامیابی نہیں ہو سکتی کامیابی و کامرانی کا طریقہ وہ ہے جس کو صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین نے اختیار کیا ہے اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهتدیتم اور فرمایا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیه بالنواجد (مشکوٰۃ شریف) یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پالو گے اور تم پر لازم ہے کہ میری سنتوں اور خلفاء راشدین کی سنتوں پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ہاتھ سے نہ جانے دو۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ کل عبادۃ لم یتعبدھا اصحا رسول اللہ ﷺ فلا تعبدوھا وخذوا بطریق من کان قبلکم کتاب الاعتصام للشاطبی ج ۲ ص ۲۱۱

یعنی جس طرح کی عبادت صحابہ کرام نے نہیں کی تم بھی اس کو عبادت نہ سمجھو بلکہ اپنے اسلاف صحابہ کا طریق اختیار کرو اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا اتبعوا آثارنا ولا تبتدعوا فقد کفیتم یعنی تم لوگ ہمارے آثار کی اتباع کرو اور نئی نئی عبادتیں نہ گڑھو کیوں کہ تم سے پہلے عبادت کا تعین ہو چکا ہے بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ کی روایت موجود ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد اور مسلم شریف میں ایک روایت ہے جس کے راوی حضرت جابرؓ ہیں وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ یعنی بدترین عمل وہ نئی چیزیں ہیں جو خود ایجاد کریں اور ہر نو ایجاد چیز گمراہی ہے اس تمہید کے بعد اب آئیے ہم وہ بات بتلاتے ہیں جو صحابہ کرام کے زمانہ میں تھی اور صلوٰۃ وسلام کا جو طریقہ حضور ﷺ نے بیان فرمایا تھا بخاری شریف و مسلم شریف میں یہ روایت موجود ہے کہ جب ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما آیت نازل ہوئی تو حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس آیت میں ہمیں دو چیزوں کا امر فرمایا گیا ہے صلوٰۃ وسلام کا سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ السلام علیك ایھا النبی ہم کہتے ہیں اب صلوٰۃ کا طریقہ بھی بتلا دیجئے تو آپ نے فرمایا یہ الفاظ کہا کرو اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید بس اتنی بات حدیث سے ثابت ہے اور اسی کو ہم مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ درود شریف ضرور پڑھنا چاہئے اور اگر فرصت ہو تو ہر وقت پڑھتے رہنا چاہئے کہ اس کی بہت فضیلت ہے لیکن بعض لوگوں نے اس کے اندر کچھ ایسی چیزوں کا اضافہ کر دیا ہے جو نہ حدیث سے ثابت نہ قرآن سے ثابت نہ صحابہ نہ تابعین و ائمہ مجتہدین و علماء سلف

سے ثابت پھر ہم اس کو کیسے تسلیم کرلیں مثلاً کسی نماز کے بعد مسجد میں اجتماع والتزام کے ساتھ بلند آواز سے درود وسلام کا پڑھنا یہ بالکل بدعت ہے یہ نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے ثابت ہے نہ کسی صحابی سے ثابت ہے نہ کسی تابعی یا تبع تابعین یا ائمہ مجتہدین یا علماء سلف سے ثابت ہے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ ان قیودات کے ساتھ جن قیودات کے ساتھ ہم بدعت کہتے ہیں جو کوئی اس کو سنت ثابت کردے اگر کوئی مرد ہو تو آئے اور حدیث وقرآن سے ثابت کرے ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ

کسی امر مباح کے لئے اس انداز سے اجتماع والتزام کہاں جائز ہے؟ اسی وجہ سے حضرات فقہاء نے نفل نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے روکا ہے اور منع فرمایا ہے چنانچہ منیة المصلی کبیری شامی اور تنویر الابصار وغیرہ سب کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے اور یہ حضرات بھی ان کتابوں کو مانتے ہیں اسی طرح بلند آواز سے مسجد میں پڑھنا کہاں جائز ہے یقیناً نمازیوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے اور ان کی نمازوں میں خلل ہوتا ہے جو بعد میں آتے ہیں اور مشکوٰۃ شریف میں روایت موجود ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ کہ مسلمان وہ ہے کہ جن کی زبان ہاتھ غرضیکہ تمام اعضاء وجوارح سے دوسرا مسلمان مامون ومحفوظ رہے اس کو کوئی تکلیف نہ پہونچے ذرا توجہ فرمائیں کہ ایک امر مباح کو اس انداز سے کرنے کی وجہ سے ہمارے اسلام اور ایمان کا کیا حال ہو جاتا ہے غرضیکہ یہ حدیث ہر قسم کی ایذارسانی سے مانع ہے اسی طرح اگر اس صلوٰۃ وسلام کی مجلس میں کوئی شریک نہیں ہوتا ہے تو اس کو کیسی کیسی گالیاں ملتی ہیں ہر وہ شخص اس س واقف ہے جو ان مرحلوں سے گذر چکا ہو نیز اس کو کس انداز سے ملعون ومطعون کیا جاتا ہے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا اس وقت اس کا کوئی ادب واحترام باقی نہیں رہتا حالانکہ روایت موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا (مشکوٰۃ شریف) یعنی جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم وشفقت نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ

ہم میں سے نہیں ہے یہ تمام روایتیں اور یہ تمام حدیثیں اس بات کی مثبت ہیں کہ ان مذکورہ قیودات کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھنا ناجائز ہے جیسا کہ جواہر الفقہ ج ا ص ۲۱۷ میں بھی ہے اور ان تمام تر قیودات کے ساتھ مسجد میں بھی ناجائز ہے۔حوالہ مذکورہ

غرضیکہ درود شریف پڑھنے سے ہم منع نہیں کرتے بلکہ ان تمام لوازمات کو منع کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ایک غیر مشروع چیز ہوتی ہے اور درود شریف پڑھتے ہوئے قیام کرنا بھی کسی روایت سے ثابت نہیں یہ قیام بھی بدعت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح روایتیں موجود ہیں جس میں آپ نے قیام سے منع فرمایا ہے۔

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راؤہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذالک رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی شخص نہیں تھا اس کے باوجود یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے (قیام نہیں فرماتے) چونکہ یہ حضرات جانتے تھے کہ یہ کھڑا ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں۔اس قیام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگواری ہوتی ہے۔

(۲) وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضھا بعضًا (رواہ ابوداؤد ومشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصا پر ٹیک لگائے ہوئے نکلے یعنی اس سے سہارا لے کر پس ہم لوگ کھڑے ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کھڑے نہ ہوا کرو۔(یعنی مجھ کو دیکھ کر قیام نہ کیا کرو) جس طرح کہ عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور قیام کر کے ان میں کا بعض بعض کی تعظیم کرتا ہے اس روایت کے راوی امام ابوداؤد ہیں یہ روایت تو صرف ممانعت والی ہے اس کے آگے وہ روایتیں ذکر کرتا ہوں جس میں قیام پر وعید موجود ہے ذرا بصیرت کی آنکھوں سے دیکھیں اور سوچیں کہ

اگر حضور ﷺ کو قیام پسند ہوتا اور محبوب سمجھتے تو پھر اس وعید وتہدید کے کیا معنی ہیں۔

(۳) عن معاویۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیامًا فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی ابوداؤد ومشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۴۰۳

حضرت معاویہؓ راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ چیز پسند ہو کہ اس کے لئے لوگ کھڑے ہو جائیں یا کھڑے رہیں تو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے اس روایت کے راوی امام ترمذی وامام ابوداؤد ہیں ذرا غور فرمائیں کہ کس قدر سخت وعید ہے اس کے باوجود کیا آپ اس کو پسند کر سکتے ہیں ان روایتوں کا وہ حضرات جواب دیں اگر کچھ علم رکھتے ہوں ان کو چیلنج کرتا ہوں ان روایات میں سے کسی روایت کی بھی وہ تکذیب کر دیں غرضیکہ قیام نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت ہے نہ مستحب بلکہ بدعت ہے کیونکہ حضور ﷺ خود اس کو پسند نہیں فرماتے تھے اور حضور ﷺ جس چیز کو پسند نہ فرماتے ہوں اس کو اگر کوئی کرے تو آپ خوش ہوں گے یا ناراض یقیناً آپ ناراض ہوں گے اسی وجہ سے کوئی صحابی ایسا نہیں جس نے پسند کیا ہو یا قیام کیا ہو۔

(۴) چنانچہ ایک روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ باہر نکلے تو حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابن صفوانؓ انہیں دیکھ کر تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ تم دونوں بیٹھ جاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ اس کے لئے تعظیماً کھڑے رہیں تو اس کو اپنا ٹھکانا جہنم بنالینا چاہئے رواہ امام ترمذی فی کتابہ ج ۲ ص ۱۲۰ رواہ ابوداؤد ص ۶۶۷ وفی المشکوٰۃ فی باب القیام ج ۲ ص ۴۳۰ امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے:

روی عن انسؓ انہ کان الصحابۃ لا یقومون لرسول اللہ ﷺ فی بعض الاحوال حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بعض حالات میں صحابہ کرام حضور ﷺ کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے کذا فی فتاوی عبدالحی ص ۹۷ حاصل کلام یہ ہے کہ قیام کا ثبوت کسی

ایک بھی روایت سے نہیں ہے نہ کسی صحابی سے ثابت ہے اور نہ کسی ائمہ مجتہدین اور علماء سلف سے ثابت ہے۔

باقی رہی قوموا الی سیدکم والی روایت تو اس سے استدلال کرنا قیام کے جواز پر مارے گھٹنا پھوٹے سر کے قبیل سے ہے یہ روایت مشکوٰۃ شریف میں دو جگہ موجود ہے۔ (۱) ج ۱ ص ۳۴۴ باب حکم الاسراء (۲) ج ۲ ص ۴۰۳ باب القیام۔ مشکوٰۃ شریف کے شارح ملا علی قاریؒ نے دونوں جگہ صراحۃً یہ فرمایا ہے کہ اس سے اس قیام پر استدلال نہیں کیا جاسکتا جو تعظیم کے لئے ہوتا ہے بلکہ یہ قیام خدمت کے لئے تھا در اصل وہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد پاک کے پس منظر سے واقف نہیں اگر واقف ہوتے تو ایسی نادانی کی باتیں نہیں کرتے آئیے ہم اس کا پس منظر بیان کرتے ہیں اس کے بعد غور کریں یہ آیت آپ کے لئے مفید ہو سکتی ہے یا نہیں؟

بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خندق کے فتح کے بعد بنو قریظہ کی دغابازی کی وجہ سے پچیس روز تک ان کو قلعہ میں گھیرے رکھا پھر جب وہ لوگ صلح پر اتر آئے تو یہودیوں نے کہا کہ ہمارا فیصلہ سعدؓ کریں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو بلانے کے لئے کسی ایک شخص کو بھیجا جب حضرت سعدؓ گدھے پر بیٹھ کر تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کی طرف یہ اس لئے فرمایا تھا چونکہ حضرت سعدؓ یوم الاحزاب کی جنگ میں زخمی ہو گئے تھے اور زخموں سے اسی دن خون کا بہنا بند ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہونے کا حکم اس لئے فرمایا تھا کہ وہ لوگ کھڑے ہو کر حضرت سعدؓ کو آہستہ سے سواری سے اتار لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خود گدھے سے اتریں اور پھر خون زخموں سے بہنا شروع ہو جائے اور اسی حدیث کی شرح میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم زندگی تک قیام کو مکروہ سمجھا ہے۔ (مظاہر حق ج ۴ ص ۶۴)

وفی المرقاۃ وقیل معناہ قوموا لاعانتہ فی النزول عن الحمار اذ کان بہ مرض واثر جرح اصاب اکحلہ یوم الاحزاب ولو اراد تعظیمہ

لقال قوموا السدکم وایضًا قال ملا علی قاری وان الصحابةرضی اللہ عنہ ما کانوا یقومون له تعظیما له مع انه سید الخلق لما یعلمون من کراهیته لذالك وایضا قال ملا علی قاری الظاهر انهم اذا کانوا قائمین للخدمة لا للتعظیم فلا بأس به کما یدل علیه حدیث سعدؓ

اس روایت سے قیام تعظیمی پر استدلال کرنا کج فہمی کم عقلی، کم علمی، بد دماغی کی دلیل ہے اور اگر اس روایت سے وہ قیام کو ثابت کرتے ہیں تو پھر وہ ان روایتوں کا کیا جواب دیں گے جن سے عدم جواز ثابت ہوتا ہے جن کا ذکر ما قبل میں ہو چکا ہے نیز علامہ انیس صاحب اس بات کی سند پیش کر سکتے ہیں کہ قوموا میں خطاب تمام مسلمانوں کو ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ تم لوگ سے مراد مسلمان ہیں یہ خطاب تو صرف حضرات انصار کو تھا جو وہاں موجود تھے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے بیان کیا ہے اور اس کی تصریح کی ہے نیز قیامت تک ایسی روایت پیش نہیں کر سکتے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو قوموا لنا کہ میرے لئے قیام کرو نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ امر فرمایا تھا یہ اپنے لئے نہیں بلکہ حضرت سعدؓ کے لئے بہر حال قیام کے ثبوت میں اس روایت کو پیش کرنا انتہائی بیوقوفی کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائے اور ان گمراہیوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح فاتحہ مروجہ بھی کسی روایت سے ثابت نہیں اور نہ کسی صحابی یا تابعی یا ائمہ مجتہدین یا علماء سے ثابت ہے اور فاتحہ مروجہ کے ثبوت میں جن روایتوں کو پیش کرتے ہیں اس سے فاتحہ مروجہ پر استدلال سراسر لغو اور احمق ہونے کی دلیل ہے یہ ہم مانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض مواقع پر کھانا کم ہونے کی وجہ سے کچھ پڑھا اور کھانے پر دم کیا اور اس کے بعد فرمایا لے جاؤ چنانچہ اس دعا کی برکت یہ تھی کہ اگر کھانا دس آدمیوں کے مقدار تھا تو سیکڑوں حضرات صحابہ اس سے شکم سیر ہوئے چنانچہ اس قسم کی متعدد روایتیں صاحب مشکوٰۃ نے بھی باب المعجزات میں ذکر فرمائی ہیں مگر ان روایتوں سے فاتحہ مروجہ پر استدلال مارے گھٹنا پھوٹے سر کے قبیل سے ہے اور بچند وجوہ اس سے فاتحہ مروجہ پر استدلال غلط ہے۔

(۱) اس قسم کی جتنی روایتیں ہیں اس میں کہیں بھی یہ بات نہیں کہ حضور ﷺ نے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور مخصوص آیتیں پڑھیں ہوں اور میں چیلنج کرتا ہوں قیامت تک کے لئے مہلت ہے اگر وہ ثابت کر دے بلکہ دیگر ادعیہ پڑھ کر دعا فرماتے تھے اس سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ وہ قرآن پڑھنے سے منع کرتے ہیں یہ بات ہر گز نہیں بلکہ فاتحہ مروجہ میں جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں اس کو وہ حضرات حضور ﷺ کی طرف جو منسوب کرتے ہیں اس نسبت کو ہم غلط کہتے ہیں اس لئے کہ یہ کہیں سے ثابت نہیں۔

(۱) اس قسم کی جتنی روایتیں ہیں اس میں کہیں بھی یہ بات نہیں کہ حضور ﷺ نے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور مخصوص آیتیں پڑھی ہوں اور میں چیلنج کرتا ہوں قیامت تک کے لئے مہلت ہے اگر وہ ثابت کر دے بلکہ دیگر ادعیہ پڑھ کر دعا فرماتے تھے اس سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ وہ قرآن پڑھنے سے منع کرتے ہیں یہ بات ہر گز نہیں بلکہ فاتحہ مروجہ میں جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں اس کو وہ حضرات حضور ﷺ کی طرف جو منسوب کرتے ہیں اس نسبت کو ہم غلط کہتے ہیں اس لئے کہ یہ کہیں سے ثابت نہیں۔

(۲) حضور اقدس ﷺ کا مقصود اس سے ایصال ثواب نہیں ہوتا تھا بلکہ برکت پیدا کرنا مقصود ہوتا تھا چنانچہ اس کی تائید ان تمام روایتوں سے ہوتی ہے جن کو وہ حضرات ایصال ثواب و فاتحہ مروجہ کے لئے پیش کرتے ہیں اور خود علامہ انیس صاحب بھی اس کے مقر ہیں چنانچہ ان کی تحریر میں موجود ہے کہ غزوہ تبوک میں کھانے کی کمی ہوگئی اس پر حضور ﷺ نے سب کے پاس جو کچھ تھا اس کو منگوایا اور کچھ پڑھ کر دیا جس کی وجہ سے وہ کھانا جو مقدار میں کم تھا اس سے کثیر حضرات شکم سیر ہو گئے غرضیکہ برکت پیدا کرنے کو یہ حضرات ایصال ثواب سمجھ رہے ہیں۔

بدیں عقل و دانش بباید گریست

انہیں جیسوں کے لئے کسی نے کہا ہے ؎

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں　　　جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

ایک بھی روایت فاتحہ مروجہ کے ثبوت پر قیامت تک نہیں ثابت کر سکتے ہیں ان کی غیرت کو للکارتا ہوں اگر غیرت ہو تو آویں میدان میں اور ثابت کریں۔

(۳) ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کھانا اتنی مقدار میں ہو جس سے حاضرین کا پیٹ بھر جائے اس کے باوجود ادعیہ پڑھا ہو اور وہ طریقہ اختیار فرمایا ہو جو کبھی کبھی برکت فی الطعام کے لئے اختیار فرماتے تھے میں انیس صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کو ثابت کریں۔ اس سے معلوم ہوا بعض ادعیہ کا پڑھنا تقلیل طعام ہی کے ساتھ خاص تھا جس سے مقصود برکت فی الطعام ہوتا تھا اور بس۔

(۴) اگر ہر موقع پر بعض ادعیہ کا پڑھنا وہ ثابت کر دیں تو پھر بعض ان واقعات کی تخصیص باقی نہیں رہے گی جس سے مقصود ثبوت معجزہ ہے یہی وجہ ہے کہ حضرات محدثین نے باب المعجزات میں ان واقعات کا تذکرہ فرمایا ہے اور معجزہ کمال ثبوت کی دلیل ہے عدم تخصیص کی صورت میں کمال ثبوت یا اس کے معجزہ کا انتفاء لازم آئے گا جو کہ مستقل ایک جرم ہے اور ذات نبی کے ساتھ گستاخی ہے۔

(۵) فاتحہ مروجہ کو ہم ان روایات سے کیسے مان لیں جب کہ دوسری روایتوں میں اس کے خلاف عمل موجود ہے مثلاً حضرت سعد بن معاذؓ کا واقعہ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۲۶ فصل ثالث میں موجود ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذؓ کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اس کے بعد قبر میں جنازہ رکھ دیا گیا اور مٹی ڈال دی گئی اس کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر بہت دیر تک حضور ﷺ نے تسبیح پڑھی صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم بھی پڑھتے رہے اس کے بعد تکبیر پڑھی ہم بھی تکبیر پڑھتے رہے اس کے بعد آپ جب اس عمل سے فارغ ہوئے تو ہم نے سوال کیا کہ لم سبحت ثم کبرت آپ نے تسبیح پھر تکبیر اتنی دیر تک کیوں پڑھی قال لقد تضایق علی ھذا العبد الصالح قبرہ حتی فرجہ اللہ تعالیٰ رواہ احمد تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی میں تسبیح و تکبیر پڑھتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے اس کی قبر کو کشادہ فرما دیا ذرا غور کریں کہ فاتحہ مروجہ جو ایصال ثواب اور دفع عذاب کے لئے ہوتا ہے حضور ﷺ نے

کہاں اختیار فرمایا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا کھجور دودھ اگر بتی وغیرہ کچھ نہیں منگوایا اور نہ صحابہ کو بلا کر فاتحہ مروجہ کا مبارک عمل انجام دیا بلکہ دفع عذاب کے لئے تسبیح وتکبیر پڑھتے رہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتحہ مروجہ کو دفع عذاب کا ذریعہ سمجھتے تو ضرور کرتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نہ کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ یہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں تھی ورنہ اس سے اچھا موقع کون سا ہوسکتا ہے کیا اس روایت کا انیس صاحب جواب دے سکتے ہیں؟

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن بعض مواقع میں دعا فرمائی اس کی برکت یہ ہوئی کہ جو کھانا ایک آدمی کے لئے کافی تھا اور بس اس دعا کی برکت سے پچاسوں اور سینکڑوں کو کافی ہوگیا بخلاف فاتحہ مروجہ کے وہ اگر دس آدمیوں کا ہوتا ہے تو ان کے پانچ ہی کے جہنم کے پر کرنے کے لئے کافی ہوسکتا ہے اور اگر مرغا ہو تو ایک ہی سے نہیں بچتا اب ذرا غور فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل سے جس کو یہ فاتحہ سے تعبیر کرتے ہیں تکثیر ہو رہی ہے اور ان کے عمل سے اسی فاتحہ کے ذریعہ تقلیل ہو رہی ہے پھر اس فاتحہ کو حضور کے اس عمل پر کیسے قیاس کر سکتے ہیں؟

(۷) ایصال ثواب کھانا کھلانے یا دینے کے بعد ہوتا ہے جیسے قرآن خوانی اور صدقہ کے بعد کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا کہ ایصال ثواب پہلے کر دیتے ہوں اور قرآن خوانی بعد میں ہوتی ہو پھر کھانے ہی میں یہ تخصیص کیوں ہے کہ ایصال ثواب پہلے اور کھانا بعد میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۸) اگر آپ باب المعجزات کے صرف انہیں روایات سے استدلال کرتے ہیں فاتحہ مروجہ پر جن میں کچھ پڑھنے کا ذکر ہے تو اور باقی روایات کا کیا جواب دیں گے جو باب المعجزات ہی میں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بھی نہیں پڑھا اس کے باوجود برکت ہوگئی جیسا کہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے جس کو صاحب مشکوٰۃ نے بھی نقل کیا ہے ج ۲ ص ۵۳۲ جس میں یہ الفاظ ہیں فاخرجت له فبصق فيه وبارك الخ اس طرح پانی کی قلت تھی انگلی ڈال دیا تو اس سے چشمہ کی طرح پانی نکلنے لگا جیسا کہ یوم حدیبیہ میں ہوا تھا۔ قالوا ليس عندنا

ماءٌ نتوضاء به ونشرب الا ما فی رکوتك فوضع النبی ﷺ یده فی الرکوۃ فجعل الماء یفور من بین اصابعه کامثال العیون الحدیث ۵۳۲

بہت قلیل مقدار میں پانی اور ہاتھ ڈالتے ہی یہ برکت ہوئی کہ پندرہ سو صحابہ کرام اس سے سیر ہو گئے یہاں تو کہیں بھی حضور ﷺ نے کچھ بھی نہیں پڑھا پھر کیسے پندرہ سو صحابہ نے پیا اگر فاتحہ کی برکت کو وہ لوگ سمجھتے ہیں تو یہاں فاتحہ کا ذکر ہی نہیں اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں پڑھا گیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضور ﷺ کا ایک معجزہ تھا وہ کسی چیز کے ساتھ مقید نہیں پھر فاتحہ مروجہ پر ان روایات سے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے اور اگر ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں کچھ پڑھنے کا ذکر ہے تو پھر ان روایاتوں کا کیا جواب دیں گے۔ اسی طرح غزوہ تبوک کی روایت بھی مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۳۸ میں موجود ہے اس میں اس قسم کے معجزہ کا ذکر ہے مگر وہاں پر بھی فاتحہ پڑھنے کا یا سورہ اخلاص پڑھنے کا ذکر نہیں بلکہ یہ موجود ہے فدعا رسول اللہ ﷺ بالبرکۃ الحدیث کہ حضور ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی اس دعائے برکت سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے فاتحہ پڑھا اگر فاتحہ کے ثبوت میں اس روایت کو پیش کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ حضور ﷺ نے بھی غزوہ تبوک میں فاتحہ پڑھا حالانکہ کہیں بھی اس کا ذکر نہیں اسی طرح حضرت زینبؓ کی شادی کے بعد ولیمہ کا تذکرہ مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۳۸ میں ہے مگر اس میں بھی فاتحہ مروجہ کا ذکر نہیں بلکہ صرف اتنے الفاظ ہیں وتکلم ماشاء اللہ جو اللہ نے چاہا وہ پڑھا اس سے کیسے ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ نے فاتحہ پڑھا اور فاتحہ مروجہ کے استدلال میں پیش کر دیا اور یقیناً حضور ﷺ نے جو کچھ پڑھا اس وجہ سے کہ طعام کی زیادتی حضور ﷺ کی دعا پر موقوف تھی اور اگر آپ دعا نہ فرماتے تو طعام میں زیادتی نہ ہوتی اور وہ قلیل کھانا کثیر افراد کے لئے کافی نہ ہوتا غرضیکہ یہ دعا کرنا ضرورت کی وجہ سے تھا نہ یہ کہ ہر جگہ آپ نے ایسا ہی کیا لہٰذا اس سے فاتحہ مروجہ پر استدلال سراسر لغو ہے اور حدیث کی تشریح میں تحریف ہے نیز اگر حضور ﷺ کے مذکورہ عمل کو جو ضرورۃً کیا گیا اگر ضرورت تک محدود نہیں رکھتے ہیں تو پھر وہ حضرات مسلم شریف کی اس

روایت کا کیا جواب دیں گے کہ لا صلوٰۃ بحضرۃ الطعام اور آداب طعام میں سے ہے کہ روٹی کے بعد سالن کا بھی انتظار نہ کرے چنانچہ احیاء العلوم للغزالی وغیرہ میں مذکور ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے غزوہ تبوک یا غزوہ خندق یا ولیمہ کے موقع پر جو کھانا تھا وہ کھانے کے واسطے نہیں تھا بلکہ بڑھانے کے واسطے تھا اور وہ وقت بڑھانے کا تھا کھانے کا نہیں بخلاف فاتحہ مروجہ میں جو کھانا ہوتا ہے وہ کھانے کے لئے ہوتا ہے بڑھانے کے لئے نہیں پھر فاتحہ مروجہ کے کھانے کو اس کھانے پر قیاس کرنا علم وفہم سے عاری ہونے کی دلیل ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وجہ سے بسم اللہ کی تلقین فرمائی کہ کھانے کے لئے بیٹھو تو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرو یہ نہیں کہ فاتحہ پڑھو اور کھاؤ اور جہاں پر آپ نے دعا کی یا آپ نے کچھ پڑھا وہاں مقصود کھانا بڑھانا تھا اور اگر کہیں پر کھانا بڑھانے کی ضرورت نہ تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ عمل نہیں کیا اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائے اور صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق دے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

مزارات پر کیا کرنا چاہئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میں کربلا گیا ہوں اور حضرت حسینؓ کے مزار پر گیا اور حضرت بنی ہاشمؓ حضرت رضاؓ شاہنشاہؓ اور نجف میں گیا تو وہاں حضرت علیؓ حضرت مسلمؓ حضرت خدیجہؓ کے مزار پر دیکھا کہ باؤنڈری سی اٹھی ہوئی ہے اور دس فٹ لمبا پتھر اور تین فٹ موٹا اس کو وہ اپنے ہاتھ مبارک سے اٹھا کر کھلونا کی طرح گھماتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے مزار پر سب گڑگڑا کر روتے ہیں اور وہاں مردے کو لے کر مزاریں گھماتے ہیں اور میں وہاں جا کر دعا درود پڑھا اور نفل کی نماز پڑھی تو مولوی صاحب سے پوچھنا یہ ہے کہ وہاں جا کر کیا کرنا چاہئے یہ پتہ لگا کر لکھنا کہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

کربلا جانا ہو یا نجف مذکورہ مزارات پر پہونچ کر صرف فاتحہ وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کردیں اور واپس ہوجائیں۔ وہاں پر ہونے والی بدعات میں شرکت نہ کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

شیعوں کی مجلس میں قرآن کی تلاوت کرنا؟

سوال: برائے کرم حسب ذیل سوال کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دینے کی زحمت گوارا فرمائیں کرم ہوگا۔

زید شیعوں کی آل انڈیا محفل جس میں ہر مذہب وملت کے لوگ شریک ہوتے ہیں قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے بعد دیگر عالم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور ان کے حالات بیان کرتے ہیں پھر دیگر شعراء منقبت آل رسول نظم پڑھتے ہیں پھر انجمن نوحہ خوانی وماتم ہوتی ہے، کیا زید کا مذکورہ محفل میں شرکت کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا درست ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے زید کا کہنا ہے کہ قرآن پوری دنیائے انسانیت کی ہدایت کے لئے ہے کسی ایک قوم یا جماعت کے لئے نہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

قرآن کریم کی تلاوت باعث خیر وبرکت ہے نیز یہ بھی مسلم ہے کہ یہ قرآن پورے عالم انسانیت کے لئے باعث رشد وہدایت ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے هُدًى لِلنَّاسِ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ ہر چیز کی برکت کے حاصل کرنے کا ایک موقع ومحل ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں آیات قرآنیہ کو جب مسجد میں یا کسی پاک جگہ میں ہم پڑھتے ہیں تو اس کا ثواب ملتا ہے اور اگر اس کو ہم مسجد یا کسی پاک جگہ کے بجائے بیت الخلاء میں پڑھیں تو ثواب کے بجائے گنہ ملتا ہے اور شریعت منع کرتی ہے، شیعوں کی مجلس میں کیا

کچھ نہیں ہوتا ہر وہ شخص اس سے خوب واقفیت رکھتا ہے جس نے کبھی شرکت کی ہو اس لئے ان کی مجالس سے حتی المقدور احتراز لازمی ہے زید کو چاہئے کہ ایسی مجلسوں میں شرکت نہ کرے باقی رہا قرآن کی ہدایات کو عام کرنے کا جذبہ تو یہ قابل مبارک باد ہے۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو قرآنی ہدایات سے منحرف ہو اسکے گھر جا کر یا اپنے پاس بلا کر قرآنی آیات اس کے سامنے پڑھے اور صحیح راستہ کی اس کو تلقین کرے اور ان ہدایات سے روشناس کرائے یا یہ کہ کسی مسجد میں کسی نماز کے بعد تمام لوگوں کو جمع کر کے قرآنی آیات کی تلاوت کرے اور ہدایت کے راستے کو واشگاف کرے اور اس پر گامزن کرانے کی کاوش کرے۔ بہر حال جب تک زید کے عقیدہ میں فساد نہ ہو محض ان کی مجلس میں شرکت کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنا نہ چھوڑا جائے البتہ زید کے لئے آئندہ کے لئے احتیاط ضروری ہے۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) عن علی من أبي طالبٍ قال: البخيل من ذكرت عنده فلم يصل علی۔ (رواه الترمذی فی سننه ج۲ ص۱۹۴ أبوا الدعوات)

غاية الأوطار ج۱ ص۲۴۱ اردو ترجمه۔

والصلاة على النبی عليه السلام خارج الصلاة واجبة۔ (عين الهداية ج۱ ص۳۹۹ قديم

وعنه أی: عن العرياض من سادية رضی الله عنه قال: صلی بنا رسول الله ﷺ ذاب يوم ثم أقبل علينا بوجهه۔ فوعظنا موعظة بليخةً ذرفت منها العيون ووجدت منها القلوب۔ فقال رجل يا رسول الله۔ كأن هذه موعظة مودعٍ فأوصنا فقال: أصيكم بتقوى الله۔ والسمع والطاعة وإن كان عبدًا حبشيكا۔ فإنه من يعيش منكم بعدی فيسری اختلافًا كثيرًافعليكم بسنتی وسنة الخلفاء

الراشدین۔ المهدیین تمسکوا بها۔ وعضوًا علیها بالنواجذ وإیاکم ومحدثات الأمور۔ فإن کل محدثۃٍ بدعة۔ وکل بدعة ضلالة۔ (مشکاة المصابیح: ج۱ ص۳۰)

(۵)قوله علیه السلام أصحابی کالنجوم فبأیهم اقتدیتم اهتدیم مرقاة المفاتیح ج۱ ص۳۹)

کتاب الاعتصام للشاطبی ج۲ ص۶۳۰ الهلالی۔

ابتعو آثار انا۔۔۔ الخ۔ (سنن الدارمی ج۱ ص۸۰ رقم ۲۰۵)

عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو در۔ الصحیح للبخاری ج۱ ص۳۷۱ کتاب الصلح باب إذا اصطلحوا علی جودٍ فالصلح مردود۔ الضحیح للمسلم ج۲ ص۷۷ کتاب الأقضیة۔ باب نقض الأحکام الباطلة۔ ودر محدثات الأمور۔)

قال رسول الله ﷺ وإن شر الأمور محدثاتها وکل بدعة ضلالة۔ مسند أبی یعلی الموصلی ج۲ ص۲۴۵ بیروت۔ هکذا فی مشکاة المصابیح ج۱ ص۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنة:

إن الله وملائکته۔۔۔۔ الخ۔ سورة الأحزاب، رقم الآیة: ۵۶

عن کعب بن عجرة قیل یا رسو الله أما السلام علیك فقد عرفنا۔ فکیف الصلاة۔ قال قولوا: الیهم صلی علی محمدٍ۔۔۔۔۔ حید مجمید۔ رواه البخاری فی صحیحه ج۲ ص۷۰۸ باب إن الله وملائکته یصلون علی النبی۔۔۔ الخ

وهکذا فی الصحیح للمسلم: ص۱۱ باب الصلاة علی النبی ﷺ

هکذا فی: (تفسیر المظهری ج۷ ص۳۷۸ زکریا)

قل هاتوا برهانکم إن کنتم صادقین فإن لم تفعلوا فاتقوا النار اللتی وقودها الناس والحجارة۔ (سورة البقرة: رقم الایة: ۱۱۱۔)

ولایصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أی: یکره ذلك۔ (الدر المختار

مع الشامی: ج ۲ ص ۴۸ سعید۔)

أنها تحریمة للعلة المذکورة وفی البحر : عن الخانیة یکره للمقتدی أن یقعد فی التراویح ۔(شامی: ج ۱ ص ۴۸ کراچی۔)

أنّها تحریمة للعة المذکورة وفی البحر عن الخانیة ۔ یکره للمقتدی أن یتعد فی الثر اوتح ۔ شامی: ج ۲ ص ۴۸ کراچی)

ویوثدر مجاعة فی رمضان فقط لإجماع المسلمین علی ذلك وأما غیره فیکره۔

(النهر الفائق تج ۱ ص ۳۰۷ زکریا)

هکذا فی: الفتاوی الهندیة: ج ۱ ص ۱۱۶ رشیدیة)

الفقه الإسلامی وأدلته ج ۲ ص ۱۰۶۰

مفیة المصلی حلبی کبیری ص ۴۲۰ لاهور

عن عبد الهه بن عمر رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ ۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔ (مشکاة المصابیح ج ۱ ص ۱۲ کتاب الإیمان)

هکذا فی: الصحیح للمسلم ج ۱ ص ۴۸ کتاب الإیمان باب بیان تفاضل الاسلام وأی أموره أفضل)

(سنن أبی داود ج ۲ ص ۳۳۶ کتاب الجهاد ۔ باب الهجرة هل انقطعت ۔ مکتبة بلال)

عن عبد لله بن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر ۔ (رواه الإمام المسلم فی صحیحه ج ۱ ص ۵۸ فیصل دیوبند)

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: لیس منامن لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا ۔ ویامر بامعروف ویّنه عن المنکر ۔ (مشکاة المصابیح ج ۲ ص ۴۲۳ باب الشفعة والرحة علی الخلق ۔ کتاب الآداب)

(هکذا فی: الأدب المفرد مع شرحه الدر المنضد ج ۲ ص ۲۳۸ رقم الحدیث: ۳۵۴)

جواهر الفقه۔

عن أنس رضی الله عنه ..... حسن صحیح۔ (مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۰۳ باب القیام)

عن أبی أمامة..... بعضها بعضًا۔ (المصدر السابق ج۲ ص۴۰۳ باب القیام)

هکذا فی: سنن أبی داود ج۲ ص۷۰۸ باب القیام۔

عن معاویة رضی الله عنه .....من سره أن یمتثل له الرجال... الخ۔ (مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۰۳ باب القیام)

(ہکذا في: سنن الترمذي ج ۲ ص ۱۰۴ باب في کراہیۃ قیام الرجل للرجل ۔مکتبۃ بلال)

عن أبی مجلز قال: خرج معاویة فتام عبد الله بن الزبیر و ابن صفوان حین رأوه فقال: اجلنا سمعت رسول الله ﷺ یقول: من سره أن یتمثل به الرجال قیاما فلیتبوأ مقعده من النار۔ (سنن الترمذی ج۲ ص۱۰۴ بلال دیوبند۔)

(ومثله فی سنن أبی داود ج۲ ص۷۰۸ بلال دیوبند۔)

مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۰۳ باب القیام۔

عن أنس رضی الله عنه قال: لم یکن شخص أحب إلیهم من رسول الله ﷺ و کانوا إذا رأوه۔ لم یقوموا لمایعلمون من کراهیته لذلك۔ (شمکاۃ المصابیح ج۲ ص۴۰۳ باب القیام۔)

إحیاء علوم الدین ص۹۷ بحواله فتاوی عبد الحی

فتاوی عبد الحی لکهنوی ص۹۷ جدید

عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال: لما نزلت بنو قریظة علی حکم سعد بن معاذٍ بعث رسول الله ﷺ ۔ فجاء مکی حمادٍ فلمادنی قال رسول الله ﷺ۔ قوموا إلی سید کم... الخ (الحدیث طویل) (مشکاۃ المصابیح ج۱ ص۳۴۴) حکم الإسراء۔

هکذا فی: باب القیام ج۲ ص۴۰۳ کتاب الآداب

مظاهر حق۔ ج۴ ص۶۴ قدیم

وفی المرقاۃ وقیل معناہ۔ قوموا الإعانتہ۔۔۔ الخ۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۹ ص۸۳ قدیم)

عن أبي هريرة رضی الله أن رسول الله ﷺ نزل فی غزوة غزاها فأصاب أصحابه جوع وفنيت أزوادهم فجاووا إلى رسول الله ﷺ يشكون إليه ما أصابهم ويستأذنونه فی أن ينحروا بعض رواحلهم فأذن لهم فخرجوا مر بعمر بن الخطاب فقال: من أبن جئتم فأخبروه أنهم استأذنوا رسول الله ﷺ بعض إبلهم قال: فأذن لكم؟ قالوا نعم قال: فإني اسئلكم وأقسم عليكم إلا رجعتم محى إلى رسول الله ﷺ فرجعوا معه۔ فذهب عمر إلى رسول الله ﷺ أتأذن لهم۔ أن ينحروا رواحلهم۔ فماذا مصنع ليس معي ما أعطهم قال: بل يا رسول الله تأمر من معه فضل من زادٍ أن يأتی إليك فتجمعه على شيئ وتدعو فيه، ثم تقسمه بينهم ففال فدعاهم يفضل أزوادهم۔ فمنهم الآتی بالقليل و الكثير فجعله أن يدعو ثم قسمه بينهم فما بقی من القوم أحد إلا حاملًا عامعه من وعاءٍ وفضل فضل فقال عند ذلك أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمدًا رسول الله من باء بها يوم العيامة غير شاك أدخله الجنة۔ (السنن الكبيری للنسائی ج۵ ص۲۴۶ رقم الحديث ۸۷۹۶ كتاب السير۔)

عن جابر رضی الله عنه قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ إلی سعد بن معاذ حين توفی فلما صلی عليه رسول الله ﷺ ووضع فی قبره وسوی عليه سبح رسول الله ﷺ مسبحنا طويلًا ثم كبّر فقيل يا رسول الله لم سبحت ثم كبرت؟ قال لقد تضايق على هذا العبد الصالح قبره حتى فرجه الله عنه۔ (مشكاة المصابيح ج۱ ص۲۶) باب إثبات عذاب القبر)

عن جابر رضی الله عنه قال: حطش الناس يوم الحديبية ورسول الله ﷺ بين يديه ركوة فبوضأ به ونشرب إلا ما فی ركوتك۔ فوضع النبی ﷺ يده۔ فی الزكوة۔ فجعل الماء يفرد من بين أصابعه كامثال العيون۔ قال فشربن وتوضأنا قيل لجبرٍ

کم کمتم؟ قلا لو کنا مأۃ ذلف لکفانا۔ کنا خمس عشر ۃ۔ مأۃ۔ مشکاۃ المصابیح ج۲ ص۵۳۲ باب فی المعجزۃ)

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ قال: لما کان یوم عزوۃ بتوک .... فدع رسول اللہ ﷺ بالبرکۃ۔ ثم قال حذو فی أو الخ۔ (والحدیث طویل) وسبق معناہ فی روایۃ اسنن الکبری للنسائی

(مشکاۃ المصبیح ج۲ ص۵۳۸ باب فی المعجزۃ۔)

قالت عائشۃ رضی اللہ عنھما: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: لا صلاۃ مجضرۃ طعامٍ ولا ھو یداقعہ الأحبشان۔ (الصحیح للإمام المسلم ج۱ ص۲۰۸ باب کراھۃ الصلاۃ لحضرۃ الطعام۔ من کتاب المساجد

شھر رمضان الذی أنزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان۔ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۱۸۵

إن الشرک لظلم عظیم۔ سورۃ البقرۃ، رقم اللآیۃ ۱۳

ولایقرء القرآن فی المخرج والمغتسل والحمام۔ (خلاصۃ الفتاوی ج۱ ص۱۰۳ أشرفیۃ)

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أنّ رسول اللہ ﷺ قال: صلو خلف کل بر وفاجرٍ (سنن الدار قطنی ج۲ ص۴۲ دار الکتب اللعمیۃ)

عن عائشۃ رضی اللہ عنھما قالت: قلا رسول اللہ ﷺ مناحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ (الصحیح للبخاری ج۱ ص۳۷۱ کتاب الھلح۔ الصحیح للمسلم۔ ج۲ ص۷۷ کتاب الأمضیۃ)

قلا النووی: البدعۃ کل شیئ عمل علی غیر مثال سبق وفی السرع إحداث ما لم یکن فی عھد رسول اللہ ﷺ۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۱ ص۲۱۶ مکتبہ امدادیہ ملتان) ولأن حفظ ھذہ الشریعۃ من ھذہ البدع فرض کتابۃٍ۔ (الجنۃ لأھل السنۃ ص ۴۸)

تعزیہ کے پیسے کا حکم

سوال: کچھ لوگ تعزیہ کا پیسہ لے رہے ہیں، اس کا پیسہ کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

تعزیہ بنانا بدعت اور خلاف شرع ہے، اس کے لئے پیسہ نہ دیا جائے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) عن الحسن بن علی عنهما ۔ أنه رسول الله ﷺ قال: حيثما كنتم فصلوا علی فإن صلاتكم تبلغني ۔ (الترغيب والترهيب ج۲ ص۳۲۶ بيروت)

المدخل لإبن أمير الحاج ج۲ ص۳ مكتبة دار التراث)

جواهر الفقه

جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکالنے کا حکم

سوال: شہر فیض آبادی میں جلوس محمدیؐ نکالنے کی کوشش ۶،۷ سال قبل یہاں کے جامع مسجد کے خطیب صاحب نے شروع کی ابتداء میں روافض کی مخالفت کی بناء پر حکومت نے اجازت نہیں دی مگر خطیب صاحب اور ان کے قریبی احباب نے روافض کو یقین دلایا کہ اس جلوس میں خلفاء راشدین کا تذکرہ اور ان کے ناموں کا بینر نہیں ہوگا اس پر روافض فرقہ راضی ہوگیا اور حکومت نے جلوس کی منظوری دے دی چنانچہ ایک سال اسی طور پر جلوس نکلا جس میں نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت وغیرہ تھا آئندہ سال جب اہل حق کو یہ معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کا تذکرہ روافض کو خوش کرنے کے لئے نہیں کیا جاتا ہے تو چاروں خلفاء کے ناموں کے بینر کے ساتھ مدحِ صحابہ پڑھنے کی غرض سے اس میں شامل ہوئے حکومت کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوئی اور الحمدللہ عام طریقے سے مدحِ صحابہ ہونے لگا مگر ساتھ ساتھ علماء کرام نے یہاں کے اہل حق کو ٹوکنا شروع کیا کہ یہ جلوس بدعت ہے اور اس میں غلط نعرے لگائے جاتے ہیں اور ایک رات میں ہزاروں روپیہ روشنی پر خرچ کیا جاتا ہے جو اسراف ہے لہٰذا کسی حق پرست کو ایسے معاملے میں شرکت نہ کرنی چاہئے اس لئے عرض ہے جناب والا جواب سے مطلع فرمائیں۔

(۱) اس جلوس کی کیا حقیقت ہے؟

(۲) اس جلوس میں شرکت کرنا حق پرست مسلمان کے لئے کہاں تک مناسب ہے؟

(۳) اس جلوس کی اصلاح کے لئے اسی دن اگر سیرتِ پاک کے نام سے کوئی جلسہ کیا جائے تو اس میں کوئی قباحت تو نہیں؟

(۴) صرف مدحِ صحابہ پڑھنے کی غرض سے اس جلوس میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ مبارک چاہے ولادت شریفہ کا ہو یا بچپن کا جوانی کا ہو یا

اخیر عمر کا، نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ عبادات کا ہو یا بیع وشراء رہن وغیرہ معاملات کا، نکاح تعلقات از دواجیت، معاشرت کا ہو یا دشمن سے جنگ وصلح وغیرہ سیاست کا یہاں تک کہ بکری کا دودھ دوہنا اونٹنی پر سوار ہونا۔

غرض کہ ذات اقدس ﷺ سے تعلق رکھنے والی کسی بھی چیز کا ذکر ہو یقیناً موجب خیر وبرکت وباعثِ رفع درجات وتقاضائے ایمان ہے، اسی کے لئے چھوٹی بڑی سیرت پاک کی کتابیں اور حدیث شریف کی بیشمار کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جو پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں اس سے ایمان کی رغبت پیدا ہوتی ہے مگر اس کے لئے بارہ ربیع الاول کی تخصیص کا ثبوت نہ قرآن کریم سے ہے نہ حدیث پاک سے، نہ صحابۂ کرامؓ کے عمل سے ہے نہ اقوال فقہاء سے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جو عشق حضرت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا اس کی نظیر نہیں مل سکتی اس کے باوجود ہمارے زمانے میں جو اعمال رائج ہیں ان کا ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کے اس اہتمام وتخصیص پر بہت سے علماء کرام نے نکیر فرمائی ہے چنانچہ ساتویں صدی ہجری کے ایک متبحر عالم علامہ ابن الحاج نے اپنی بے نظیر کتاب المدخل کی جلد ثانی کا آغاز ربیع الاول میں ہونے والی خرافات سے کیا ہے اور تمام ان خرافات کو بالتفصیل کئی صفحات میں ذکر کرکے اس پر شدت سے نکیر کی ہے مثلاً فرماتے ہیں

ومن جملة ما احدثوه من البدع مع اعتقادهم ان ذالك من اكبر العبادات واظهار الشعائر ما يفعلونه فى شهر ربيع الاول من المولد وقد احتوىٰ على بدع ومحرمات جمه من ذالك استعمالهم المغانى ومعهم آلات الطرب من الطار المصر صرد الشيابة الى قوله وقد نقل ابن الصلاح رحمه الله ان الاجماع منعقد على ان آلات الطرب اذا اجتمعت فهى محرمة المدخل ج ۲ ص ۳ غرضیکہ اس دور کے جلوسوں میں بہت سی خرافات آچکی ہیں مثلاً ولادت شریفہ کے متعلق موضوع روایات بھی بیان کی جاتی ہیں جن کا بیان کرنا اور سننا ممنوع ہے اسراف بے حد ہوتا ہے جو کہ جائز نہیں۔ گلا لگا کر نعت گایا جاتا ہے

مرد عورتوں کے اختلاط کا بازار گرم رہتا ہے وغیرہ ذالک۔

بہت سے منکرات کا صدور ہوتا ہے اسی وجہ سے علامہ ابن الحاج نے اس کو بدعت قرار دیا ہے اسی طرح حضرت مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ وحضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ نے بھی اسے بدعت قرار دیا ہے اور بہت تشویش کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ بلاشبہ سیرت کمیٹی کی موجودہ تحریک ان موجودہ تعینات وتشخصات کے ساتھ خود بھی ایک بدعت سیئہ ہے جو اگر دوسرے منکرات پر مشتمل نہ ہو تو اس وقت بھی گناہ ہے اور بالخصوص اب تو اطرافِ ہندوستان سے ان جلسوں کی کیفیات موصول ہورہی ہیں وہ ایک خطرناک صورت اختیار کرتی جارہی ہیں اور ذکرِ سیرت کی آڑ میں محرمات لہو ولعب اور تماشے کئے جاتے ہیں جن کے مقابلہ میں نصاریٰ کی رسم کرسمس ڈے بھی گرد ہوگئی ہے الخ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۱۰۹)

اسی طرح حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے ایک مکتوب میں ہے "ہم ہرگز تعیین تاریخ اور ماہانہ اور سالانہ جلسہ کو شرعی اور ملکی نقطۂ نظر سے نہ مفید اور نہ ضروری سمجھتے ہیں بلکہ اب تو یہ مثل نصاریٰ (برتھ ڈے) یوم پیدائش اور اس کی رسوم کے ایک رسم ہورہی ہے کیونکہ عیسائی یوم عیسیٰ علیہ السلام مناتے ہیں اس کو دیکھ کر مصر وغیرہ کے لوگ بھی اس قسم کی تابعداری کرنے کے لئے آمادہ ہورہے ہیں۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۱۰)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

الجواب صحیح بندہ محمد حنیف عفی عنہ خادم مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور

قنوری کرانا کیسا ہے؟

سوال: قنوری کرانا کیسا ہے؟

ممتاز علی بھائی کا انتقال ہوگیا تو جب انتقال ہوا تو ان کی عورت خواب میں دیکھتی ہے کہ میں بہرائچ جارہی ہوں پھر وہاں سے آرہی ہوں تو کہتے ہیں کہ قنوری کراو، قنوری کرانے میں بکرہ لگتا ہے، تو ان کے اوپر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بوجھا ہے روز یہی خواب دیکھتی ہے تو وہ بوجھ صدقہ یا کرنے سے اتر جائے گا یا قنوری کرانی پڑے گی؟

المستفتی: (حافظ) اعجاز احمد فیض آبادی (پرتاپور) (مقیم حال دوبئی)

الجواب: حامدًا ومصلیًا

یہ سب شیطانی وساوس ہیں کسی کی قبر پر جا کر کچھ چڑھانا یا بکرا ذبح کرنا بہت بڑا گناہ ہے، (۱) اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے، اس لئے ایسا کبھی نہیں کرنا چاہئے البتہ گھر ہی پر بکرا ذبح کر کے اللہ کے نام پر اس کا گوشت فقراء کو دینے میں کوئی حرج نہیں، (۲) بلکہ ثواب ملے گا اور انشاء اللہ پریشانی بھی دور ہو جائے گی، سوتے وقت چاروں قل (قل یا ایھا الکافرون، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) (۳) پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیا کریں انشاء اللہ وساوس دور ہو جائیں گے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال: لعن رسول اللہ ﷺ: واقرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج۔ (مشکاۃ المصابیح ج ا ص ۷۱ باب المساجد ومواضع الصلاۃ

(۲) وإن اتخذ طعامًا للفقراء کان حسنًا۔ شامی جج ۲ ص ۲۴۱ کراچی)

(۳) عن أبی سعید قال: کان رسول اللہ ﷺ یتعوذ من الجان وعین الإنسان۔ حتی

نزلت المعوذتان فلما نزلتا أخذ منهما وترك ما سواهما۔ (سنن الترمذی ج۲ ص۲۶ أبواب الطب۔)

بلالحاظ قبلہ، قبر پر نماز پڑھنے والا اور طواف کرنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

سوال: زید اپنے پیر بکر کی قبر کا سجدہ وطواف کرتا ہے اور بلالحاظ قبلہ قبر کے چاروں طرف سے نماز بھی پڑھتا ہے ایسا کرنا کہاں تک صحیح ہے؟ آیا ایسا کرنے والے اسلام کے دائرہ میں ہیں یا خارج؟ یا ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

قبر کا سجدہ اور طواف کرنا اور اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا بہت بڑا گناہ ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے "الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی أنها كم عن ذالك رواه مسلم "(۱) خبردار قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں اور ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں "لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبياءهم مساجد"(۲) (متفق علیہ) اسی وجہ سے یہود ونصاریٰ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا اس لئے ایسے شخص کو چاہئے کہ فوراً توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس فعل قبیح کے قریب بھی نہ جائے لیکن اس کی وجہ سے ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی الا یہ کہ اس سے مقصود صاحب قبر کی عبادت ہو یا قبر کی، اور اگر مقصود اللہ ہی کی عبادت ہو اور یہ اعتقاد ہو کہ اس طرح قبر کی طرف نماز پڑھنا اور سجدہ کرنا دراصل پروردگار حقیقی ہی کی عبادت کرنا ہے البتہ اس طرح سے پروردگار کی رضاء وخوشنودگی حاصل ہوگی اور اس کا قرب میسر ہوگا یہ طریقہ بھی اگرچہ متفقہ طور پر حرام ہے اور شرک خفی ہے لیکن اس صورت میں ایسا شخص اسلام سے خارج نہیں ہوگا اور اس کو کافر نہیں کہا جائے گا ہاں البتہ پہلی صورت (یعنی مقصود براہ راست قبر یا صاحب قبر کی عبادت ہو) شرک جلی اور صراحۃ کفر وشرک کی ہے لہٰذا ایسا شخص حرام کے ارتکاب کے ساتھ کافر بھی ہو جائے گا "اتخذوا قبور

انبیاءھم مساجد سبب لعنھم اما لانھم کانوا یسجدون قبور انبیاءھم تعظیما لھم وذلك ھو الشرك الجلی واما لانھم کانوا یتخذون الصلاۃ للہ تعالیٰ فی مدافن الانبیاء والسجود علی مقابرھم وللتوجه الی قبورھم حالة الصلوۃ نظرا منھم بذلك الی عبادة الله والمبالغة فی تعظیم الانبیاء وذلك ھو الشرك الخفی لتضمنه یرجع الی تعظیم مخلوق فیما لم یؤذن له فنھی النبی ﷺ امته عن ذلك اما المشابھة ذلك سنة الیھود وتضمنه الشرك الخفی وقال القاضی کانت الیھود والنصاری یسجدون بقبور انبیاءھم ویجعلونھا قبلة ویتوجھون فی الصلوٰۃ نحوھا فقد اتخذوھا اوثانا فلذلك لعنھم ومنع المسلمین عن مثل ذلك" (مرقات:۱/۴۵۶)(۳)

البتہ ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی
الجواب صحیح بندہ محمد حنیف غفرلہ

التعلیق والتخریج

(۱) عن جندب رضی الله عنه قلا سمعت النبی ﷺ قبل أن یموت بخمس وھو یقول: فی حدیث طویل وإن من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور أنبیاء ھم مساجد ألا فلا تتخذوا القبور مساجد۔ انھا کم من ذلك۔ (الصحیح للمسلم ج۱ ص۲۰۱ کتاب المساجد)

(۲) عن عائشة رضی الله عنھما أن رسول الله ﷺ قال فی مرضه الذی لم یتم منه۔ لعن الله الیھود والنصاری اتخذوا قبور أنبیاءھم مساجد۔ (مشکاۃ المصابیح ج۱ص۶۹ مکتبہ ملت)

(۳) مرقاۃ المفاتیح ج۱ص۲۰۲ قدیم)

خواب میں قبر پر بکرا چڑھانے کو کہا جاتا ہے، کیا کرے؟

سوال: ممتاز علی بھائی کا انتقال ہوگیا تو جب سے انتقال ہوا تو ان کی عورت خواب میں دیکھتی ہے کہ میں بہرائچ جارہی ہوں پھر وہاں سے آرہی ہوں تو کہتے ہیں کہ قنوری کراؤ، قنوری کرانے میں بکرا لگتا ہے تو ان کے اوپر ایسا معلوم ہوتا ہے بوجھا ہے روز یہی خواب دیکھتی ہے اور وہ بوجھ صدقہ یا خیرات کرنے سے بوجھا اتر جائے گا یا قنوری کرانی پڑے گی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

یہ سب شیطانی وساوس ہیں، کسی کی قبر پر جاکر کچھ چڑھانا بکرا ذبح کرنا بہت بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے اس لئے ایسا کبھی نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ گھر ہی پر بکرا ذبح کرکے اللہ کے نام پر اس کا گوشت فقرا کو دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ثواب ملے گا ان شاء اللہ پریشانی بھی دور ہوجائے گی سوتے وقت چاروقل (قل یا ایہا الکافرون، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیا کریں انشاء اللہ وساوس دور ہوجائیں گے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

ربیع الاول کے ایک غلط رسم کا حکم

سوال: ہندوستان کے کم وبیش سب بنکر جن کو انصاری یا بعض اصطلاح میں جولاہے کہتے ہیں سال کا آخری بدھ مناتے ہیں یعنی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر جو پہلا بدھ ہوتا ہے یعنی منگل کا دن پورا گذار کر مغرب سے لیکر بدھ کی مغرب تک ہینڈلوم کرگھا اور ہاتھ کرگھا وغیرہ بند رکھتے ہیں بلکہ بڑے بڑے سوت مل اور کپڑا مل بھی بند رکھتے ہیں پھر بعد مغرب

مٹھائی وغیرہ پر حضور اکرم ﷺ کی روح پاک کو ایصال ثواب کرتے ہیں اور اگر ان کو منع کرو تو اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل واقعہ پیش کرتے ہیں کہ:

ربیع الاول کا چاند نکل آیا ہے حضور اکرم ﷺ پر مرض الموت کی حالت طاری ہے اہل مدینہ پریشان ہیں اچانک حضور ﷺ بے ہوش ہو جاتے ہیں اور کافی دیر تک یہ حالت رہتی ہے جس سے انصار اور حضرات صحابہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضور اکرم اللہ کے پیارے ہو گئے ہیں چنانچہ یہ بری خبر سارے مدینہ میں گرم ہوتے ہی انصار اپنے اپنے کاروبار بند کر کے حضور اکرم ﷺ کے پاس آکر جمع ہو جاتے ہیں پھر اچانک حضور اکرم ﷺ کو خیلے افاقہ ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کچھ حرکت فرمانے کے بعد آنکھیں مبارک کھولتے ہیں اور اپنے ارد گرد جمع شدہ حضرات کو دیکھ کر وجہ دریافت فرماتے ہیں، تو ایک صحابی پورا واقعہ بیان کر دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ہم لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ آپ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اس کی تعزیت میں سب اہل مدینہ اپنے اپنے کاروبار بند کر کے غمی منا رہے ہیں حضور اکرم ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں ان سب کے گھر جا جا کر ان سب سے ملاقات کروں گا اور ان کے حق میں دعاء کروں گا چنانچہ آگے آگے حضور اکرم ﷺ اور پیچھے سے صحابہ اور انصار کی بہت بڑی جماعت مدینہ میں گشت کرتی ہے اور حضور اکرم ﷺ سب کے گھر جا جا کر ملاقات فرماتے ہیں اور ان کے حق میں دعاء فرماتے ہیں راستہ میں راج گروں کی ایک جماعت سے ملاقات ہوتی ہے جو ایک مکان کی جوڑائی کر رہی ہوتی ہے حضور اکرم ﷺ ان سے ان کی مزدوری دریافت فرما کر حضرت عثمان غنیؓ کو حکم فرماتے ہیں کہ ان سب کی مزدوری ادا کرو آج سب آزاد ہیں حضرت عثمان فوراً حکم کی تعمیل کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں جب یہ جماعت آگے بڑھ جاتی ہے تو لوگ آپس میں مشورہ کرتے ہیں کہ یار شام ہونے والی ہے تھوڑی دیر باقی ہے اس کو پورا کر لیا جائے یہ مزدوری بھی ضائع نہ ہو پھر سب ان میں منہمک ہو جاتے ہیں چنانچہ یہ جماعت جب ادھر سے واپس ہوتی ہے تو راج گیروں کو کاموں میں مشغول پا کر حضور اکرم ﷺ حضرت عثمان غنیؓ سے

سخت لہجہ میں دریافت فرماتے ہیں کہ کیا عثمان ابھی ان کی مزدوری ادا نہیں کی عثمانؓ اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں اس بات سے حضور اکرم ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے اور ان کے حق میں بددعاء فرماتے ہیں کہ ان کی کمائی میں برکت نہ ہوگی اور انصار کو دعاء دیتے ہیں کہ اللہ ان کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے پھر اس کے چار یوم کے بعد یعنی دوشنبہ کو حضور اللہ کو پیارے ہوجاتے ہیں تو حضور جس بدھ کو مرض الموت میں مبتلا ہوئے تھے وہ آخری بدھ تھا۔

کیا یہ واقعہ واقع کے مطابق ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کتاب کا حوالہ بھی تحریر فرمائیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو جواب شافی اور کافی سے بھی نوازیں گے اور اس رسم میں مبتلا شدہ لوگوں کی رہنمائی فرمائیں گے۔

کیا واقع حضور ﷺ نے راج گیروں کے حق میں بددعاء فرمائی؟ جب کہ تاریخ شاہد ہے کہ کبھی حضور اکرم ﷺ نے بددعاء نہیں فرمائی بلکہ گالیاں سن کر دعا فرمائی۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ راج گیر جتنے دن کماتے ہیں اتنے دن کھاتے ہیں اور جس دن کام نہ کریں فاقہ کشی کی نوبت آجاتی ہے اور یہ بھی اس لئے کہ چونکہ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق عمل نہیں کیا تھا اس لئے بے برکتی کی بددعا کے مستحق ہوئے اور ان انصاری پر کیسا ہی وقت آجائے خوش حال رہتے ہیں وجہ واقعہ بالا میں مذکور ہو چکی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

فقہی ضابطہ ہے کہ ''البینة علی المدعی'' (۱) دلیل دعویٰ کرنے والے پر ہوتی ہے نہ کہ مفتی پر، لہٰذا جن حضرات نے مذکور فی السوال دعویٰ کیا ہے ان کی سند ان سے معلوم کریں اس کے بعد اس سند کی حیثیت متعین کر دی جائے گی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) البینة علی المدعی والیمین علی من أنکر۔ (کتاب الأصل للشیبانی ج ۴ ص ۱۷ قطر)
القواعد الفقهیة ج۴ ص۶۶ دار الکتاب
الدر المختار مع الشامی ج۵ ص۴۰۱ کراچی)

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کا حکم

سوال: قبر پر فاتحہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا کیسا ہے؟ اگر مستحب ہے تو اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟ جبکہ علماء میں اختلاف پیدا ہونے کا اندیشہ ہو کچھ علماء عدم رفع یدین کی وجہ سے قبر والے سے مانگنے کا شبہ بتلاتے ہیں، تو اگر کہیں یہ اندیشہ وشبہ نہ ہو تو وہاں رفع یدین علی القبر کر سکتے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر کر سکتے ہیں تو اس شبہ کا جواب کیا ہوگا؟ مع حوالہ کتب ومذہب حنفیہ تحریر فرمائیں۔

امداد اللہ فیضی متعلم مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور

الجواب: حامداً ومصلیاً

تدفین سے فارغ ہونے کے بعد دعاء میں رفع یدین حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے اس لئے رفع یدین میں مضائقہ نہیں البتہ صاحب قبر سے سوال کی ہیئت سے بچنے کے لئے جو جہاں ہو وہیں اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کر کے دعاء کرے اس طرح یہ شبہ بھی ختم ہو جائے گا۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن عثمان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ إذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ، فقال استغفروا لأخیکم ثم سلوا لہ التثبیت فإنہ الأن یسأل۔ (مشکاۃ المصابیح ج۱ ص۲۶

(۲)عن عائشة رضی الله عنها قالت: ألا أحدثکم عنی وعن رسول الله ﷺ۔ قلنا ۔۔۔ بلی جاء البقیح فتام فأطال القیام ثم ودفع یدیه ثلاث مراتٍ۔ ثم الحرف فالنحرقت۔ (الصحیح للمسلم، کتاب الجنائز، فیصل دیوبند)

(۳)وتکره (الزیادة) للنساو لماقدمنا ویدعو قائمًامستقبل القبلة۔ (حلبی کبیری ص۶۰۸لاھور)

غیر اللہ سے اولاد کا اعتقاد رکھنا باعث کفر ہے

سوال: زید نے مسجد سے نکلنے کے بعد قریب ہی دو اشخاص سے شرکت و بدعت کے متعلق گفتگو کے دوران کہا کہ یہاں رگڑتے رہے یعنی مسجد میں لیکن کام نہ ہوا اور دلدل پر کے لیمو کو کھلانے سے اولاد ہو گئی حالانکہ میں جانتا ہوں کہ دلدل ایک گھوڑا ہے اور کچھ نہیں۔

مذکورہ بالا شخص نے ہی جب کہ اس سے نماز کی جماعت کی تاکید کی گئی تو غصہ میں کہا کہ روزی دیکھوں کہ فرض۔

عمر جو کہ نمازی ہے کچھ انگریزی تعلیم یافتہ اور ایک ادارہ کا پرنسپل ہے کچھ فروٹ وغیرہ لے کر مع اپنی اہلیہ کے چڑھانے گیا جب آیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ فعل ناجائز ہے وہاں سے کچھ نہیں ہوتا اس نے برجستہ کہا کہ وہاں سے سب کچھ ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا تینوں اشخاص کے سلسلہ میں حکم شرع کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اگر قائل مذکور کی مراد (وہاں سے سب کچھ ہوتا ہے) سے یہ ہے کہ میت ہی نے دیا نہ کہ اللہ نے اور میت اولاد دے سکتا ہے تو یہ کفر ہے اسی طرح اگر دلدل کے لیمو کے بارے میں یہ اعتقاد ہو کہ بچہ اسی وجہ سے ہوا ہے اللہ نے نہیں دیا تو یہ بھی کفر ہے اور اگر اعتقاد تو یہی ہو کہ اللہ نے دیا ہے البتہ اسباب کے تحت اس کا تذکرہ ہو جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں مریض کو فلاں حکیم یا ڈاکٹر نے ٹھیک کر دیا اور اس کو موت کے منہ سے بچالیا ورنہ تو اس کی جان ہی چلی جاتی تو

اس سے قائل کی مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں کی دوا سے صحت ہوگئی ورنہ تو حقیقۃً صحت دینے والے خدا ہیں"قال الشامی ومنها أنه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون فاعتقادہٗ ذلك کفر الخ"(۱۲۸/۲)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) قوله تعالی: یهب لمن یشاء إناثًا ویهب لمن یشاء الذکور۔ أویزوجهم ذکرانًاو اناثًاویجعل من یشاء عقیمًا۔ سورۃ الشوری، رقم الآیة:۴۹

إن الشرك لظلم عظیم۔ سورۃ لقمان:۱۳

(۱) ومنها أنه إن ظن أن المیت یتصرف فی الأمور دون اللہ تعالی واعتقادہ ذلك کفو۔ شامی ج۲ ص۴۳۹ مطلب فی النذر بثع للأموات۔ کراچی)

شبینہ کے جواز وعدم جواز کی تفصیل

سوال: شبینہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

شبینہ پڑھنا خلاف سنت بدعت ہے۔ مروجہ شبینہ قرآن کریم کی توہین ہے تعظیم نہیں، اس کے علاوہ بہت سے منکرات اس میں ہیں، شبینہ نہیں پڑھنا چاہیئے، البتہ اگر کوئی ایک رات میں تنہا قرآن پاک نفل یا غیر نفل میں ختم کرلے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن عائشة رضی عنهما قالت قال النبی ﷺ۔ من أحدث فی أمرنا ما لیس منه فهو رد۔ (رواه الإمام البخاری فی صحیحه باب إذا فهو اصطلحوا علی صلح جورٍ فهو مردور۔)

البدعة هی الأمر المحدث الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون ولم یکن مما اتفقناه الدلیل۔ (قواعد الفقه ص۲۰۴ دار الکتاب)

الإثم علی القاری: لو قرء علی السطح فی اللیل جهرًا والناس ینام۔ (خلاصة الفتاوی ج۱ ص۱۰۳، اشرفیة)

ویکره الدعا عند الختم بجماعةٍ۔ خلاصة الفتاوی ج۱ ص۱۰۵، اشرفیة)

مہینہ کے آخری بدھ کی رسم بدعت ہے

سوال: ماہ صفر میں جو آخری بدھ جسے لوگ آخری چہار شنبہ کہتے ہیں تو اس دن کی نفل نماز ضروری ہے یا نہیں؟ لوگ مٹھائی بھی بانٹتے ہیں تو یہ کرنا ٹھیک ہے؟ وہ مٹھائی گھر میں آئے تو کھانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ماہ صفر کے آخری بدھ کا اہتمام اسلام میں نہیں ہے، یہ اہتمام غیر شرعی چیز ہے، لہٰذا اس سے پرہیز کرنا چاہئے، نیز اس دن کے لئے اسلام میں کوئی خاص نفل نہیں ہے نفل کا اس دن اہتمام کرنا بھی غلط ہے۔ مٹھائی تقسیم کرنا بھی بدعت ہے، اگر مٹھائی گھر میں آئے تو کسی غریب کو دے دینا چاہئے، لیکن اگر کھالیا تو کوئی حرج نہیں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱)عن العرباض من سارية وخى الله عليه وسلم. وإيا كم ومحدثا الأمور. فإن كل محدثةٍ بدعة. وكل بدعة ضلالة. (سنن أبي داود ج۲ص۶۳۵. كتاب السنة)
كم من مباح يصير بالالتزام منغير لزومٍ مكروهًا. (سباحة الفكر فى الذكر بالجهر ص۴۷)
قال ابن المنير: فيه أن المندوبات قد تنقلب مكروهاتإذا رفعت عن رثبتها. (فتح البارى ج۲ص۳۳۸ بيروت)

۱۲/ربیع الاوّل والی رسم غیر اسلامی ہے

سوال: ۱۲/ربیع الاول کے دن کیا کرنا چاہئے؟ لوگ آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں جلسہ مناتے ہیں، یہ تو بالکل غلط ہے، اس دن مٹھائی بھی بھیجتے ہیں تو وہ مٹھائی کھانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامدًاومصليًا

جو اعمال روز کئے جاتے ہیں وہی اعمال ۱۲/ربیع الاول کو بھی کرنا چاہئے، اس زمانہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب صرف ایک رسم ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، مٹھائی کی تقسیم بھی غیر اسلامی طریقہ ہے، اگر کہیں سے مٹھائی آجائے تو کسی غریب کو دیدیں لیکن کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱)من أحدث فى أمرنا هذا ماليس منه فهو در. (بخارى ج۱ص۳۷۱ كتاب الصلح)
كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم مكروهًا. (سياحة الفكر فى الذكر

بالجهر ص٧٢)

(٣) المندوبات تنقلب مکروهاتٍ إذا رفعت عن رتبتها۔ (فتح الباری ج٢ ص٣٣٨ بیروت)

کھڑے ہو کر مروجہ سلام پڑھنا بدعت ہے

سوال: میں میلاد میں شرکت نہیں کرتی، کیونکہ کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے تو لوگ مجھ سے ناراض ہو جاتے ہیں، یہاں جانا غلط ہے یا نہیں؟ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ یا کھڑے ہو کر سلام صرف ان کے روضۂ اقدس میں پڑھنا چاہئے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

کھڑے ہو کر مروجہ سلام بدعت ہے، صرف روضۂ اقدس پر کھڑے ہو کر سلام پڑھنا چاہئے، اس انداز کی بدعت جہاں ہوتی ہو ایسی مجلس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (١)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(١) وعن الحسن بن علی رضی الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: حیثما کنتم فصلوا علی فإن صلاتکم تبلغنی۔ (الترغیب والترهیب ج٢ ص٣٢٦ بیروت)

ویکفر للإعتقاده أن النبی ﷺ یعلم الغیب۔ (البحر الرائق ج٣ ص٨٨ کتاب النکاح، سعید)

کم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزومٍ مکروهًا۔ (سباحة الفکر فی الذکر بالجهر ص٧٢)

میت کا چالیسواں منانا بدعت ہے

سوال: ۴۰/واں دن جو مسلمان مناتے ہیں جب کوئی مرجاتا ہے تو میں شرکت نہیں کرتی کیونکہ اس کا کوئی غم کا دن یا ثواب کا دن مقرر نہیں ہے تو چاہئے یا نہیں؟ اس بات میں رشتہ داروں کے ساتھ ناراضگی ہوجاتی ہے، انہیں کیا کہوں؟ کیا مجھے آگے سے انہیں اور بچوں کو کہہ دینا ضروری ہے کہ جب میں مرجاؤں تو میرا چالیسواں کبھی نہ کرنا؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

میت کا چالیسواں کرنا اور اس دن جمع ہونا یہ سب بدعت اور خلاف شریعت ہے، (۱) ایسی مجلسوں میں جانے سے پرہیز کرنا چاہئے، ایسا کام جس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو اس میں مخلوق کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مبتلا ہونا عقل و دانش کے خلاف ہے۔

گو ہوا دشمن زمانہ ہو مگر اے دل ہمیں ✭ دیکھنا یہ ہے مزاج یار تو رہم نہیں

ہر حال میں اللہ کی رضاء پر نظر ہونی چاہئے، اور یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ میرے انتقال پر چالیسواں نہ کرنا بلکہ یہ کہنا بہتر ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) عن عائشة رضى الله عنهما قالت: قال النبیﷺ من أحدث فی أمونا هذا ما ليس منه فهو در۔ (الصحيح للبخاری ج۱ ص۳۷۱ کتاب الصلح)

(۲) إن المندوبات تنقلب مکروهات إذا رقعت عن رتبتها۔ (فتح الباری ج۲ ص۳۳۸ بیروت)

حج سے واپسی پر پھول کا ہار پہننا بدعت ہے

سوال: لوگ حج کرنے جاتے ہیں تو رشتہ داران لوگوں کو جاتے وقت اور آنے کے بعد پھول کا ہار پہناتے ہیں، مجھے بالکل پسند نہیں، وہ لوگ کہتے ہیں کہ خوشی سے پہناتے ہیں، انہیں کیا کہہ کر منع کرنا چاہئے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا

حج کے لئے جاتے وقت اور واپسی پر پھولوں کا ہار پہنانا خلاف سنت اور بدعت ہے۔ اس سے احتیاط و پرہیز ضروری ہے۔ اگر کوئی زبردستی گلے میں پھول کا ہار ڈالدے تو اس کو نکال دینا چاہئے۔ آپ ان کو یہ کہہ کر منع کریں کہ آپ مسلمان ہیں غیر اسلامی کام آپ کرتے ہیں کیا درست ہے؟ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) عن عضيف بن الحارث الثمالي قال: قال رسول الله ﷺ: ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها من السنة فتمسك سنة خير من إحداث بدعة۔ (مشكاة المصابيح ج۱ ص۳۱ باب الاعتصام مالكتاب والسنة۔)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي ﷺ من احدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو در۔ (الصحيح للمسلم ج۲ ص۷۷ كتاب الأقضية)

ولأن حفظ هذه الشريعة من هذه البدع فرض كفاية۔ (المجنة لأهل السنة ص۱۴۸)

بدعت کی تعریف اور اس سے متعلق ایک مسئلہ

سوال: بدعت حسنہ بدعت سیئہ کی تفصیل سے مطلع فرمائیں، نیز قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

بدعت تو بدعت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر وہ کام جس کو نہ حضور ﷺ نے کیا نہ آپ نے پسند فرمایا نہ آپ کے زمانہ میں کیا گیا اور آپ نے اس پر خاموشی اختیار کی، نہ اصولی طور پر اس کا وجود تھا وہ بدعت ہے۔ قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ حضور پاک سے ثابت ہے، البتہ شبہ سے بچنے کے لئے سارے لوگ قبلہ رو ہو جائیں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) البدعة هی الأمر المحدث الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون ولم یکن مما اقتضاه الدلیل۔ (قواعد الفقه ص۲۰۴ دار الکتاب)

قال النووی: البدعة کل شیئ عمل علی غیر مثالٍ سبق وفی الشرع إحداث ما لم یکن فی عهد رسول الله ﷺ۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۱ ص۲۱۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

عن عثمان رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ إذا رغ من و من المیت وقف علیه فقال: استغفروا لأخیکم ثم سلوا له بالتثبیت۔ فإنه الآن مسأل۔ (مشکاۃ المصابیح ج۱ ص۲۶ باب الاعتصام الکتاب)

عن عائشة رضی الله عنها قالت: ألا أحدثکم عنی وعن رسول الله ﷺ۔ قلنا بلی ..... جاء البقیع فقام فأطال القیام ثم رفع یدیه ثلاث مراتٍ۔ ثم انحرف ما تحرفت الخ۔ (الصحیح للمسلم ج۱ ص۳۱۳ کتاب الجنائز، فیصل دیوبند)

(۵) تکرہ (الزیارۃ للنساء) للنسا لما قدمنا ویدعو قائما مستقبل القبلۃ۔ (حلبی کبیری ص۶۰۸ لاہور)

ایصال ثواب کا کھانا امراء واقرباء کے لئے کیسا ہے؟

سوال: ایصال ثواب کے لئے غرباء مساکین کے ساتھ ساتھ امراء اور اقرباء کو بھی کھانا کھلایا جاتا ہے، کیا اس جیسے کھانا کھانے کا امراء اور غرباء کے لئے شریعت میں کوئی گنجائش ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ مفصل جواب دیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ایصال ثواب کے طور پر کھلائے جانے والے کھانے کو صرف مستحقین زکوٰۃ وصدقات غرباء مساکین وغیرہ کو کھلانا چاہئے انہیں جیسوں کو کھلانے سے ہی میت کو کماحقہ اور پورا پورا ثواب بھی ملے گا، اور اطعام من المیت کا پورا پورا حق بھی ادا ہوگا۔ امراء اور رشتہ دار لوگوں کے لئے اس قسم کا کھانا کھانا مکروہ تنزیہی ہے، فقراء کی بنسبت امراء اور رشتہ داروں کو کھلانے سے ثواب بھی کم ملتا ہے۔ (کمافی فتاوی رشیدیہ ص ۲۶۶) (۱)

خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کا کھانا غرباء وغیرہ کو کھلانا چاہئے نہ کہ امراء اور اقرباء وغیرہ کو۔

نوٹ: کھانا کھلانے یا میت کی طرف سے ایصال ثواب کا کوئی دن شرعاً متعین نہیں، لہٰذا جس طرح بھی ایصال ثواب ہو بلا تعین ایام ہونا چاہئے، کیونکہ تعین ایام بدعت اور غیر ثابت بالسنۃ چیز ہے جو ممنوع اور غیر مشروع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) فتاوی رشیدیۃ ص:۲۶۶۔ (۲) کفایۃ المفتی ج۴ص۱۳۰ زکریا۔

کم من مباح یخیر بالالتزام من غیر لزوم مکروھًا۔ (سباحۃ الفکر فی الذکر بالجھر ج۲ص۷۲)

شب برأت میں حلوہ کی تفصیل

سوال: حضرات مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ:

(۱) شب برأت کے موقع سے زید کے گھر خود تو حلوہ نہیں پکتا ہے، البتہ زید عمر کے مدعو کرنے پر اس کے گھر جا کر حلوہ وغیرہ پر فاتحہ پڑھتا ہے اور اس فاتحہ شدہ چیز کو کھاتا ہے، تو زید کا یہ فعل شرعا کیسا ہے؟

(۲) عمر کہتا ہے کہ یہ حلوہ وغیرہ میرے گھر شب برأت کی وجہ سے نہیں بلکہ بچوں کی وجہ سے پکتا ہے تاکہ بچے اس دن دوسرے کو حلوہ وغیرہ کھاتے ہوئے دیکھ کر روئے نہیں، تو کیا عمر کا یہ قول وفعل شرعا درست ہے؟

الجواب: حامدًاومصليًا

(۱) شب برأت کے موقع سے حلوہ کا التزام اور فاتحہ خوانی خلاف سنت اور بدعت ہے اس سے حتی الامکان پرہیز کیا جائے۔

(۲) عمر کا یہ فعل مشابہت کی بنا پر درست نہیں۔ بچوں کے رونے کی پرواہ نہ کرے، بلکہ شریعت کے قانون اور اس کے حکم کو ملحوظ رکھیں اور کیا ضروری ہے کہ اس دن حلوہ ہی پکایا جائے بلکہ اس سے بڑھ کر اعلیٰ اور عمدہ قسم کی کوئی اور چیز پکا کر بچوں کا کھلا دیا جائے، لیکن حلوہ ہی پکا لیا تو کوئی حرج نہیں، لیکن پرہیز کرنا بہتر ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اخرجہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) عن العرباض من سادیة رضی الله عنه قال: فی حدیث طویل قال رسول الله ﷺ۔ وإیاکم و محدثات الأمور۔ فإن کل محدثةٍ بدعة۔ و کل بدعة ضلال۔ (سنن أبی داود ج۲ ص۶۳۵ کتاب السنة)

کم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم مکروهًا۔ (سباحة الفکر ص۴۲)

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: من بشبه بقوم فهو منهم۔ (سنن أبی داود ج۶ ص۵۵۹ کتات اللباس)



حبیب الامت، عارف باللہ حضرت مولانا

مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

کی تصنیفات وعلمی خدمات ایک نظر میں

حبیب الفتاویٰ اول
حبیب الفتاویٰ دوم
حبیب الفتاویٰ سوم
حبیب الفتاویٰ چہارم
حبیب الفتاویٰ پنجم
حبیب الفتاویٰ ششم
حبیب الفتاویٰ ہفتم
حبیب الفتاویٰ ہشتم
تحقیقات فقہیہ جلد اول
رسائل حبیب جلد اول
رسائل حبیب جلد دوم
صدائے بلبل (اشرف التقاریر) جلد اول
احب الکلام فی مسئلۃ السلام
مبادیات حدیث
نیل الفرقدین فی المصافحہ بالیدین
التوسل بسید الرسل
المساعی المشکورۃ فی الدعاء بعد المکتوبۃ
احکام یوم الشک
جذب القلوب

تحفۃ السالکین
نوٹ کی شرعی حیثیت
والدین کا پیغام زوجین کے نام
تصوف وصوفیاء اور ان کا نظام تعلیم وتربیت
حضرات صوفیاء اور ان کا نظام باطن
حبیب العلوم شرح سلم العلوم
حضرت حبیب الامت کی علمی، دینی خدمات کی ایک جھلک
قدوۃ السالکین
درود وسلام کا مقبول وظیفہ
التوضیح الضروری شرح القدوری
خطبات حبیب
مقالات حبیب
برکات قرآن
علماء وقائدین کے لئے اعتدال کی ضرورت
مسلم معاشرہ کی تباہ کاریاں
جمع الفوائد شرح شرح عقائد
جہاں روشنی کی کمی ملی وہیں اک چراغ جلا دیا